فاتح مفتوح

ایک

دلچسپ تاریخی ناول جس مین فرانس مین عربون کے داخل ہونے
کی تاریخ کے ساتھ وہان کا ایک سچا عاشقانہ قصہ بیان کیا گیا ہے

مصنفہٗ
ادیب بے ہمتا مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شررؔ ادام اللہ فیوضہ

جو

اپریل سنہ ۱۹۱۵ء سے مارچ سنہ ۱۹۱۶ء تک رسالۂ دل افروز مین شائع ہوتا رہا

اور بعد تکمیل مرتب ہو کر

باہتمام خاکسار محمد سراج الحق (حکیم) مینیجر دلگداز و دل افروز

سنہ ۱۹۱۶ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ مین چھپ کے شائع ہوا

مرتبہ ۱۲۰۰ جلد

قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

مغربی کشمیر

سنہ ۱۱۰ھ کے آغاز ہی مین بہار کا موسم آگیا ہے - اور کشمیر مغرب زمین یعنی کوہستان پیرے نیز کی گھاٹیان مجاہدین عرب کی نظر مین جنت الفردوس کا نمونہ بن گئی ہین - قدرت کی بزم طرب نیرنگیان دکھا رہی ہے - اور جوانان چمن نے رنگین بہشتی حُلّے پہن لیے ہین - سر بہ فلک پہاڑون نے اگرچہ اسلامی تہذیب کی سادگی نباہنے کے لیے برف کے سفید براق عمامے سر سے نہین اُتارے مگر موسمی نیرنگیون کے جوش نے اُنھین بھی گردن سے پاؤن تک جنتیون کا سبز لباس پہنا دیا ہے جس مین خیاط بہار نے تو رنگ برنگ پھولون کے نظر فریب بیل بوٹے ہی ٹانکے ہین مگر خود اُن کی روانی طبع نے کمال خوش قینی سے اپنے مخمل سبز کے دامنون مین جا بجا چھوٹی چھوٹی ندیون سے چنگی کا لہریا بنا کے آبشارون کا لچکا ٹانک لیا ہے - جو تبدیل اوقات کی مناسبت سے موسمی آفتاب کی کرنون کی مدد سے کبھی رُوپہلا ہوتا ہے اور کبھی سُنہرا ہو جاتا ہے -

نغمہ سنج طیور جنھون نے موسم سرما کی سرد مزاجیون سے آشفتہ ہو کے مشرق و مغرب یعنی فرانس و ہسپانیہ کے شہرون مین جلا وطنی اختیار کر لی تھی اب بہار کا مژدہ سُن کے واپس آگئے ہین - اپنے وطنی معشوقون یعنی پہاڑون اور وادیون کے خوبصورت پھولون کے پاس بیٹھ بیٹھ کے کبھی شکوۂ ہجران کا دفتر کھولتے اور کبھی ذوق وصال کا نغمۂ دلکش چھیڑ دیتے ہین -

غرض موسم کی حسن آرائیون نے اس مغربی کشمیر یعنی کوہسار پیرے نیز کے ہر ہر چپہ کو عروس بہار کا پھولون سے بھرا آغوش بنا دیا ہے - اور جس طرف نظر اُٹھ جاتی ہے حسینان باغ فطرت کا جلوہ نظر آجاتا ہے - خصوصاً وادی آران جس مین سے ہو کے ہر موسم اور ہر زمانے مین لوگ ہسپانیہ سے فرانس مین چلے جا سکتے ہین ایسا نزہت بخش عیش کدہ بن گئی ہے کہ اس جنت مین پہونچ کے نکلنے کو جی ہی نہین چاہتا - ہر طرف اپنی بہار پر اترانے والے پہاڑ برف کے شملے باندھے اور پیرہن گل پہنے دولھا بنے کھڑے ہین - اور اُن کے درمیان مین قدرت نے گھونگھٹ دے دی کے یکے بعد دیگرے بہت سے مرغزار پیدا کر دیے ہین - قدرت نے یہان دو متضاد ندیون کے سرچشمے ایک دوسرے سے ملا دیے ہین - ایک طرف دریاے غرونہ کی مشرقی شاخ کا منبع ہے جو انھین سرسبز گھاٹیون مین سے شمال کی طرف اُتر کے فرانس کے دامن کوہ اور میدانون سے گزرتی ہوئی شہر طولوس کو چلی گئی ہے - اور دوسری طرف دریاے قنیہ کی ایک مشرقی شاخ ہے جو نہر عسیرہ کہلاتی ہے - اور اس کوہستان کے جنوبی پہلو سے کودتی ہوئی ہسپانیہ کے پہاڑی شہر بشکنکس مین بہی ہے

انھین دونون ندیون کے درمیان مین ایک بلند تختۂ زمین پر پرانا چھوٹا شہر الباب واقع ہے - جسے گلپوش پہاڑون نے اپنی گود مین لے کے اونچا کر دیا ہے - اور اُس کے گرداگرد دونون ندیون کی جدول بنا دی ہے - یہ شہر اس قدر بلندی پر اور گرد کے پہاڑون سے اتنے فاصلہ پر واقع ہوا ہے کہ دُور دُور کا منظر آنکھون کے سامنے ہو جاتا ہے - جنوب کی طرف دو پہاڑون کے درمیان سے اس مغربی کشمیر کا مشہور اونچا قلۂ کوہ ملادیتہ آٹھ میل کی مسافت سے جھانک رہا ہے - دوسری طرف مشرقی گھاٹی کے درمیان مین یہان کا سب سے اونچا پہاڑ کوہ منقال تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر سر اُٹھائے کھڑا ہے -

شہر بشکنکس ان اطراف مین سب سے بڑا عربی کیمپ ہے جہان مملکت فرانس پر حملہ کرنے کے لیے دس بیس ہزار عربی فوج ہر زمانے مین موجود رہا کرتی ہے - وہان سے نہر عسیرہ کے کنارے کنارے ایک سڑک آئی ہے جو کوہستان کی اعلی بلندی پر چڑھتی ہوئی چھ سات میل طے کر کے ایک چھوٹی سی بستی ڈمیہ مین گزر رہی ہے -

اور وہان سے پانچ میل آگے بڑھ کے اس مغربی کوہ قاف کے راجہ اندر کی تختگاہ یعنی شہر الباب مین آگئی ہے - اور اُس سے آگے پانچ میل کے فاصلہ پر شہر قسطلون مین پہونچتے ہی نہر غرونہ کے ساتھ ساتھ فرانس کے میدانون مین اُتر کے مملکت فرانس کے مشہور شہر طولوس مین جا پہونچی ہے -

یہ سڑک جاڑے کے موسم مین تو برفباری کی وجہ سے دشوار گزار ہو جاتی ہے - مگر آج کل خوب جاری ہے - چنانچہ اس وقت جب کہ دو گھڑی دن باقی ہے - اور آفتاب کی طلائی شعاعین ہلکی اور نہایت خوشگوار ہوگئی ہین - عربی سوارون کا ایک غول بنبلونس سے الباب کی طرف جا رہا ہے - جو نہر عسیرہ کے کنارے اُس کی روانی کی بہار دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہین - نہر عسیرہ اُن کے سامنے سے شور مچاتی - غارون اور گڑھون مین پھاندتی - چٹانون سے لڑتی - سنگلاخ زمین پر سر ٹپکتی اور دھوم مچاتی ہوئی شمال سے جنوب کی طرف اُتر رہی ہے اور یہ سوار اُس کے مقابل جنوب سے شمال کی طرف پہاڑ کی بلندی پر چڑھ رہے ہین -

ان سب کے سرون پر بڑے بڑے بڑے سفید عمامے ہین جن کے آخری دو ایک پھیر تحت الحنک کی وضع سے گلے اور کلون مین لپٹے ہوئے ہین - اور جس طرح اوپر عمامون کے بیچ مین سے فولادی خودون کی نوکین نکل کے چمک رہی ہین - ویسے ہی چہرون کے نیچے خوبصورت نوکیلی ڈاڑھیان تحت الحنک ہی سے نکل آئی ہین - سردی اور برف کی مضرت سے بچنے کے لیے یہ سوار پوستین کی قباؤن پر اُون کے موٹے موٹے سیاہ فرغل پہنے ہین - جو بھاری زرہون کو چھپائے ہوئے ہین - پاؤن مین اُون کے گرم پائجامے ہین - اور چمڑے کی پیٹیون سے کمرین کسی ہوئی ہین - ان کے مختلف رنگ کے اُندلسی گھوڑے زبردست قوی ہیکل اور گٹھے ہوے ہاتھ پاؤن کے ہین جو کوہستانی راستون مین بڑی بے تکلفی سے چلتے ہین - اور ان لوگون کو بہت آسانی اور آہستگی کے ساتھ پہاڑ کی بلندی پر چڑھائے لیے جاتے ہین - موٹے سیاہ و سبز کمل اُن کی پیٹھون پر بھی پڑے ہوے ہین -

چند قدم خاموش جا کے سردار نے جو ان سب سوارون مین ممتاز بلند بالا اور کوئی ۳۰ سال کی عمر کا خوش رُو اور وجیہ جوان ہے نہر عسیرہ کی طرف

اشارہ کیا اور ایک قریب والے ساتھی سے کہا" ابو عامر۔ اُدھر دیکھنا نہر کیسی بہار دکھا رہی ہے؟ شفاف پانی مسطح چٹان پر اس طرح گرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے پارے کی بھیا آگئی ہے۔ یا مشاطۂ بہار نے پہاڑ کو دولھا بنا کے اُس کی پیشانی مین چاندی کا سہرا باندھ دیا ہے۔ اور دیکھنا وہ بہت سے طیور وہان بیٹھے کیا کر رہے ہین؟"

ابو عامر ۔" یا سیدی! منتظر ہین کہ پانی قرار لے تو اُس مین اُتر کے نہائین۔ اور چھوٹی مچھلیون کا شکار کرین"۔

سہروار ۔" شکار کرین! بے شک۔ دنیا ایک عام شکار گاہ ہے۔ ساری زندہ مخلوق شکار کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ ابو الحارث (شیر) اور ابو الابرو (چیتا) مویشیون کا شکار کرتے ہین۔ ابو جُہینہ (ریچھ) ہرنون کا شکار کرتا ہے۔ ابو جعدہ (بھیڑیا) بھیڑ بکریون کا شکار کرتا ہے۔ اُم الشامخ (بلی) پرندون کا شکار کرتی ہے۔ ابو الحجاج (عقاب) بڑے بڑے طیور کا شکار کرتا ہے۔ ابو الخطاف (چیلھ) مرغی کے بچون کا شکار کرتی ہے۔ ابو الخراب (اُلو) چوہیون کا شکار کرتا ہے۔ اُم نافع (مرغی) حشرات الارض کا شکار کرتی ہے۔ اور مسلمانون کا کام ہے کہ کافرون کا شکار کرین۔ اور دنیا کو شرک و کفر سے پاک کر دین۔ تو پھر ابن ابی الیسع کو بھی شکار کا کیون نہ شوق ہو؟"

ابو عامر ۔" یا سیدی! خانقاہون کے گوشہ نشین عبادت گزارون کا متقیانہ مذاق یہ ہے کہ کونے مین بیٹھ کے خدا کو یاد کرین اور خونریزی سے بچین۔ گو ہمارے بہادر سردار اور قائد[۲] عثمان بن ابی نسعۂ نخعی خثعمی اسے پسند نہ کرین"۔

عثمان ۔" مگر خدا کی قسم یہ نصرانی راہبون کا مذاق ہے۔ اسلام کے عبادت گزارون اور دینداروں کا مذاق یہ ہونا چاہیے کہ عبادت کے وقت عبادت کرین اور عیش کے وقت عیش۔ صلح کے زمانے مین امن کے طرفدار ہون اور جہاد کے وقت جنگ کے

---

[۱] عربی زبان مین یہ ان سب جانورون کی کنیتین ہین۔ اور اگر کبھی ان کا ذکر عزت کے ساتھ کرنا ہوتا ہے تو یہی استعمال کی جاتی ہین۔

[۲] قائد عربی مین سپہ سالار کو کہتے ہین۔ اندلس مین تمام افسران فوج عموماً قائد ہی کہلاتے تھے

ابو عامر:۔ "بجا ہے"

عثمان:۔ "مین تو اُن زہاد و عباد کو بالکل نہین پسند کرتا جو نماز روزے کو جہاد پر فضیلت دیتے ہین - میرے عقیدے مین جہاد سب سے بڑی عبادت ہے"

ابو عامر:۔ "اس مین کیا شک ہے؟"

عثمان:۔ "اسی قدر نہین - مین دنیا مین لطف اُٹھانے اور ہر جائز لذت و مسرت کے حاصل کرنے کو ثواب کا کام خیال کرتا ہون - اس وادی کی بہار دیکھو - اس نہر کی روانی کا خیال کرو - اس کے پھولون کی خوبصورتی پر غور کرو - اسکے مرغزارون اور اس کی روئیدگی کی شادابیون کی طرف توجہ کرو - اور ان آزاد و چالاک - پھرتیلے اور خوبصورت طیور پر نظر ڈالو - کون کہہ سکتا ہے کہ اِس بہار سے مسرت حاصل کرنا کوئی بُرا کام ہے؟"

ابو عامر:۔ "کوئی نہین کہہ سکتا"

عثمان:۔ "اور مین اسی بے تشکّلی سے الباب کو جاتا ہون - کہ آج کل کی بہار اور فصل گل کی نیرنگیون سے لطف اُٹھاؤن - الباب میری نظر مین دنیا کی جنت ہے جہان خدا نے دنیا کے سارے لطف اور زندگی کی تمام لذتین جمع کر دی ہین - دنیا مین اس سے زیادہ خوبصورت کوئی شہر نہین ہو سکتا"

ابو عامر:۔ "مگر یا سیدی - یہ موسم جب کہ کوہستان کے راستے کھُل گئے ہین اور گھاٹیون کی برف گھُل گئی ہے بجائے عیش پرستی کے فوج کشی اور جہاد کے لیے زیادہ موزون ہے"

عثمان:۔ "تمھارا یہ کہنا بالکل درست ہے - میرا بھی جی یہی چاہتا ہے کہ موسم گل کی ان تمام لذتون کو چھوڑ کے میدان جہاد مین قدم رکھون - بہار کے زمانے مین اس انسانی شکار مین مجھے زیادہ مزہ آتا ہے - تم اب تک دیکھ لیے کہ مین نے اکوی طینہ* کے علاقے مین تہلکہ ڈال دیا - اور جب ہیثم بن عبید الکلابی -

---

* اکوی طینہ وہی علاقہ ہے جو آج کل گسکونیہ کہلاتا ہے - یہ فرانس کے جنوبی و مغربی کونے پر سمندر کے کنارے واقع ہے - اور دریاے ادور کی دس بارہ شاخون نے پھیل کے اس کی خوب آبیاری کی ہے -

دربارِ خلافت کا فرمان لا کے اندلس کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی ہے اور مجھے جہاد کے لیے روانہ کیا ہے تو مین بڑے حوصلے اور جوش کے ساتھ یہان آیا تھا۔ اور اُس کوہستان کے اُس پار جا کے علمِ جہاد بلند کرنے ہی کو تھا۔ لیکن طلیطلہ تک پہونچنے پایا تھا کہ خبر آئی ہیثم نے ملک پر ظلم شروع کر دیا۔ ساری رعایا مین برہمی پیدا ہو گئی۔ بڑے بڑے شرفائے عرب اور معزز خاندانی لوگ قید کر لیے گئے۔ اور زیاد بن زائدہ کا ایسا شریف النفس صاحب علم و فضل اور مقبولِ عام سردار بھی اُس کے ظلم سے نہ بچ سکا تو مجھے اپنی باگ روکنی پڑی ؟ اور بشکنس مین آ کے خاموش بیٹھ رہا۔ اس لیے کہ جب ملک کے اندر ایسی برہمی پیدا ہو رہی ہے تو باہر جا کے جہاد کرنے مین سیکڑون طرح کے اندیشے ہین۔ فرض کیجیے جدید فوج کی ضرورت پڑی تو کیا کیا جائے گا ؟ جن لوگون کو والیِ ملک پر بھروسہ نہین وہ اپنے بچون اپنے گھربار اور اپنی جائدادون کو کس پر چھوڑ کے جہاد پر جائین گے ؟"

ابو عامر: "آہ ہیثم نے تو اس ملک کو تباہ کر دیا۔ واللہ یا مولانا وہ بڑا بے رحم جابر اور ظالم ہے۔ وہ سخت گیر ہی نہین بلکہ روپیہ کے لالچ سے لوگون کا گھربار علانیہ لُٹوا لیا کرتا ہے ؟"

عثمان: "الحمد للہ کہ اس کا انتظام ہو گیا"

ابو عامر: (حیرت سے) "کیا وہ معزول ہو گیا ؟ (دونون ہاتھ اُٹھا کے) یا ذوالجلال والاکرام تیرا شکر ! مگر اس کے کچھ حالات تو بیان فرمائیے۔ ہم نے مطلق نہین سُنا"

عثمان: "آج ہی بشکنس مین مجھے اس کا حال معلوم ہوا۔ اور عجیب واقعہ پیش آیا جس سے امیر المومنین ہشام بن عبد الملک کی بیدار مغزی اور رعایا پروری ظاہر ہوتی ہے۔ ہوا یہ کہ جب یہان کی شکایتین اُن کے گوش گزار ہوئین تو اُنھون نے بہت ہی مخفی طور پر محمد بن عبد اللہ اشجعی کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم ہسپانیہ مین چند روز پوشیدہ رہ کے ہیثم کی حالت اور حکومت کی بخوبی جانچ کرو۔ اور اگر یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ رعایا پر ظلم کرتا ہے تو میرا یہ فرمان (جو اُسے اُسی وقت لکھ کے دے دیا گیا تھا) دکھا کے حکومت اُس سے چھین لو۔ اُسے سزا دو۔ رعایا مین سے جس جس کو اُس کے

ہاتھ سے ضرر پہونچا ہو اُس کا معاوضہ کرو - اور مناسب شخص کے ہاتھ مین عنان حکومت دے کے واپس آؤ - محمد بن عبداللہ یہان آکے دو مہینے چھپا رہا - اندر ہی اندر تحقیقات کر کے ہیثم کی حالت معلوم کر لی - اور ناگہان ایک دن دارالامارت قرطبہ مین پہونچ کے ہیثم کو فرمان خلافت دکھایا - اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی - ہیثم کو پہلے گدھے پر سوار کرا کے شہر مین ہنڈایا - اور پھر ایک زبردست لشکر کی حراست مین دمشق روانہ کر دیا - اس کے بعد اُس نے تمام شہرون مین پکروادیا کہ جس کسی کو ہیثم کے ہاتھ سے کسی قسم کا ضرر پہونچا ہو حاضر ہو کے اپنا نقصان ثابت کرے اور اُس کا معاوضہ لے "

ابوعامر "امیرالمومنین نے بڑی مرحمت اور نوازش کی - ایسے فرمان کے لیے لوگ دل و جان سے کیون نہ دعا کرین؟" مگر معلوم نہین ولایت کا کیا انتظام ہوا؟ کیا محمد بن عبداللہ اشجعی ہی یہان کے والی رہین گے؟"

عثمان "واللہ اعلم - مگر اُن کا بیان تو یون ہے کہ یہان حکومت کرنے کو نہین بلکہ امیرالمومنین کے حکم کی تعمیل کے لیے آئے ہین - اور چند روز کے اندر یہین کے کسی قائد کو والی مقرر کر کے واپس جائین گے"

ابوعامر "دیکھین ہسپانیہ کی قسمت کس کے ہاتھ مین دی جاتی ہے؟ اگر استحقاق کا خیال کیا جائے تو ولایت کا آپ سے زیادہ کوئی مستحق نہین ہے"

عثمان "مین دو دفعہ اس خدمت کو انجام دے چکا ہون - اور افریقیہ کے والی مجھی کو پسند کرتے ہین - اگر ہیثم خاص امیرالمومنین کا فرمان لے کے نہ آگیا ہوتا تو اِس وقت مین ہی والی اسپین ہوتا - مگر افسوس کہ محمد بن عبداللہ اشجعی مجھ سے واقف نہین ہین - تاہم اگر وہ یہین کے لوگون مین سے کسی کو منتخب کرنا چاہتے ہین تو یقین ہے کہ اُن کی نظر میرے سوا کسی پر نہ پڑے گی"

ابوعامر "اور غالباً آپ کا یہان سرحد پر موجود اور جہاد کے لیے مستعد ہونا اُنھین آپ کی طرف اور زیادہ توجہ دلائے گا"

عثمان "یہ نہ کہو - یہان دُور پڑے رہنے کی وجہ سے مجھے کسی قدر اندیشہ ہے - قرطبہ مین کون ہے جو ابن اشجعی کو میرا خیال دلائے گا؟ اگرچہ آج کل کی یہ بہار

چھوڑ کے جانے کو جی نہین چاہتا مگر تمھاری راے ہو تو چند روز کے لیے قرطبہ چلا جاؤن؟"

ابوعامر:" اس سے ابن اشجعی کو خیال پیدا ہوگا کہ آپ کو ولایت اندلس کی ہوس ہے۔ خود آپ کے جانے سے اچھا ہے کہ مجھے اور لیث بن خظلۃ الفہری کو آپ وہان بھیج دین۔ ہم لوگ اُن کے سامنے آپ کے صفات اور آپ کی بہادریان بیان کرین گے۔ آپ کی خوش تدبیرین کو اُن کے ذہن نشین کرین گے۔ اور جہان تک ممکن ہوگا ابن اشجعی کو آپ کا طرفدار بنا دین گے۔"

عثمان:" بے شک یہی مناسب ہے۔ اور حُسن اتفاق سے لیث شہر الباب مین موجود بھی ہین۔ مین کل ہی تم دونون کو روانہ کردون گا۔"

ان باتون نے عثمان بن ابی نسعہ کو نہر عسیرہ کی روانی۔ سبزہ زارون کی دلکشی اور رنگیوش پہاڑون کی نظرفریبی کی طرف سے بالکل غافل کردیا تھا۔ یکایک نگاہ اُٹھا کے دیکھا تو شام ہونے کو تھی۔ پہاڑون مین چھپے ہوئے آفتاب کی روشنی پر تیرگی غالب آرہی تھی۔ طیور سیر گل اور نغمہ سنجی کی ہوس پوری کرنے مین آخری جوش دکھا رہے تھے۔ اور شہر الباب کا پھاٹک نظر کے سامنے تھا۔ غرض گھوڑون کو ایڑ بتا کے یہ لوگ دم بھر مین شہر کے اندر داخل ہو گئے۔

اگوتھک وضع کے اُس پُرانے عالیشان دو منزلے مکان مین جو حکام و والیان ملک کے ٹھہرنے کے لیے مخصوص تھا جا کے قیام کیا۔ ساری بستی مین امیر عثمان ابن ابی نسعہ کے ورود کا انتظار ہو ہی رہا تھا داخلہ کی خبر فوراً مشہور ہوگئی۔ اور اس عالیشان دارالامارت مین جو معززین استقبال کے لیے موجود تھے اُن مین لیث بن خظلۃ الفہری کو دیکھ کے عثمان بن ابی نسعہ بہت خوش ہوا۔ بڑھ کے اُس سے مصافحہ کیا۔ اور کہا "تم سے مجھے ایک ضروری کام ہے۔ کھانا میرے ہی ساتھ کھانا اور بے پوچھے نہ جانا۔" اس کے بعد تمام حاضرین سے مصافحہ کر کے اور سب کی مزاج پرسی کر کے کچھ مقامی حالات دریافت کر کے اُنھین اور سوا ابن عامر کے اپنے تمام ہمراہی سوارون کو بھی رخصت کیا۔ اور اپنے خاص کمرے مین جا کے خود و زرہ اُتارے۔ اور ایک عربی مخطط عبا پہن کے دیوان خانے کے بڑے ہال مین آ بیٹھا جہان خدام نے آتش خانے مین آگ

روشن کر رکھی تھی۔ اور ابو عامر اور لیث بن خظلہ کے سوا کوئی اور شریک صحبت نہ تھا

عثمان بن ابی نسعہ کے اشارے سے ابو عامر نے لیث سے محمد بن عبداللہ اشجعی کے آنے کے واقعات کو تفصیل سے بیان کر کے کہا "اب وہ کسی والی کو انتخاب کرنا چاہتے ہین جس کا استحقاق ہمارے امیر عثمان کے سوا کسی کو نہین۔ مگر اُن کے یہان دُور ہونے کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ ابن اشجعی کو اُن کا خیال نہ آئے۔ اس لیے میری راے یہ ہے کہ ہم آپ قرطبہ مین چل کے اُن سے ملین اور اُن پر اپنے امیر کے حقوق اور اُن کی قابلیت ظاہر کرین۔ اس مین آپ کی کیا راے ہے؟"

لیث "مناسب ہی نہین اس کی ضرورت ہے۔ اور مین بڑی خوشی سے چلنے کو موجود ہون"

عثمان "تو بس زیادہ بحث کی ضرورت نہین۔ اس وقت کے مشورے کو بالکل راز رکھنا چاہیے اور کل ہی صبح کو آپ دونون روانہ ہو جائین"

اس کے بعد دستر خوان بچھا۔ تینون نے ساتھ بیٹھ کے کھانا کھایا۔ ہاتھ دھوئے اور اپنی اپنی قیام گاہ کو روانہ ہوئے۔ ابو عامر اور لیث بن خظلہ نے رات ہی کو سفر کی تیاریان کر لین۔ اور علی الصبّاح اپنے مضبوط گھوڑون پر سوار ہو کے کوچ کر دیا۔

دوسرا باب

اُس وقت کی پولیٹیکل حالت

اُنیس ہی برس ہوئے کہ عربون کا پہلا سپہ سالار طارق بن زیاد جس کے نام کو جبرالٹر قیامت تک یاد دلاتا رہے گا ساحل اُندلس پر اُترا تھا۔ وہ سنہ ۹۱ھ مین حملہ آور ہوا تھا۔ اور اب سنہ ۱۱۰ھ ہین۔ مگر اتنی ہی مدت مین متلوّن مزاج دولت بنی امیہ دمشق اور غیر مستقل گورنران افریقیہ کے ہاتھ سے اُندلس کو چودہ عربی والیون کی صورت دیکھنا نصیب ہو چکی ہے۔ خلفائے دمشق کو ہسپانیہ عظمیٰ کی عظمت و وسعت کا حال نہین معلوم تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کی حکومت کا انتظام والی افریقیہ یعنی مراکش الجزائر اور طرابلس الغرب کے حاکم کے سپرد کر دیا

گیا تھا۔ اور اُسے اختیار تھا کہ جسے مناسب سمجھے اُندلس کا حاکم مقرر کر دے۔

۱۰۵؁ھ میں جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا ہے تو افریقہ کا گورنر بشر بن حنظلہ کلبی تھا اور اُندلس کا والی بشر کا ایک عزیز عنبسہ بن سُحیم کلبی عنبسہ نے بہت اچھا انتظام کیا۔ ایک دورہ کر کے بدنظمی کی شکایتیں رفع کیں۔ اور تھوڑے ہی زمانے میں عدالت گستری کی کچھ ایسی شان دکھا دی کہ مسلمان عیسائی یہودی سب اُس سے بیحد خوش تھے۔ اندرونی اصلاحوں کے بعد اُس نے کوہسار پیرنیز کی گھاٹیوں سے نکل کے فرانس کے علاقہ پر حملہ کیا۔ دو ایک شہر فتح کیے مگر ایک میدان میں ایسا زخمی ہوا کہ جان بر نہ ہو سکا۔ شہربت شہادت پیتے وقت سپہ سالاری کا علم حُضیر بن عبداللہ فہری کے ہاتھ میں دیا اور خود حوروں کے آغوش میں لیٹ کے جنت کی بہار دیکھنے لگا۔

مگر والی افریقہ بشر نے حُضیر کی ولایت نامنظور کی اور عنبسہ کی جگہ اپنے ہی قبیلہ کے ایک رُکن یحییٰ بن سلمہ کلبی کو والی اسپین مقرر کر دیا۔ یحییٰ ابھی اچھی طرح ملک کی حالت کو سمجھنے بھی نہیں پایا تھا کہ بشر گورنری افریقہ سے معزول ہو گیا۔ اور کلثوم بن عامر نے دارالخلافت دمشق سے آکے اُس سے گورنری کا جائزہ لے لیا۔ اس انقلاب کی خبر اُندلس میں پہونچی تو اگرچہ کسی کو یحییٰ سے کوئی واقعی شکایت نہ تھی مگر بعض لوگوں نے محض اس خیال سے کہ شاید کوئی ایسا شخص والی اُندلس مقرر ہو کے آجائے جو ہم پر مہربان اور ہمارا دوست ہو یحییٰ کی شکایت لکھ بھیجی اور کلثوم نے عثمان بن ابی لیسعہ کو والی اُندلس مقرر کر کے روانہ کیا کہ یحییٰ سے جا کے چارج لے لے۔ یوں ہمارا ہیرو جس سے ناظرین پہلے ہی باب میں مل چکے ہیں ۱۱۰؁ھ میں وارد اسپین ہوا۔ اور ملک کا حکمران بن کے آیا۔

عثمان ابن ابی لیسعہ نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی انتظامات کی اصلاح کی۔ اور جہاد پر روانہ ہو گیا۔ بعض بے فکروں نے جو اپنے اغراض کے خیال سے روز نیا انقلاب چاہتے تھے کلثوم کو اُس کی بھی شکایتیں لکھیں۔ کلثوم نے بے عقلی سے عثمان کو معزول کر کے اُس کی جگہ حذیفہ ابن احوص قیسی کو روانہ

گیا اور اس کی اطلاع دارالخلافت دمشق مین کردی - حذیفہ مین انتظامی قابلیت نہ تھی اُس سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی اور کلثوم کے پاس والی کی شکایتوں کا ایک طومار پہونچ گیا - مجبوراً اُس نے حذیفہ کو معزول کر کے پھر عثمان ابن ابی نسعہ کو حاکم اندلس مقرر کر دیا - اور خلیفۂ ہشام کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ عثمان کی حکومت اندلس مستقل طور پر منظور فرمائی جائے ہشام نے اس کو پسند نہ کیا کہ جس شخص کی شکایت ایک بار ہو چکی ہے اُسے پھر حاکم مقرر کیا جائے - اس لیے خود اپنے یہان سے ہثیم بن عبید الکلابی کو منتخب کر کے روانہ کیا کہ اندلس مین جا کے ہوشیاری اور خوش اسلوبی سے حکومت کرے - کس کی مجال تھی کہ فرمان خلافت سے سرتابی کرے ؟ کلثوم کا کچھ زور نہ چلا - اور ہثیم نے آ کے ابن ابی نسعہ سے حکومت کا چارج لے لیا - یہ ہثیم بڑا جابر و ظالم اور طامع شخص تھا - اندلس والے جو آئے دن شکایتین کر کر کے والیون کو بدلوایا کرتے تھے اُس کے ہاتھ سے اُنھین اپنی متلون مزاجی کی خوب سزا ملی - اُس نے آتے ہی ابن ابی نسعہ کو تو جہاد کا حکم دے کے سرحد پر بھیج دیا - اور ملک مین طرح طرح کے ظلم شروع کر دیے - جسے چاہا لٹوا لیا - جس کو چاہا قتل کر ڈالا - اور سارے ملک مین ہاے ہاے پڑ گئی - اور وہ چونکہ خاص امیر المومنین کا مقرر کیا ہوا تھا اس لیے کلثوم سے بھی اس کی چارہ جوئی نہ ہو سکتی تھی - بعض لوگون نے عاجز آ کے اُس کے قتل کی سازش کی جس کا حال کھل گیا اور ہثیم نے سب سازشیون کو پکڑ کے قتل کر ڈالا - لیکن دربار خلافت مین بھی اس کی شکایت مین عرضیون کا تانتا بندھ گیا تھا - پہلے تو ہشام نے ٹالا - مگر جب دیکھا کہ معاملہ ٹالے نہین ٹلتا تو محمد بن عبد اللہ اشجعی کو اپنا فرمان دے کے حکم دیا کہ "تم پوشیدہ طور پر اندلس مین جاؤ - وہان چند روز مخفی رہ کے پتہ لگاؤ کہ اہل اندلس کی یہ عرضیان کہان تک سچی ہین - اگر غلط ثابت ہون تو وہان کے والی کو مطلع کر کے عرضی گذارون کو دروغ گوئی کی سزا دو - اور اگر سچی نکلین تو میرا یہی فرمان پیش کر کے حکومت ہسپانیہ کا جائزہ ہثیم سے لے لو اور اُسے سخت سزا دو - جن جن لوگون کو ضرر پہونچا ہو

اُن کا جبر نقصان کرو۔ اور جس شخص کو قابل اور نیک نفس پاؤ وہان کا حاکم و والی مقرر کر کے واپس آؤ۔

ابن اشجعی دو مہینہ تک بلاد اندلس مین خاموش مارا مارا پھرا۔ قرطبہ مین چند روز ٹھہر کے ہیثم کی حالت کا بخوبی اندازہ کیا۔ اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ ہیثم حقیقت مین ظالم ہے۔ اور ملک کو لوٹے کھاتا ہے تو ایک دن جبکہ والی کے دربار مین بہت سے معززین جمع تھے معمولی طور پر اُس سے جا کے ملا اور ظاہر کیا کہ مین امیر المومنین کا بھیجا ہوا آیا ہون۔ ہیثم نے خلیفہ کا نام سنتے ہی اُس کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور اپنے برابر مسند پر بٹھا کے خیریت دریافت کرنے لگا۔ دو چار باتین کر کے ابن اشجعی نے فرمان خلافت نکال کے پیش کیا جسے پڑھتے ہی ہیثم کا چہرہ اُتر گیا۔ اُسی وقت حکومت کا چارج دے کے مسند سے اُتر گیا۔ اور بعجز امیدوار ہوا کہ نیا والی اُس کے ساتھ رحمدلی و شفقت کا برتاؤ کریگا۔ مگر ابن اشجعی نے اُن تمام الزامات کی فہرست جو ہیثم پر عائد کیے گئے تھے جیب سے نکال کے سُنائی۔ اور جواب طلب کیا۔ ہیثم سے سوا اس کے کہ ندامت سے سر جھکا لے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ ابن اشجعی نے فریادیون اور مظلومون کو طلب کر کے تمام الزامات کو شہادتون سے ثابت کیا۔ اور حکم دیا کہ ہیثم گدھے پر سوار کر کے قرطبہ کی سڑکون پر ہنڈایا جائے اور جب اُسے اُس کے ہاتھ کے ستائے ہوؤن کے سامنے خوب ذلیل کر لیا تو اپنی مفصل رپورٹ کے ساتھ ایک زبردست گارد کی حراست مین دمشق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ خاص خلیفۂ ہشام کے ہاتھ سے اپنے اعمال کی سزا پائے۔

اس کارروائی کے بعد ابن اشجعی نے اشتہار دے دیا کہ ہیثم کو جس کسی کے ہاتھ سے کچھ ضرر پہونچا ہو آ کے اپنے نقصانات کو ظاہر اور ثابت کرے، تاکہ جہان تک ممکن ہو اُن کا معاوضہ کیا جائے۔ اور ظاہر کر دیا کہ "مین اندلس مین حکومت کرنے کو نہین آیا ہون۔ جس غرض کے لیے آیا تھا وہ حاصل ہو گئی اب صرف اتنا کام باقی ہے کہ کسی قابل ہوشیار اور منصف مزاج شخص کو تلاش کر کے یہان کا والی بناؤن۔ اور عنان حکومت اُس کے ہاتھ مین

دے کے واپس چلا جاؤن۔

اب یہان وہ دو ہی کامون مین مشغول تھا۔ یا تو ہشیم کے ہاتھ کے ستم زدون کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اور اُن کے مالی نقصانون کا معاوضہ کر کے اُن سب کی اشک شوئی کرتا یا اس جستجو مین لگا رہتا کہ اُندلس کے امیرون قائدون (سپہ سالارون) اور فقیہون (عالمون) مین سب سے زیادہ ممتاز اور نیک کون شخص ہے۔

ایک دن اسی فکر مین بیٹھا تھا۔ اور قرطبہ کے چند صاحب اثر اُمرا و علما صحبت مین تھے کہ ناگہان ابو عامر اور لیث بن حنظلہ فہری نے آکے کہا "السلام علیک یا امیر!" ابن اشجعی نے سلام کا جواب دے کے اُن سے مصافحہ کیا۔ اور پوچھا "آپ کون حضرات ہین؟ اور کہان سے آئے ہین؟" دونون نے اپنا نام اور نسب بتا کے کہا "ہم دست بوسی کے لیے جبال البرطات[ع] سے حاضر ہوئے ہین"۔

ابن اشجعی "مرحبا! مرحبا! میرا جی چاہتا تھا کہ خود آ کے اُس پُر فضا کوہسار کی سیر کرون۔ مین نے اپنے وہان کے برہنہ اور سیاہ پہاڑ دیکھے ہین جن مین جا کے انسان کو وحشت ہوتی ہے۔ مگر سنتا ہون کہ آپ کے ملک کے یہ پہاڑ نہایت ہی سر سبز و شاداب ہین"۔

لیث "میرے نزدیک تو امیر ضرور تشریف لے چلین۔ آج کل بہار کا موسم ہے اور البرطات کا ہر ہر چپہ دیکھنے کے قابل ہے۔ پہاڑون کے دامن پھولون سے بھرے ہوئے ہین۔ نہرین قدم قدم پر جاری ہین۔ سبزے نے بلندی او پستی مین جدھر دیکھیے استبرق سبز کا فرش بچھا رکھا ہے۔ جس مین قدرت الٰہی کے قلم نے رنگا رنگ پھولون سے نقش و نگار بنا لئے ہین۔ نسیم کے جھونکے آتے ہین جو پہاڑ کے قلون کی برف سے ٹھنڈک خنکی اور فرحت لے آتے ہین

ع کوہستان پیرے نیز کو عرب لوگ جبال البرطات کہتے ہین۔ اسپین والے اُن دنون اس پہاڑ کو "پرتاس" کہتے تھے۔ یہ لاطینی کے لفظ "پورت" کا بگاڑ تھا جس کے معنی "دروازے" کے ہین۔ چونکہ اس مین جا بجا درے ہین جن مین سے ہو کے راستہ گیا ہے اس لیے قدیم اسپین والون نے پرتاس یعنی دروازون والا پہاڑ کہنا شروع کیا اور عرب البرطات کہنے لگے۔

غرض انسان کو ایک ایسی بہار نظر آتی ہے کہ بے اختیار کہنے لگتا ہے فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین اور اُسے معلوم ہوتا ہے کہ مین اس عالم فانی مین نہین بلکہ جنت اعلیٰ مین ہون"

ابن اشجعی "مین ضرور چلتا مگر افسوس امیر المومنین نے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہین دی ہے۔ اور دشواری یہ ہے کہ ہیثم کے ہاتھ کے مظلوم برابر آئے جاتے ہین۔ اس شخص نے یہان بڑے بڑے مظالم کیے"

ابو عامر "آپ کا آنا رحمت ربانی ہوگیا۔ امیر المومنین اگر چند روز اور خبر نہ لیتے تو اس ملک کے تباہ ہونے مین کوئی بات نہین اُٹھ رہی تھی"

ابن اشجعی "مگر مجھے تحقیق کرنے سے پتہ لگا کہ یہان کے لوگون مین بھی یہ سخت عیب ہے کہ ہمیشہ اپنے حاکمون کی شکایت کرتے رہتے ہین۔ اور اکثر شکایتین غلط اور بے بنیاد ہوتی ہین۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ اس مرتبہ اُن کی شکایتون کا دیر مین لحاظ کیا گیا"

لیث "مناسب تو یہ ہوگا کہ گمنام شکایتون کا لحاظ ہی نہ کیا جایا کرے۔ ہان جو لوگ اپنا نام لکھ کے شکایت کرین اُن کے نام لکھ لیے جایا کرین۔ اور اُن کی تحریر کی بنیاد پر تحقیقات کی جایا کرے"

ابن اشجعی "آیندہ یہی کیا جائے گا"

لیث "ہیثم سے پیشتر یہان کے حاکم عثمان بن ابی یسعہ تھے جنھین والی افریقہ نے محض بے بنیاد شکایتون کی بنا پر دو مرتبہ مقرر کر کے ہٹا دیا۔ اور ہر دفعہ اُن کے ہٹانے پر پچھتائے"

ابن اشجعی "یہ عثمان ابن ابی یسعہ کون ہین؟ اور کیسے شخص ہین؟ مین نے اُن کے حالات مختلف لوگون سے دریافت کیے مگر اطمینان نہین ہوا اور خود اُن سے ملاقات کی نوبت نہین آئی"

لیث "عثمان نہایت ہی لائق۔ بیدار مغز۔ مستعد۔ اور کارگزار شخص ہین۔ وہ بنی لخم اور لخمیون مین سے خاص بنی خثعم کی یادگار رہین۔ سنہ ھ مین کلثوم بن عامر نے اُنھین مقرر کر کے بھیجا تھا۔ اور کلثوم ہی کے ساتھ وہ دمشق سے ارض مغرب و افریقہ مین آئے تھے"

ابن اشجعی ۔ "لیکن اُن کی شکایت کیون ہوئی ؟"

لیث ۔ "یہ تو آپ نے خود ہی فرمایا کہ اندلس والے بے وجہ اور بے بنیاد شکایتون کے عادی ہو گئے ہین۔ آپ والی افریقہ سے اور یہان کے تمام قائدون اور فقیہون سے دریافت کر سکتے ہین کہ ابن ابی نسعہ کے انتظامات مین کوئی بات شکایت کے قابل نہ تھی۔ اُنھون نے اس ولایت کا انتظام ہاتھ مین لیتے ہی دورہ کیا۔ اور اپنا اطمینان کرتے ہی جبال البرطات مین چلے گئے کہ فرنگستان کے اضلاع پر جہاد کرین"

ابن اشجعی ۔ "فی الحال کہان ہین ؟"

لیث ۔ "شہر الباب مین جو عین جبال البرطات کے اندر واقع ہے"

ابن اشجعی ۔ "شاید اُنھین پہاڑون کی بہار دیکھنے کا شوق زیادہ ہے ؟"

لیث ۔ "اُن کے وہان ہونے کی یہ وجہ نہین ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ ہیثم نے جب اُن سے حکومت کا جائزہ لیا تو غالباً دل مین خیال کیا کہ جب تک ابن ابی نسعہ یہان موجود رہین گے مجھے آزادی سے ملک کے لُوٹنے کا موقع نہ ملے گا۔ فوراً اُنھین حکم دیا کہ فوج لے کے سرحد پر چلے جاؤ۔ اور جہاد کرو۔ ابن ابی نسعہ کا اصلی مذاق فتحمندی اور جہاد تھا ہی فوراً جس قدر لشکر جمع ہو سکا ساتھ لے کے جبال البرطات مین چلے گئے۔ ہنوز دشمنون پر کوچ نہین کرنے پائے تھے کہ مشہور ہوا ہیثم نے ملک کو لُوٹنا شروع کر دیا۔ اور رعایا مین پریشانی پیدا ہوئی۔ ایسی بے امنی کے زمانے مین اُنھین مناسب نہین معلوم ہوا کہ جہاد کرین۔ اور اپنے جھنڈے کے نیچے اُن سپہگرون کو لیجائین جنھین اپنے گھر بار کی طرف سے اطمینان نہین تھا۔ اور حاکم ملک کے دشمن ہو رہے تھے۔ یہ دشواری نہ پیدا ہوئی ہوتی تو اب تک وہ فرانس کے ملک مین ہوتے۔ اور علم اسلام اس وقت تک کہین کا کہین پہونچ گیا ہوتا"

ابن اشجعی ۔ "یہ تو اُنھون نے عقلمندی کی کہ ایسے نازک وقت مین جہاد کو ملتوی رکھا۔ لیکن خود اُنھون نے ہیثم کے حالات سے والی افریقہ یا امیر المومنین کو کیون نہ اطلاع دی ؟"

لیث :- اول تو وہ قرطبہ مین موجود نہ تھے کہ اپنے چشم دید حالات لکھتے - اور اگر سنی سنائی افواہ لکھ بھی بھیجتے تو سمجھا جاتا کہ انھین حکومت کا شوق ہے - اور چونکہ اُن سے ولایت اسپین چھینی گئی ہے اس لیے نئے والی کی شکایت کرتے ہین"

ابن اشجعی :- "خیر ہوگا - میرا اب اس قدر کام رہ گیا ہے کہ کسی لائق شخص کو یہان کا والی و حاکم بنا کے واپس جاؤن اور ہیثم کے ہاتھ کے ستائے ہوؤن کی دادرسی کا کام بھی اُسی کے سپرد کر دون"

ابو عامر :- "تو جناب نے کچھ فیصلہ فرمایا کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد یہان کا والی کون ہوگا؟"

ابن اشجعی :- "اسی فکر مین ہون - ابھی مین نے کوئی مستقل راے نہین قائم کی ہے - اور جو راے قائم کرون گا بھی تو اُسے اُسی وقت ظاہر کرون گا جب عنان حکومت اُس کے ہاتھ مین دون گا - مین ایسا شخص چاہتا ہون جو صاحب علم ہو - پورا سپاہی ہو - اور دینی حیثیت سے اورون پر فضیلت رکھتا ہو"

لیث :- "علم و فضل کی نسبت تو مین نہین کہہ سکتا - لیکن اگر جناب تجربہ کار منصف مزاج - بیدار مغز - اور بہادر نبرد آزما ڈھونڈھین تو عثمان ابن ابی نسعہ سے بہتر آدمی نہین مل سکتا"

ابن اشجعی :- "مگر اتنی خرابی ہے کہ ایک بار اُن کی شکایت ہو چکی ہے - اگر امیر المومنین پوچھ بیٹھے کہ ایسے شخص کو کیون مقرر کیا جس کے بارے مین ایک بار شکایت کی آواز بلند ہو چکی تھی تو کیا جواب دیا جائے گا؟"

ابو عامر :- "مگر یہ تو آپ پر آشکارا ہو گیا کہ وہ شکایتین بے اصل تھین"

ابن اشجعی :- "مانا کہ بے اصل تھین - مگر امیر المومنین کے دل سے اس بات کو کون نکالے گا کہ جس کسی کی شکایت کسی ملک کے لوگ کر چکے ہون چاہے وہ شکایتین بے اصل ہی ہون اُسی کو وہان کا والی مقرر کر دینے کے یہ معنی ہین کہ جن لوگون نے شکایت مین زبان کھولی تھی اُنھین اُن کے دشمن کے ہاتھ مین دے دیا جائے"

لیث :- "مجھے تو یقین ہے کہ ابن ابی نسعہ کے دل مین اُن شکایتون کا خیال بھی نہ رہا ہوگا"

ابن اشجعی:- "مگر امیر المومنین کو اس کا یقین کیونکر دلایا جائے؟ میرے نزدیک مناسب یہ ہوگا کہ ابن ابی لیسعہ چونکہ بہادر ہین اور جہاد کا بھی شوق رکھتے ہین اس لیے اندلس کے عام قائد اور امیر الجہاد وہی رہین مگر انتظامی معاملات کسی اور کے سپرد کر دیے جائین جو علم و فضل اور نیک نفسی و اتقا مین اُن سے افضل ہو۔"

لیث:- "آپ کو اختیار ہے۔ مگر ولایت اندلس کا استحقاق اُنھین کو ہے۔"

ابو عامر:- "اور میرے نزدیک تو اگر وہ نہ منتخب کیے گئے تو اُن کا دل ٹوٹ جائے گا۔ سلطنت کے ہاتھ سے اپنے بہادر افسرون اور قائدون کی دل شکنی نہ ہونی چاہیے۔"

ابن اشجعی:- "اگر یہ تم صحیح کہتے ہو تو ابن ابی لیسعہ بہت بُرے آدمی ہین جسے حکومت کی ہوس اور آرزو ہو وہی سب سے زیادہ غیر مستحق ہوا کرتا ہے یاد کرو کہ جب عمرؓ بن الخطاب نے خالدؓ بن ولید کو معزول کر دیا ہے تو اُن کی بہ ظاہر کس قدر بے وقعتی اور بے قدری ہوئی تھی؟ اور اُن کے حقوق اُن کے خیال مین کس قدر پامال ہوئے ہون گے۔ مگر انھون نے کیسے استقلال کیسی بے نفسی اور کیسی خوشی سے امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کی؟ ابن ابی لیسعہ کا مرتبہ بہادری یا نیک نفسی کسی بات مین خالد سے نہین بڑھ سکتا۔"

محمد بن عبد اللہ اشجعی کی اس تقریر نے ابن ابی لیسعہ کے دونون وکیلون کی زبان بند کر دی۔ اور وہ مایوس و ناکام ہو کے اُس کی صحبت سے اُٹھ گئے۔ اُن کے جانے کے بعد ابن اشجعی نے قاضی زیاد بن زائدۃ الشیبانی کی طرف دیکھ کے جو دیر سے خاموش بیٹھے ابن اشجعی اور لیث و ابو عامر کی گفتگو سُن رہے تھے کہا "معلوم ہوتا ہے یہ دونون خود ابن ابی یسعہ کے بھیجے ہوئے آئے ہین۔"

زیاد:- "غالباً آپ کا خیال صحیح ہے۔"

ابن اشجعی:- "یہ ابن ابی یسعہ کیسا شخص ہے"

زیاد:- "وہ کوئی بُرے شخص نہین ہین منتظم ہین۔ مدبر ہین۔ بہادر ہین۔ فیاض اور منصف مزاج ہین۔ مگر ان تمام خوبیون کے ساتھ اُن کے مزاج مین رنگینی

شوقینی اور عیش طلبی ہے۔ اور نہ ہونے کی کیا وجہ؟ عمر ابھی تیس برس سے زیادہ نہ ہوگی۔ پھر اس سن میں انسان مردہ دل بھی ہوگا تو کہاں تک؟"

ابن اشجعی "تو ایسے حدیث العہد لوگوں کے ہاتھ میں اتنی بڑی ذمہ داری کا کام کیونکر چھوڑا جا سکتا ہے؟"

زیاد "آخر آپ نے اس خدمت کے لیے کسے تجویز کیا ہے؟"

ابن اشجعی "اب زیادہ غور و جستجو کی ضرورت نہیں ہے۔ آج رات کو میں تنہائی میں غور اور خدا سے استخارہ کروں گا اور پرسوں جمعہ کو جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ یہاں کے کل اعیان و اُمرا کے سامنے ظاہر کر دوں گا کہ میں نے کسے والی ہسپانیہ مقرر کیا ہے۔"

یہ کہہ کے ابن اشجعی حاضرین سے رخصت ہو کے اُٹھ گئے۔ اور اُسی وقت اعلان کر دیا گیا کہ آیندہ جمعہ کو بعد نماز لوگوں کو معلوم ہوگا کہ کون شخص والی اندلس مقرر ہوا۔ سارے قرطبہ اور قرب و جوار کے تمام گاؤں میں دھوم پڑ گئی۔ اور دوسرے دن اُن تمام شہروں میں بھی جو یہاں سے تین تین چار چار منزل پر واقع تھے خبر پہونچ گئی۔ اور جس نے سنا ارادہ کیا کہ اب کی فریضۂ جمعہ خاص قرطبہ کی جامع میں ادا کرے۔

اسی دھوم دھام اور انتظار میں وقت مقررہ آ گیا۔ جامع مسجد میں اتنی خلقت جمع ہو گئی جتنی کہ کبھی نہیں جمع ہوئی تھی۔ مسجد کے باہر ملک کے عیسائیوں اور یہودیوں کا مجمع تھا جو نئے والی کا نام سننے کے اُسی قدر مشتاق تھے جس قدر مسلمان۔ محمد بن عبد اللہ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ایک غیر معمولی پُرجوش اور عبرت خیز خطبہ پڑھا۔ اور خطبہ میں جب خلیفۂ وقت ہشام عبد الملک کے لیے ترقی و اقبال کی دعا کر چکا تو منبر سے اُتر کے صف اول میں ایک چکر لگایا۔ اُسی گشت میں ایک معمر و معزز اور سن رسیدہ و ذی وقار عالم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ الکلبی الغافقی کو ہاتھ پکڑ کے اُٹھا لایا۔ اور اُنھیں منبر پر اپنے برابر کھڑا کر کے کہا "یا معاشر المسلمین! اس وقت سے آپ کے امیر اور حاکم اور والی ہسپانیہ یہ بزرگ ہیں جن سے زیادہ صاحب علم و فضل۔ دیندار پاک طینت۔ محترم دلبر کم

اور قابل اطمینان شخص اس سرزمین پر میرے خیال مین کوئی نہین ہے۔ جن کو مین نے بحکم امیرالمومنین آپ کا والی اور حاکم مقرر کیا۔"

یہ کلمات سنتے ہی مسجد مین ہر طرف سے "مرحبا! مرحبا! بارک اللہ! بارک اللہ" کا غلغلہ بلند ہوا۔ اور لوگ مارے خوشی کے آپے سے باہر ہوئے جاتے تھے۔ جب نعرہ ہاے مسرت کا شور کم ہوا تو ابن الشجعی نے کہا "اب مین اپنے ان محترم دوست کو آپ کے اس منبر پر کھڑا کر کے اُتر آتا ہون اور آئندہ کے لیے ان کو آپ کے اور آپ کو ان کے سپرد کرتا ہون۔ میرا کام پورا ہو گیا۔ اور کل ہی یہان سے روانہ ہو جاؤن گا۔ لیکن یہ امید دل مین لے کے جاؤن گا کہ آپ میرے اس انتخاب سے خوش ہون گے اور ان کی کارگزاری سے ہسپانیہ امن وامان مین رہ کے اپنے مفتوحات کو روز افزون ترقی دے گا۔ بس اب آپ سے آپ کے امیر ہی اپنے فصیح و بلیغ الفاظ مین خطاب کرین گے۔"

عبدالرحمن بن عبداللہ نہایت ہی نیک نفس اور محتاط و پرہیزگار بزرگون مین تھے۔ تابعی ہونے کی فضیلت رکھتے تھے۔ اور بڑے بڑے صحابۂ رسول اللہ کی آنکھین دیکھے ہوئے تھے۔ ہر شخص اُن کے علم کا معترف اور اُن کی خوبیون کا معتقد تھا اور اُن کا ادب کرتا تھا۔ اور اسی وجہ سے جب لوگون کو اپنی امیدون کے خلاف یہ معلوم ہوا کہ وہ ہمارے والی اور حاکم مقرر ہوئے ہین تو اُن کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب اُنھون نے ایک نہایت ہی فصیح خطبہ پڑھا۔ اور مسجد کی کارروائی ختم ہو گئی جس کے بعد شہرون اور گاؤن مین لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ اور عام رعایا کی خوشیون کی کوئی انتہا نہ تھی۔

تیسرا باب

عیش مین خلل

شام کا وقت ہے۔ اور ابن ابی نسعہ الباب کے قصر امارت کے کوٹھے پر بیٹھا گرد کی فضا اور پہاڑون کی بہار دیکھ رہا ہے۔ قسطلہ[ع] اور فرانس کے شہر

ع قسطلہ جسے انگریزی مین کستائل کہتے ہین اسپین کا وہ صوبہ تھا جو (بقیہ صفحہ ۲۰ مین)

نربونہ[ع] کی کئی خوبصورت لونڈیاں خدمت گزاری کے لیے سامنے دست بستہ کھڑی ہیں۔ عروس بہار کے بناؤ سنگھار کو دیکھتے دیکھتے ابن ابی لیسعہ نے ایک نہایت ہی حسین و پری جمال لونڈی کی طرف دیکھا جسے خلف بن عباس الخزاعی نربونہ کے عرب قلعہ دار نے ہدیۃً اُس کے پاس بھیجا تھا۔ اُس کے حسن و جمال اور اُس کی دلکش اداؤں کا نظارہ کر کے اپنی ایک بڑانی قسطلہ کی عربی دان لونڈی ریحانہ سے کہا "اس کا حال پوچھو۔ اور دریافت کرو کہ اس کے ملک میں کوئی اس سے بھی بڑھ کے حسینہ ہے؟" ریحانہ نے اُس کی زبان میں اُس سے یہ سوال کیا تو مسکرا کے بولی "ہمارے یہاں سب ہی خوبصورت ہیں مگر حسین سچ پوچھیے تو شاہزادی منینہ ہے۔ جس کے حسن کا سارے ممالک فرنگ میں شہرہ ہے۔ اور جس کی ایک نگاہ غلط انداز پر وہاں کے بادشاہ اپنی سلطنتیں قربان کرنے کو تیار ہیں"۔ ریحانہ نے اس کا ترجمہ ابن ابی لیسعہ کو بتایا تو وہ متعجب ہو گیا۔ اور پوچھوایا کہ "شاہزادی منینہ کہاں ہے؟" جواب ملا "فرانس میں۔ اُس کے حسن کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ فقط اپنے رخ زیبا اور اپنی چشم نرگسین کی قوت سے اپنے ملک کو بچاتی اور دشمنوں کو پامال کرتی ہے"۔

پوچھا گیا "یہ کیسے؟" کہا "اس طرح کہ چہرے پر نقاب ڈال کے میدان جنگ میں آتی ہے۔ اور جیسے ہی حریف کا سامنا ہوتا ہے نقاب اُلٹ کے ایک ایسا جلوۂ حُسن دکھا دیتی ہے کہ وہ حیران و ششدر رہ کے بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔ یوں اپنے حُسن کی شراب سے مدہوش کرتے ہی منینہ اُسے گرا کے مار ڈالتی ہے۔

یہ واقعات سُن کے ابن ابی لیسعہ اور زیادہ متحیر ہوا۔ اور کہا "کاش میں اس شاہزادی کو دیکھتا"۔ پھر ریحانہ سے کہا "خیر۔ اب اس وقت جی چاہتا ہے کہ نغمۂ دلکش سنوں۔ کوئی چیز گاؤ؟"

ہ عیسائیوں کے قبضے میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور اُس کے بعد سے عرب لوگ ہمیشہ اس پر حملہ کیا کرتے تھے۔

ع نربونہ فرانس کا ایک شہر ہے جو کوہستان پیرینز کے دامن میں ہے۔ عربوں کا اس پر بہت دنوں قبضہ رہا۔

ریحانہ "بہار کی چیز گاؤن یار جز[عــہ] کی؟"

ابن ابی لیسعہ "کوئی ایسی چیز گاؤ جس مین دونون باتین ہون؟"

ریحانہ "بہت خوب" اور یہ دو شعر ایسی سُریلی پُر نغمہ آواز مین گائے کہ ساری وادی گونج اُٹھی :-

وہ ہم آغوش ڈورو[عــہ] ہو رہی ہے بید مجنون سے
ہے کیسی ہمکنار اُس کوہ کی چوٹی وہ گردون سے
مگر ہم چاہتے ہین فتح - اپنی آرزو یہ ہے -
رہے یہ ہاتھ ہم آغوش تیغ تیز پُر خون سے

ریحانہ نے جب "یہ ہاتھ" کے لفظ کو عثمان کے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے بتایا تو وفور مسرت سے وہ بیخود سا ہو گیا - مگر ان شعرون کا وہ اچھی طرح مزہ نہین لے چکا تھا کہ اُس کی نظر ایک شخص کی طرف اُٹھ گئی جو بشکنس کی جانب سے دوڑتا ہوا آرہا تھا - دل مین کہا "معلوم ہوتا ہے یہ شخص کوئی ضروری خبر لایا ہے - کیا مین والی اندلس مقرر ہو گیا؟ یا اُدھر کسی دشمن نے سر اُٹھایا؟" اپنے غلام طلح کو آواز دی - اور جیسے ہی وہ سامنے آیا (اُس نو وارد شخص کی طرف اشارہ کر کے) کہا "اس شخص کو فوراً میرے سامنے لا کے حاضر کرو" طلح بجا آوری حکم کے لیے واپس گیا اور تھوڑی دیر مین اُس شخص کو لا کے سامنے کھڑا کر دیا جس کی سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی - اور اس قابل نہ تھا کہ کچھ کہے یا بات کا جواب دے - چند منٹ مین جب وہ بات کرنے کے قابل ہوا تو بولا "مجھے بشکنس کے قائد نے بھیجا ہے"

عثمان ابن ابی لیسعہ "کس لیے بھیجا ہے؟"

شخص "انھین کسی آنے والے سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن عبداللہ الکلبی الغافقی والی اندلس مقرر ہو گئے"

عــہ رجز اُن اشعار کو کہتے ہین جن کے ذریعہ سے اہل عرب اپنی بہادری و شجاعت کے دعوے کیا کرتے تھے -

عــہ ڈورو اسپین کی ایک ندی کا نام ہے -

عثمان - (حیرت سے) "عبد الرحمن کلبی! وہ نیک ہین - پابند دین ہین - عالم ہین - فاضل ہین - تابعی ہین - حدیث کی روایت کرتے ہین - سب کچھ ہین - مگر اُنھین حکومت و ولایت سے کیا واسطہ؟ کسی نے جھوٹ خبر اُڑا دی ہوگی - اس عہدے کا مستحق مجھ سے زیادہ کوئی نہین ہے (تازہ وارد سے) اُنھین یہ خبر کس سے معلوم ہوئی؟"

شخص - "سرکاری طور پر تو اطلاع نہین آئی - ورنہ مین سرکاری تحریر نہ لیتا آتا؟ قرطبہ سے ایک مسافر آیا ہے اُس نے قرطبہ کے کسی گاؤن مین یہ خبر سنی تھی۔"

عثمان - "بالکل بے اصل - ایسا ہو ہی نہین سکتا - مین تو نہ مانون گا کہ ابن اشجعی کے ایسے ہوشیار اور دانا شخص نے ایسا بیہودہ انتخاب کیا - (خود ہی دل مین) "لیکن اگر یہ سچ نکلا تو؟ بہت برا ہوگا - اور مین رعایا کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہون گا - مگر یہ ہو کیسے سکتا ہے؟ میرے دوست ابو عامر اور لیث گئے ہوے ہین - اُنھون نے کچھ تو کارگزاری کی ہوگی - مجھے یقین نہین آتا کہ ابن اشجعی نے ایسا لغو انتخاب کیا ہو - خیر جو کچھ ہو دو چار روز مین معلوم ہو جائے گا۔"

گو ابن ابی نسعہ کا دل نہین چاہتا تھا کہ ایسی خبر کو باور کرلے مگر اُس کے دل مین ایک اندیشہ سا پیدا ہو گیا - بار بار اس خیال کو دل سے نکالتا تھا مگر وہ پھر یاد آجاتا - اور متفکر و پریشان کر دیتا - امید و بیم نے خیال کے صدہا پہلو بدلوائے - اور آخر ایک دفعہ ٹھنڈی سانس لے کے کہہ اُٹھا "اس ناقدری کے زمانے مین جو نہ ہو تعجب ہے - لیکن اگر مین والی نہ ہوا تو میرے لیے دو ہی صورتین ہین - یا تو ہمیشہ سرحد پر جہاد کرتا رہون - اور یا منھ چھپا کے اندلس سے چلا جاؤن - جس سرزمین پر حاکم تھا وہان محکوم بن کے رہنا دشوار ہے۔"

ابن ابی نسعہ کی رنگین طبیعت اس فرحت بخش وادی اور اس جنت ارضی مین سوا بے فکری اور عیش کے کسی طرف متوجہ نہین ہوتی تھی - وہ

اکثر پُرفضا وادیون مین پھرتا - نہرون کے کنارے بیٹھ کے اُن کے شفاف پانی سے دل کی کثافت دھوتا - پہاڑون اور آبشارون مین جا کے چرند پرند کو اپنے جگردوز تیرون کا نشانہ بناتا - اور جب گھر مین آ کے بیٹھتا تو حسین سے حسین اُندلسی کنیزون کے جھُرمٹ مین بیٹھ کے صحبت نشاط گرم کرتا - اُن کا نغمۂ دلکش سنتا - اُن کے نازو کرشمہ سے دل مین محبت و الفت کی گرمی پیدا کرتا - مگر جب سے یہ اُڑتی سی خبر سُنی ہے عیش بے مزہ ہو گیا - اور ان تمام دلچسپیون کا لطف جاتا رہا -

اندلس کی طرف سے جتنے مسافر آتے ہین جن مین اکثر مسیحی پادری ہوتے ہین سب سے دریافت کرتا ہے کہ اندلس مین کون شخص والی مقرر ہوا؟ مگر کسی سے اطمینان کے قابل جواب نہین ملتا - اسی پریشانی اور اُلجھن مین اُسے پورا ایک ہفتہ گزر گیا - اور اب انتظار کی بے صبری اعتدال سے گزرنے لگی ہے - بار بار کہتا ہے "ابو عامر اور لیث بھی وہان جا کے بیٹھ رہے؟ آتے تو کب تک آ چکے ہوتے؟ کیا وہ بھی نئے والی کا دم بھرنے لگے؟ اور میرا ساتھ چھوڑ دیا؟ لیکن ایسا نہین ہو سکتا - عربون مین اور جا ہے جتنے عیب ہون بے وفائی نہین ہے" اپنے کمرے مین خاموش بیٹھا تھا اور یہ فکرین پریشان کر رہی تھین کہ یکایک طلح نے آ کے عرض کیا "یاسیدی - ابو عامر اور لیث بن خنظلۃ الفہری ابھی ابھی آئے ہین - اور اسباب اُتارنے کے لیے اپنی اپنی قیامگاہون کو گئے ہین"

عثمان - "آ گئے! تو فوراً بلاؤ - جا کے کہو کہ اسباب پیچھے اُتار کے رکھ لین گے پہلے مجھ سے آ کے مل جائین - اپنے ساتھ ہی لے کے آنا" طلح "بہت خوب" کہہ کے چلا گیا - اور اب ابن ابی نسعہ کے دل مین پریشان خیالات کا طوفان عظیم برپا تھا - امید و یاس کی لڑائی مین خاتمے کا فیصلہ کُن معرکہ ہو رہا تھا اتنے مین لیث نے آ کے کہا "السلام علیک یا امیر!"

عثمان - (خوشی کے جوش مین ہیجان پیدا ہو جانے کے باعث اپنی جگہ سے اُچھل کے) "مرحبا! مرحبا! مین ہی امیر اندلس ہون نہ؟"

لیث ۔" آپ ہمارے امیر اور آقا ہین" اس جواب نے جوش کے شعلون پر پانی سا ڈال دیا۔ اور یاس کے لہجے مین پوچھا "کیا مین سارے ہسپانیہ کا امیر نہین ہون؟"

لیث ۔" ہونا تو آپ ہی کو چاہیے تھا مگر افسوس ابن اشجعی نے انتخاب مین غلطی کی"

عثمان ۔" اگر مجھے نہین منتخب کیا تو بے شک غلطی کی"

لیث ۔" اصل یہ ہے کہ وہ زاہد خشک ہین اور اپنے مذاق کے متقی و پرہیزگارون کے سوا کسی اور کو نہین پسند کرتے"

عثمان ۔" میرے بارے مین تم سے اُن سے کچھ گفتگو بھی ہوئی تھی؟"

لیث ۔" مین اور ابو عامر ایک ساتھ ملے تھے اور دیر تک گفتگو رہی۔ آپ کے حسن کارگزاری کو یہان تک زور دے کے بیان کیا اور آپ کی اس قدر مدح سرائی کی کہ وہ قائل ہو گئے اور جواب نہ بن پڑتا تھا لیکن اس کا کیا علاج کہ اُن کا رجحان ایسے ہی شخص کی طرف تھا جو رات دن روزے نماز مین مصروف رہے ۔ عالم و فاضل ہو۔ محدث و فقیہ ہو۔ اور مفتی شرع ہو۔ مین نے یہ بھی کہہ دیا کہ حکمرانی اور چیز ہے اور زہد و تقوی اور چیز۔ آپ کے حقوق ظاہر کیے۔ آپ کی بہادری اور آپ کا شوق جہاد اُن کے دل پر نقش کیا۔ مگر نہ ماننے پر بھی وہ قائل ہو گئے تھے۔ اور ہمین امید ہو گئی تھی کہ آپ کے سوا کسی کو منتخب نہ کر سکین گے۔ لیکن تیسرے روز جمعہ کے دن نماز کے بعد جب انتخاب والی کا وقت آیا تو اُنھون نے ہماری وہ امید خاک مین ملا دی۔ عبدالرحمن بن عبداللہ الکلبی الغافقی کا ہاتھ پکڑ کے منبر پر کھڑا کر دیا۔ اور اعلان کر کے کہ مین نے اِن کو والی اندلس مقرر کیا۔ اُس وقت ہمارا کیا زور چل سکتا تھا؟ ہاتھ مل کے رہ گئے"

اب عثمان بن ابی نسعہ نے خاموش ہو کے کمال نا امیدی و یاس سے سر جھکا لیا تھا کہ ابو عامر نے آ کے کہا "السلام علیک یا سیدی و مولائی" عثمان اس قدر دلگیر تھا کہ بغیر سلام کا جواب دیے سر اُٹھا کے بولا "افسوس

تمھارا جانا بالکل بے سود ہوا؟"

ابو عامر:"ہم بہت ہی نادم ہین - سمجھانے اور قائل کرنے مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی تھی - مگر افسوس معاملہ اپنے بس کا نہ تھا"

عثمان:"عبدالرحمٰن کی ولایت کو اہل قرطبہ نے کس نظر سے دیکھا؟"

لیث:"معاملہ فہم اور سنجیدہ لوگ تو کیا خاک پسند کرین گے؟ مگر عوام الناس نے جو اُن کے معتقد و متبع ہین اُن کا انتخاب سُن کے خوشی کے بہت نعرے بلند کیے - اور اُس کے بعد قرطبہ مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آج سے زیادہ خوشی کا دن لوگون نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا"

ابو عامر:"مگر یہ چند روز کی خوشی ہے - جب انتظامات ملکی مین خرابیان پڑین گی اور نظر آجائے گا کہ ایک مُلّا اور زاہد خشک خالی نماز روزے سے اچھا مدبر نہین ہو سکتا - تو پھر حسب معمول شکایتون کا دفتر کھلے گا - نئے والی کی شکایت مین امیرالمومنین کے پاس عرضیان جانے لگین گی"

ابو عامر:" اور سیدی عثمان ابن ابی نسعہ امیر ہسپانیہ منتخب ہون گے"

عثمان:"مگر اب یہ بتاؤ کہ مین کیا کرون؟ مین تو اس قابل ہی نہین رہا کہ اندلس مین کسی کو منھ دکھاؤن - جی چاہتا ہے کہ اِدھر سے فرانس کی طرف اُتر جاؤن اور نربونہ سے جہاز پر سوار ہو کے افریقہ اور وہان سے ارض شام کو چلا جاؤن"

لیث:" یا سیدی! آپ نہ مایوس ہون اور نہ آپ اس قدر عجلت فرمائین - ایک زمانہ ضرور آئے گا جب آپ ہی یہان کے والی و حاکم ہون گے - عبدالرحمٰن کا زمانہ برس بھر سے زیادہ نہین رہ سکتا - پھر اُن کے بعد آپ ہی خیال فرمائین کہ آپ کے سوا اس خدمت کا کون مستحق ہو سکتا ہے؟"

عثمان:" یہ تو اب بھی تھا - مگر مین محروم رکھا گیا - اور ایک نئے شخص کے ہاتھ مین عنان حکومت دے دی گئی - اچھا مانا کہ مین صبر سے کام لون مگر اب یہان بیکار بیٹھ کے کیا کرون؟ کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہون؟ یہ تو مجھ سے نہ ہو سکے گا"

لیث: "خاموش بیٹھ کے دیکھیے کہ عبد الرحمن کیا کرتے ہین؟ اور آپ کی نسبت کیا حکم دیتے ہین؟ میرا خیال ہے کہ امیر الجہاد آپ ہی رہین گے - اس خیال کو ابن اشجعی نے مجھ پر ظاہر بھی کیا تھا - اور یقین ہے کہ عبد الرحمن سے کہہ گئے ہون گے"

ابو عامر: "مولانا - آپ چند روز یونہین اِن پہاڑون کی سیر کرین - فصل گل کے مزے لوٹین - اِن حسین پری جمال جواری (لونڈیون) کے نازو کرشمہ مین دل لگائین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے؟ آپ کو بیکار نہ بیٹھنا پڑے گا"

عثمان: "یہ خیال ہے تو مین کل بشکنش مین جا کے فوج کا جائزہ لے لون - اور جس قدر زیادہ لشکر جمع ہو سکے جمع کرون"

لیث: "ضرور آپ کو جہاد پر اپنی مستعدی دکھا دینی چاہیے"

عثمان: "مگر فوج کے جمع کرنے کے لیے ہمین اندلس کے صوبون مین گشت لگانے یا کم از کم طلیطلہ تک جانے کی ضرورت ہو گی - اور مجھ سے اِس ناکامی کی حالت مین یہ نہ ہو سکے گا - مین لوگون سے چار آنکھین کر کے بات نہ کر سکون گا - اِس کا انتظام تم ہی کو اور تمھارے ساتھی قائدون کو کرنا ہو گا"

لیث: "ہم حاضر ہین - اگرچہ بڑا بھاری سفر کیے چلے آتے ہین لیکن اگر کل ہی آپ بشکنس چلین تو ہمراہ رکاب ہون گے"

عثمان: "ہان مین کل ہی چلون گا - اور بغیر تمھین ساتھ لیے نہ جاؤن گا - اگرچہ یہان کی بہار کا لطف چھوڑنے کو جی نہین چاہتا - مگر اب مجھے سخت مستعدی دکھانے کی ضرورت ہے"

ابو عامر: "یا سیدی - میرے خیال مین تو جو لطف جہاد مین ہے حکومت کرنے مین نہین ہے"

لیث: "بشرطیکہ بیچ بیچ مین گل اندام مہ جمالون کے حُسن سے لطف اُٹھانے کا موقع ملتا ہے" اس کے بعد لیث اور ابو عامر رخصت ہو کے اپنی اپنی قیام گاہون کو گئے - اور دوسرے دن صبح ہی کو عثمان بن ابی نسعہ نے دونون کو ساتھ لے کے جنوب کی طرف کوچ کر دیا - دوپہر ہوتے ہوتے بشکنس مین داخل ہو گیا - اور اسی وقت حکم دے دیا کہ پرسون عساکر مجاہدین کا جائزہ ہو گا - سب لوگ حاضر رہین -

بیکاری کی وجہ سے جو سپاہی ادھر اُدھر منتشر ہو رہے تھے جمع ہو گئے اور تیسرے دن جب جائزہ لیا گیا تو پندرہ ہزار مجاہدین کا لشکر جرار موجود تھا۔

جائزہ لے کے ابن ابی نسعہ گھر میں آیا اور مختلف سرداران فوج سے جن میں اُس کے رفیق ابو عامر اور لیث بھی تھے بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ قرطبہ کے ایک نامہ بر سوار نے آکے نئے والی ملک عبدالرحمن غافقی کا دستخطی حکمنامہ پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ "میں بحکم امیرالمومنین والی اندلس مقرر ہوا ہوں۔ اور بہ مشورۂ محمد بن عبداللہ اشجعی آپ کو میں نے اپنی طرف سے امیرالجہاد مقرر کیا ہے۔ اصلاح انتظامات کے لیے میں سارے ملک کا دورہ کرنے والا ہوں۔ لہٰذا خود جہاد کا ارادہ کروں بھی تو کم از کم ایک سال میں اُس کے لیے تیار ہو سکوں گا۔ لیکن آپ کے امیرالجہاد مقرر ہونے سے یہ فائدہ ہوگا کہ بغیر میرا انتظار کیے آپ جہاد شروع کر دیں گے۔ اور ہم دونوں کی متحدہ سرگرمی سے اِس ملک کی بڑی خوش نصیبی ہوگی اگر نظم و نسق مملکت کی اصلاح کے ساتھ ہی ساتھ جہاد فی سبیل اللہ اور فتحمندی و ملک گیری کا سلسلہ بھی جاری رہے۔ میں بیس ہزار سوار جن میں دس ہزار سواران عرب اور دس ہزار قبائل زناطہ کے بربری سپاہی ہیں آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ اور اپنے دورے میں کوشش کرتا رہوں گا کہ نئی فوجیں برابر جمع ہو ہو کے آپ کے پاس پہونچتی رہیں۔ اس لیے آپ بسم اللہ کر کے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اور البرطات کے اُس پار جا کے دین اسلام کی تبلیغ اور قلمرو اسلام کی توسیع شروع کر دیں۔"

یہ خط پڑھ کے عثمان کے دل کو گونہ مسرت ہوئی۔ قاصد سے پوچھا "بیس ہزار لشکر کہاں ہے جس کے آنے کا حال امیر نے لکھا ہے؟"

قاصد۔ "وہ لوگ میری روانگی کے تیسرے دن قرطبہ سے کوچ کرنے والے تھے۔ امید ہے کہ کل ہی پرسوں آجائیں گے۔"

عثمان۔ (دل میں) "تو پھر میں بھی اُن کے آتے ہی دشمنوں کے ملک کی طرف کوچ کر دوں گا۔"

چوتھا باب

پھولون کی لڑائی

وہ سرزمین جو پیرے نیز یعنی جبال البرطات کے شمال مین واقع ہے اور آج کل فرانس کی متحدہ قلمرو مین شامل ہے اُن دنون اگرچہ خاص یہی علاقہ ملک "فرنگ" کہلاتا تھا لیکن کسی ایک سلطنت کی قلمرو مین نہین شامل تھا۔ یورپ مین اُن دنون فیوڈل سسٹم کی حکومت تھی - یعنی ہر زمیندار اور ہر چھوٹا بڑا سردار اپنے گھر کا نواب اور اپنا آپ بادشاہ تھا - یہ لوگ آپس مین لڑتے بھڑتے اور کٹتے مرتے رہتے - لیکن اگر کوئی غیر قوم کا حملہ آور اُن کے ملک کا قصد کرتا تو اُس کے مقابل مین سب ایک ہو جاتے -

شمالی دامن پیرے نیز کا مشرقی کونہ جس کا صدر مقام شہر نربونہ تھا عربون نے لڑ بھڑ کے بڑی مشکلون سے اپنے قبضہ مین کر لیا تھا - جہان ہمیشہ اُن کا زبردست لشکر موجود رہا کرتا - مگر مغربی کونے سے شمال مین دور تک آکوئی طانی کا علاقہ سمندر یعنی بے آف بسکے کے کنارے کنارے چلا گیا تھا اُس پر چرالنے مرادنی (جھلین) خاندان شاہی کے یوڈنیر نام ایک فرما نروا کی حکومت تھی - یوڈنیر ملکی حالت کے لحاظ سے کاؤنٹ (نواب) کا درجہ رکھتا تھا - مگر اپنی خاندانی رفعت و منزلت کی وجہ سے بادشاہ کہلاتا - اور لوگون مین نہایت ہی ہر دلعزیز تھا - جو حصۂ ملک اُس کے قبضہ مین تھا نہایت زرخیز اور بے انتہا سرسبز و شاداب تھا - دریاے مُغزاوہ سے (جو فی الحال بداس ساؤ کہلاتا ہے) اُس کی سرحد شروع ہوتی تھی - درمیان مین دریاے اُدور کی بیسیون شاخین شاداب میدانون اور مرغزارون کی آبیاری کرتی تھین - شمال مین دریاے غرونہ تھا جس کے کنارے پُرانا شہر بُردی غالہ (جو آج کل بورڈو کہلاتا ہے اور جنگ کے زمانے مین پیرس کو خطرناک حالت مین دیکھ کے دولت فرانس کا صدر مقام قرار دیا گیا) اُس کا دار السلطنت تھا -

شاہ یوڈنیر وقت کے مشہور بہادرون مین تھا - گرد و پیش کے

بڑے بڑے کاؤنٹون اور زبردست حملہ آورون نے اُس پر متواتر حملہ کیے مگر ہمیشہ شکست کھا کے ناکام و نامراد واپس گئے۔ اُنھین کے اندیشے سے اُس نے اپنی فوج کو خوب تیار کر رکھا تھا۔ اور ضرورت کے وقت دو لاکھ فوج میدان مین لا سکتا تھا۔ اُندلس کے بعض عرب سردارون نے بھی اُس پر حملے کیے۔ جن مین کبھی اُسے فتح ہوئی اور کبھی عربون کو۔ لیکن اس کی نوبت کبھی نہ آئی تھی کہ اُس کی قلمرو کا کوئی حصہ مسلمانون کے قبضے مین چلا گیا ہو۔

اس زمانے مین شاہ یودنیر موسم بہار کی دلچسپیون سے لطف اُٹھانے کے لیے اپنے پورے خاندان اور وزراے مملکت کے ساتھ مغربی حصۂ کوہسار پرے نیز کی گھاٹیون مین آیا ہوا ہے۔ اور پُرانے شہر اِلُوس مین مقیم ہے۔ جس کے سامنے سرسبز پہاڑیان اپنے سبز دامنون مین صدہا قسم کے خوبصورت اور نازک پھول بھر بھر کے ہر طرف سے پیش کیا کرتی ہین۔ اِلُوس کی آبادی سے مشرق طرف دو میل کی مسافت پر ولی یوحنا کی ایک بڑی بھاری زیارت گاہ ہے۔ جہان بہار کے موسم مین جب کہ راستے ہر طرف سے صاف ہو جاتے ہین ہزارون لاکھون خلقت زیارت کو آتی ہے۔ تمام اُمراے فرانس نے ثواب سمجھ کے اور شاہ یوڈنیر سے اجازت حاصل کر کے یہان عالیشان گرجے خوبصورت خانقاہین اور وسیع و پُرشوکت سرائین تعمیر کرائی ہین۔ اُن مین صدہا راہبون نے سکونت اختیار کر لی ہے۔ جو پہاڑون کی خلوت گاہون مین جا کے چلّے کھینچتے۔ ریاضتین کرتے۔ اور دلکش بہار کی زبان خاموش سے خالق عالم کا نام سُن سُن کے اپنی عبادت و ریاضت مین خلوص پیدا کرتے ہین۔ چھوٹی نہر نیو کا منبع اور سرچشمہ اس مقدس زیارت گاہ سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ جہان سے یہان تک نہر مذکورہ دس بارہ جگہ بلندیون سے گرتی اور جابجا آبشارے پیدا کرتی ہوئی آتی ہے۔ خصوصاً یہان کی آخری آبشار جو سنگ مرمر کی ایک سفید چٹان پر گر کے بکھر جاتی ہے نگاہ کے سامنے ایک بہت ہی دلچسپ منظر پیش کر دیتی ہے۔ کسی اگلے بزرگ نے عالم رؤیا مین دیکھا تھا کہ یوحنا حواری یہان بیٹھے غسل کر رہے ہین۔ یہی اس مقام کی برکت و حرمت کی ابتدا تھی جس نے اس چشمہ کو نہایت ہی متبرک

بنا دیا۔ اور زائرین اُس سے پانی بھر بھر کے لے جاتے اور اُسے ہر مرض کی دوا اور ہر بلا کا رد خیال کرتے ہین۔

زیارت گاہ سے ایک میل اُوپر جہان سے نہر نیو کا چشمہ پہاڑ کے اندر سے نکلا ہے شاہ یودیز نے ایک عالیشان قصر بنوایا ہے۔ اور اُسی قصر مین ہر سال جب ہر ملک کے زائرون کا مجمع ہوتا ہے بادشاہ یودیز یہان آ کے موسم بہار کے ایام لطف و مسرت مین بسر کرتا ہے۔ قصر کے گرد اگرد اُس نے ایک وسیع اور روح افزا چمن لگایا ہے جس کے ہر پھول اور ہر بوٹے کی پرورش متبرک نہر نیو کے پانی سے ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اس مین سے چھوٹی چھوٹی نہرین کاٹ کے پانی سارے باغ مین پھرایا گیا ہے۔ یہ نہرین ہر وقت جاری رہتی ہین۔ اور باغ مین جس جگہ ٹھہر جایئے آب روان کی زبان رفتار سے تقدیس و تحمید باری کے ساتھ حسن و عشق کے رموز اُلفت سُن لیے جا سکتے ہین۔ یون تو کوہستان کا ہر حصہ معشوقۂ قدرت کا آغوش بنا ہوا ہے مگر اس چمن مین عروس بہار کو انسانی صنعت نے اپنا زیور پہنا کے ایسا آراستہ و پیراستہ کر دیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے حسن کی دیوی وینس کا تخت یہین بچھا ہوا ہے۔ اور کیوپڈ ہر پھول کی آڑ مین بیٹھا اپنی عشق کی کمان سے نشانہ بازی کر رہا ہے۔

اسی چمن مین نہر نیو کے ایک آبشار کے قریب لالہ و نرگس کے خودرَو پھولون کے جھنڈ کے اندر پانچ پری جمال گلعذارین پھولون سے کھیل کھیل کے موسم بہار کے مزے لے رہی ہین۔ اور اس بے رحمی سے پھولون کو نوچ نوچ کے ایک دوسرے پر پھینکتی ہین کہ معلوم ہوتا ہے پھولون کو اپنے رنگ و بُو کا دعوی کرتے دیکھ کے بگڑ گئی ہین اور چاہتی ہین کہ دم بھر مین سارا چمن اُجاڑ کے رکھ دین۔ لیکن تھوڑی ہی دیر مین اس پھولون کی لڑائی مین تھک گئین۔ سب کی سانس پھول گئی۔ گورے گال محبت بھری لڑائی

ؔ وینس یونانیون کی حسن کی دیوی تھی اور کیوپڈ عشق کا دیوتا جن کو یورپ مین مسیحیت نہ پہلے بھلا سکی تھی اور نہ آج تک بھلا سکی ہے۔

کی اس نازک مشقت سے ارغوانی ہوگئے - اور نازک پیشانیون پر تھکن کی دلاویز پژمردگی نمایان ہوئی - مگر ساری وادی اور چمن کے پھول اب بھی ویسے ہی شگفتہ و شاداب ہین اور گویا ان مہ وشون کی بے لبسی کو اپنی فتح تصور کر کے کھل کھلا کھل کھلا کے ہنس رہے ہین - جس پر چڑھ کے اور جھنجھلا کے ان طرحدار حسینون نے پھر پھولون کو گستاخی کی سزا دینا شروع کر دی - لیکن اب بجاے اس کے کہ پھولون کو توڑ توڑ کے ایک دوسرے کی طرف اُچھالین آنچلون مین بھر بھر کے لیجاتی اور اپنے ساتھ کی ایک ملائک فریب حوروش کے سر پر اُچھال دیتی ہین - اس مہ پارہ کا حسن و جمال اِن پانچون نازنینون مین وہی فوقیت رکھتا ہے جو چودھوین رات کے چاند کو تارون پر ہوتی ہے - وہ بگڑ بگڑ کے اور تیور بان بدل بدل کے ڈانٹتی - اور جھنجھلا جھنجھلا کے ڈھیلے ہاتھون سے مارتی ہے مگر ساتھ والیان ایک نہین سُنتین اور پھولون کا مینھ برسائے جاتی ہین -

ان سب شوخ اد اگلبدنون کی وضع ایک ہی سی ہے - سب رنگین ریشمی ساڑی ساریان باندھے ہین جن کی بندش نازآفرینان ہند کی ساریون کی بندش سے جدا اور نرالی ہے - کیونکہ نازک گردنون سے ایڑیون تک سارے پنڈے کو اس نئے انداز سے چھپائے ہوئے ہین کہ جا بجا بہت سے جان ستان جھول اور دل کو اُلجھانے والی شکنین پیدا ہو گئی ہین - سب کی ساریون کے رنگ جدا ہین - سُنہری زلفین سُنہرے اور رُوپہلے لچھون کے ایک خوبصورت حلقے سے روک کے پیٹھ پر بکھرا دی گئی ہین - جن کے نیچے رنگ برنگ ساریون کی شوخی ایک عجب زاہد فریب آن بان پیدا کر رہی ہے - طلائی اور نقرئی حلقے سب کی جبین ناز پر زرّین تاجون کا کام دے رہے ہین - لیکن وہ سیمتن مہ پارہ جس پر ہر طرف سے پھولون کا مینھ برس رہا ہے اور دن سے اتنا امتیاز رکھتی ہے کہ اُس کے سر پر زرین حلقے کے اوپر سونے کا ایک مرصع ہلال زلفون مین اٹکا ہوا ہے - جس کے الماس شعلہ باری مین اُسی کی چشم فتان کے حریف ہین -

اب کی جو ایک نازنین نے اُس پر پھُول برسائے تو اُس نے بگڑ کے اور تیوریان بدل کے کہا "بس - بیلوریا - بس - مین نے بہت طرح دی"

بیلوریا - "اچھا تو مان لیجیے کہ آپ ہار گئین - (دوسری ساتھ والی سے جو گود مین پھول بھر کے لا رہی تھی) کیون فلاویا - ہے نہ؟ جب تک شاہزادی اپنی زبان سے نہ کہہ دین کہ ہار گئین ہم کیسے مان لین گے؟"

فلاویا - "ہرگز نہین - اس محبت کی لڑائی مین کسی کی مروت نہین کی جاتی"

شاہزادی - "یہ بھی ایک کھیل تھا ہو چکا - اتنا نہین ستاتے کہ انسان گھبرا اُٹھے"

فلاویا - "اچھا یہ پھول جنھین مین لا چکی ہون اُنھین تو آپ پر برسا ہی کے رہون گی (چوتھی ہمسن نازنین سے) روملدا - کیا کہتی ہو؟ اچھا ہون؟"

شاہزادی - "دیکھو مین نے کہہ دیا ہے اب مجھے نہ ستانا - مین بہت تھک گئی ہون"

فلاویا - "مین آپ کی تو مروت کرون؟ اور ان خوبصورت پھولون کا خیال نہ کرون جنھین توڑ کے لائی ہون؟ یہ نہ شکایت کرین گے؟"

روملدا - "اچھا ایک کام کرو - بہن پُلشیریا چپکی کھڑی ہین - ان سے پوچھو یہ جو کہہ دین وہی فیصلہ ہے"

شاہزادی - "مین کسی کا فیصلہ نہین مانتی"

پلشیریا - "اے تو آپ کو میرا بھی اعتبار نہین رہا - میرا فیصلہ سُن تو لیا ہوتا"

شاہزادی - "سب سُنا ہوا ہے - اُنھین کی سی تم بھی کہو گی"

روملدا - "اچھا پلشیریا تم اِنھین کی سی کہہ دو - یہ شہزادی ہین - ہماری سرتاج ہین - مالک ہین - اِن کا کہنا سب پر مقدم ہے - ہان جو یہ کہین وہی تم بھی کہو"

شاہزادی - "مین حکومت کی راہ سے نہین کہتی - اچھا اگر سب مل کے تمھارے پیچھے پڑ جائین تو تم کیا کہو گی؟"

بیلوریا - "ہان ہان ایہ نہ کہو - بلکہ یہ کہو کہ یہ نازک ہین - بڑی خوبصورت ہین - اس لیے ہم سب کو اِن کا ناز اُٹھانا چاہیے"

فلاویا - "ن کی یہ حکومت تو اُس وقت چلے گی جب کوئی ناز بردار پیدا ہو"

گلشیریا۔ "اے ہے! وہ تو دوسرا جھگڑا پیدا ہو گیا۔ میری کوئی نہیں سنتا۔"
فلاویا۔ "تم بھی کہہ ڈالو۔ اپنا ارمان نکال لو۔ لیکن یہ نہ ہوگا کہ میں اُن پھولوں کو یونہیں پھینک دوں۔ جیسے یہ نازک ہیں ویسی ہی نازک بدن پر نچھاور بھی ہوں گے۔"
پلشیریا۔ "اے تو تمھیں بھی ضد ہے کہ نچھاور ہی کرو تو کرو؟ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کی بدھیاں گوندھ کے شاہزادی کے گلے میں ڈال دو؟"
فلاویا۔ "منظور۔ مگر شرط یہ ہے کہ خود شاہزادی اجازت دیں؟"
شاہزادی۔ (فلاویا) "تمھارے ایک دفعہ پھول برسا دینے سے میرا کچھ نہ بگڑ جائے گا۔ تمھیں اختیار ہے جی چاہے ہار بنا کے پہناؤ یا یونہیں مجھ پر اُچھال دو۔ غصہ تو مجھے اس پر تھا کہ سب کی سب مل کے میرے پیچھے پڑ گئیں۔ ہزار روکو نہیں مانتیں۔ منع کرو۔ سمجھاؤ۔ مارو۔ پیٹو۔ ایک نہیں سنتیں۔ اب آدمی بن چکی ہو تو میں کہتی ہوں کہ جس طرح جی چاہے اپنا ارمان نکال لو۔" اجازت پاتے ہی فلاویا نے وہ پھول جو گود میں بھرے تھے شاہزادی کے سر پر برسا دیے۔ اور شاہزادی نے انھیں جھاڑ کے اور زمین پر گرا کے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔ "میری سہیلیو۔ اس گلزار کی بہار جی بھر کے لُوٹ لو۔ اور جس قدر کھیلا جائے کھیل لو۔ کیونکہ ہمارے اطمینان کا زمانہ گزر گیا۔ اور اس باغ میں ہم آج ہی اور مہمان ہیں۔"
پلشیریا۔ "کیوں؟ خیریت تو ہے؟ میں تو جانتی تھی کہ ہر سال کی طرح اب کی بہار کا موسم یہاں ختم کر کے جب برف پڑنے لگے گی ہم اپنے گھر جائیں گے۔"
[illegible]ریا۔ "اے ہاں۔ ابھی تو ولی یوحنا کی زیارت کا میلا بھی نہیں ختم ہوا۔"
شاہزادی۔ "مگر افسوس۔ ایسی مصیبت سر پر آپڑی ہے کہ کسی بات کا خیال نہیں کیا جا سکتا؟"
فلاویا۔ "آخر کچھ بتائیے بھی تو سہی۔ ایسی وہ کون سی مصیبت آن پڑی ہے کہ ہم ایکبارگی یہاں سے چل کھڑے ہوں گے؟"

رو ملدا:۔ معلوم ہوتا ہے ہماری شاہزادی نے کسی کونٹ کے ساتھ شادی منظور کرلی۔ اور اب ہمارے ساتھ نہین بلکہ اپنے دُولھا کے ساتھ یہان کی بہار سے لطف اُٹھائین گی؟

پلیشیریا:۔ اِن کی عقل کے بھی قربان جائیے۔ شادی ٹھہرتی اور ہمین خبر نہ ہوتی؟ مجھے تو یقین ہے کہ بغیر ہمارے مشورے کے شاہزادی کسی کو اپنا دُولھا نہ بنائین گی؟

شاہزادی:۔ اُندلوسیہ کے عربون نے ہمارے ملک پر چڑھائی کر دی۔ آج ہی جاسوسون نے خبر دی ہے کہ اُن کا ایک سردار بڑی بھاری فوج لے کے پیرے نیز کے ادھر اُتر چکا ہے۔ اور ہفتہ ہی عشرے مین اُن کا لشکر ہماری سرحد کے اندر گھس پڑے گا؟

فلاویا:۔ اے ہے! مین سمجھی تھی کہ کوئی بڑی خوف کی بات ہوگی۔ اس کا ہمین کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ جس ملک کی شاہزادی اور سرتاج ہماری ماہوش اور گلچہرہ منینہ ہون اُسے کسی دشمن کا کیا خوف ہے؟ جو ہمیشہ ہوا وہی اب بھی ہوگا۔ ہماری شاہزادی نے لڑائی کے میدان مین پہونچ کے چہرے سے نقاب اُلٹی۔ اور دشمن سردار غش کھا کے گر پڑا۔ اور ادھر وہ گرا اور اُدھر ہمارے بہادر سپاہیون نے جھپٹ کے اُس کا کام تمام کر دیا؟

پلیشیریا:۔ مگر ہمارے عیش مین تو خلل پڑ گیا؟ یا تو یہان اِن پھولون کی بہار دیکھ رہے تھے یا یہ سب چھوڑ چھاڑ کے بُردی غالہ کی گرمیان برداشت کرین گے۔ عربون کی منحوس اور کالی کلوٹی صورتین دیکھین گے؟

منینہ:۔ اور عیش مین خلل پڑنے کے علاوہ مین کہتی ہون فرانس کے بادشاہون اور شاہزادون کی اور بات تھی۔ وہ میرے حُسن کی تعریف سُن کے اور میرے عاشق ہو کے آئے تھے۔ اُن پر زور چل گیا۔ عربون کے سردار بالکل غیر قوم۔ غیر مذہب۔ غیر زبان۔ اور غیر مذاق کے لوگ ہین۔ اُن پر خدا جانے میرا زور چلے یا نہ چلے؟

سلوریا:۔ یہ نہ کہیے۔ مقدس و محترم مان مریم نے آپ کو وہ بلا کا حُسن

دیا ہے کہ انسان تو انسان حیوان کی بھی بھوک پیاس جاتی رہتی ہے۔"

رولمدا "مین تو کئی بار اِس کا تماشا دیکھ چکی ہون۔ شاہزادی لڑائی مین جس وقت دشمن کے سامنے اس پیارے مکھڑے پر سے نقاب ہٹاتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اندھیری رات مین یکایک آفتاب نکل آیا۔ سب کی آنکھین چکاچوندھ ہو جاتی ہین۔ اور جس پر آپ کی نظر کا کوئی تیر پڑ گیا وہ تو بے دم ہو کے گرتا اور کلیجا پکڑ کے بیٹھ جاتا ہے۔ فرانس کے دو کاؤنٹون کا میرے سامنے یہی حال ہوا۔"

کُلِشیریا "خیر اب دعا کرو کہ مسیح اس لڑائی مین بھی یہی اثر ہماری شاہزادی کے حسن مین اور یہی توڑ ہماری ملکہ کی نگاہ ناز کے تیر مین پیدا کر دین۔"

فلاویا "تو اب ہم یہان سے کب روانہ ہون گے؟"

ہنینہ "کل ہی صبح کو کوچ ہے۔ اور اب چلو اپنا اسباب و سباب بندھوا کے چلنے کا سامان کرین۔"

حکم پاتے ہی سب سہیلیان شاہزادی کے ساتھ قصر مین گئین۔ اور باغ مین سناٹا ہو گیا۔

پانچوان باب

نامرادی مین جوانمردیان

سپہ گرانِ عرب کا ایک بڑا بھاری لشکر کوہسار پیرے نیز کی ایک مشرقی گھاٹی سے نکل کے شہر طراسقو کی طرف جا رہا ہے جو دامن کوہ سے چھ سات میل کی مسافت پر ہے۔ اس مین چالیس ہزار بہادر بزد آزما ہین بیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے۔ سوارون مین زیادہ تر جوانانِ عرب ہین جو مراکو اور اندلس سے سمٹ کے یہان آئے ہین۔ اور پیدلون مین اکثر بربری اور اندلسی مسلمان ہین۔ جن کی پلٹنین الگ الگ ترتیب اور جدا جدا بیرقون کے نیچے ہین۔ ان کے لباسون مین تو یکسانی اور یکرنگی نہین ہے۔ مگر اسلحہ سب کے ایک ہی قسم کے ہین۔ سوارون کے

ہاتھوں مین نیزے اور کمرون مین تلوارین ہین - اور اُن مین سے اکثر فولادی خود و زرہ پہنے ہین - پیادون کے ہاتھون مین چوڑے سیفے - شانون پر کمانین کمرون مین ترکش اور خنجر - اور پیٹھون پر گول ڈھالین ہین -

یہ لوگ چلتے چلتے جوش مین آکے بار بار صدائے تکبیر بلند کرتے ہین - اور اُن کے مہیب نعرے پشت پر اگر پہاڑون سے ٹکرا کے اُنھین پیچھے ہٹا دیتے ہین تو سامنے شہرون اور بستیون مین زلزلہ ڈالتے ہین - اور لوگون پر رعب ڈال کے اُنھین توحید کی طرف بلاتے ہین - جاتے جاتے یہ لشکر طراسقو کے جنوب طرف ایک ندی کے سرچشمے کے پاس پہونچا جو یہان قریب ہی ایک پہاڑ سے نکل کے آئی ہے - اُس کا پاک و صاف پانی ابھی زمین کے اثر و لوث اور آبادی کی گندگیون سے میلا اور خراب نہین ہونے پایا ہے - اور اُس مین قریب قریب وہی تازگی اور صفائی ہے جو آپ باران مین ہوتی ہے -

اُس نہر کی روانی کو دیکھ کے امیر الجیش نے جو ہمارا دوست عثمان ابن ابی نسعہ لخمی خثعمی ہے اپنے پرانے انیس صحبت لیث بن حنظلہ فہری سے جو سفید علم خلافت بنی اُمیہ کو اپنے ہاتھ مین لیے اُس کے ساتھ ہی ساتھ آ رہا ہے کہا "لیث - اب طراسقو تین میل سے زیادہ نہ ہوگا - شہر کے اندر داخل ہونے کی ہمین ضرورت نہین - اور اس سے پاکیزہ چشمہ پھر کہین نہ ملے گا - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج یہین پڑاؤ ڈال دین - طراسقو ہمارا ہی شہر ہے یہان سے فقط تھوڑی سی فوج لینا ہے - اس کام کے لیے خود ہمارے جانے کی کیا ضرورت ہے ؟ ابو عامر کو بھیج دو کہ جتنے سپاہی مل سکین جا کے لے آئین - اور ہم یہان ٹھہر کے عصر کی نماز پڑھین اور جہاد کے متعلق جو انتظامات کرنا ہون یہین سے کر لین "

لیث " بہت مناسب ہے - ہمارے سپاہی کوہستان کا دشوار گزار اور سخت راستہ طے کرکے آئے ہین - تھک بھی گئے ہون گے "

اس مشورے کے مطابق قیام کا حکم دے دیا گیا - تمام قبائل اور کل بربر قومون کے سپاہی اپنے اپنے گروہون مین تقسیم ہو کے اُس پایاب

ندی کے کنارے کنارے دونون طرف اتر پڑے۔ دم بھر مین سادے خیمے کھڑے ہونے لگے۔ بہتون نے اپنی چادرین اور اپنے کمل تان لیے۔ اور سب نے ٹھہرتے ہی ندی کے کنارے بیٹھ کے پانی پینا اور وضو کرنا شروع کر دیا۔ یہ لوگ آب رواں سے لطف اٹھا ہی رہے تھے کہ موذن نے صدائے "اللہ اکبر" بلند کی۔ اور سب ہاتھ منھ پونچھتے ہوئے دوڑ دوڑ کے سپہ سالار عسکر کے خیمے کے سامنے ایک وسیع میدان مین جمع ہونے لگے جو نماز کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا۔ چونکہ اس زمانے تک سردار قوم ہی مقتدائے قوم ہوتا تھا اس لیے سب نے عثمان ابن ابی نسعہ کے پیچھے جماعت سے عصر کی نماز پڑھی۔ بعد نماز سب نے اپنے اپنے مقامون مین جا کے کچھ کھایا پیا۔ اور اس پُر فضا مرغزار کی سرسبزی و شادابی کی سیر کرنے لگے جس کی حدبندی جنوب کی طرف کوہستان پیرے نیز کر رہا تھا اور شمال کی طرف اُفق فلک سبزے کے فرش مخملین سے ہم آغوش تھا۔ جس مین جا بجا درختون کے جھنڈ اور مٹی کے تودے نشیب و فراز پیدا کر رہے تھے۔ اور اُنھین کے درمیان مین طراہقو کے چند گرجون کے نوکیلے کلس نمایان تھے۔ آسمان کی برہنگی کو ناپسند کر کے ہلکے ہلکے ابر نے اُسے اپنی سفید پھٹی پُرانی اور جا بجا سے مسکی ہوئی چادر اُڑھا دی تھی۔ جس مین سے مغرب کی طرف آفتاب کبھی کبھی اپنا منھ نکال کے جھانک لیتا تھا۔ آخر آفتاب "یوہین دیدار نمائی و پرہیز کُنی" کی ادائے معشوقانہ دکھاتے دکھاتے پردے ہی پردے مین غائب ہو گیا۔ اور مسلمانون نے اُسی پہلی شان سے نماز مغرب پڑھی۔

بعد مغرب عثمان بن ابی نسعہ اپنے خیمے مین چراغ کے پاس بیٹھا۔ قلم دوات منگوا کے قلعہ دار نربونہ خلف بن عباس الخزاعی کے نام اس مضمون کا خط لکھا:۔ "مین والی ہسپانیہ عبدالرحمن بن عبداللہ الغافقی کے حکم سے فرانس پر جہاد کرنے کے لیے فوج لے کے آ گیا ہون۔ اور ارادہ یہ ہے کہ اکوی طانی کی ریاست کو مملکت اسلام مین شامل کر لیا جائے۔ میرے

پاس کافی لشکر موجود ہے۔ اور اگر ضرورت ہوگی بھی تو اُندلوسیہ سے برابر فوجین آتی رہین گی۔ اس لیے بغیر نربونہ مین آئے مین یہین سے شاہ یودنیر کے ملک مین داخل ہوتا ہون۔ یہان سے کوچ کرکے تسنا پیز پیر پر حملہ کرون گا۔ اور اُسی طرف سے بڑھتے بڑھتے جا کے اُس کے دارالسلطنت بُردی غالہ کا محاصرہ کرلون گا۔ لہٰذا تمھارا یہ کام ہے کہ جس قدر فوج فراہم کرسکو ساتھ لے کے مدینۂ طولوس پر چڑھائی کردو۔ شہر آغن کو فتح کرتے ہوئے آؤ۔ اور بُردی غالہ کے محاصرے مین میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ تاکید جانو کہ اس مہم مین جیسی جلدی مجھے ہے ویسی ہی جلدی اور مستعدی کا تمھین بھی لحاظ رہے۔ تاکہ جاڑون کا موسم شروع ہونے سے پہلے ہی یہ مہم پوری ہو جائے۔"

یہ خط لکھ کے اُس نے ایک سوار کو دیا اور حکم دیا کہ "اگرچہ چار دن کا راستہ ہے مگر تم گھوڑا اُڑاتے ہوئے جاؤ اور دو دن مین پہونچا دو۔" اور زبانی بھی تاکید کردیا کہ "فوراً لشکر لے کے اُٹھ کھڑے ہون۔ مین ادھر پرانے شہر تغ دوئی نم مین جسے اب نصارا تسنا برطانده کہتے ہین دریائے غرونہ کے پار اُترون اُدھر وہ بھی شمال مین طولوس کو فتح کرکے اسی دریائے غرونہ کے پار ہون۔"

ابن ابی نسعہ نے خط کی کارروائی سے فارغ ہو کے سر اُٹھایا تو ابوعامر کی صورت نظر آئی۔ پوچھا "تم طراسقو مین گئے تھے؟"

ابوعامر:- "جی ہان گیا تھا۔ وہان کے شیخ کو اپنے ساتھ لیتا آیا ہون۔ آپ خود اُس سے گفتگو کرلین۔"

عثمان:- "اس طول امل کی کیا ضرورت تھی؟ یہ عجلت کا موقع تھا۔ تم نے وہین کہہ دیا ہوتا تو وہ سپاہیون کے فراہم کرنے کی کارروائی کرنے لگتا۔ خیر بُلاؤ۔"

ابوعامر جا کے اُسے اپنے ساتھ اندر لے آیا۔ اور عثمان نے صاحب سلامت کے بعد کہا "مین جہاد پر جا رہا ہون اور گو کافی فوج میرے

ہمراہ موجود ہے - اور اندلوسیہ سے اور بھی آ ئے گی مگر اس موقع پر ہر اسلامی شہر کا فرض ہے کہ جہاد کے لیے کچھ سپاہی دے - تمھارا شہر کتنے سپاہی دے سکتا ہے؟"

شیخ: "یا سیدی - مین تعمیل حکم کے لیے حاضر ہون - مگر یہان کی رعایا عموماً مسیحی ہے جو جزیہ ادا کرتی ہے اور جہاد مین نہین شریک ہو سکتی - صرف پچاس عربی اور بربری مسلمان سوار شہر کی حفاظت کے لیے یہان رکھے گئے ہین - لیکن اُن کا یہان سے ہٹنا مناسب نہین معلوم ہوتا۔"

عثمان: "یہان کے مدرستہ القرآن کا کیا حال ہے؟ اُس کی کوشش سے کچھ مسلمان ہوئے؟ آخر تمھارے یہان نومسلمون کی کس قدر تعداد ہے؟"

شیخ: "سب ملا کے پانچ سو کے قریب نومسلم ہین - مگر اُن مین سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کے قابل دو سو آدمیون سے زیادہ نہ نکلین گے - اگر حکم ہو تو اُن کو مین ساتھ کر دون - لیکن اِس کا آپ اندازہ کر لین کہ یہ لوگ بھروسے کے قابل ہین یا نہین۔"

عثمان - (ذرا غور کر کے) "کچھ مضائقہ نہین - توحید کا مزہ پانے کے بعد پھر کوئی ایسا ہی شامت زدہ ہو گا جو مرتد ہو جائے ورنہ صراط مستقیم سے نہین منحرف ہو سکتا - تم اُن لوگون کو جمع کر کے کل صبح تک پہونچا دو تو فبہا ورنہ میرے جانے کے بعد روانہ کر دینا تاکہ مین جس شہر مین ہون مجھ سے آملین۔"

اب سب رخصت ہوئے - اور ابن ابی یسعہ اپنے حرم کے زنانے خیمے مین جا کے سو رہا - صبح کو بعد نماز فجر اس لشکر نے مغرب و شمالی کی طرح کوچ کیا - یہان سے چار ہی میل پر شاہ یودیز کی قلمرو شروع ہو گئی تھی - اُس مین داخل ہونے کے بعد تقریباً پندرہ سولہ میل کی مسافت اور طے کر کے یہ زبردست لشکر علاقہ اکوی طانی کے پہلے آباد شہر قنفرانی پر پہونچا جس کا نی الحال مسیحیون نے اپنے ایک راہب اور ولی کی نسبت سے سنتا لینر بیر نام رکھ لیا تھا - یہان عیسائیون کے صرف دو ہزار پیادے تھے جنھون نے مسلمانون کے آنے کی خبر سن کے مقابلے کی تیاریان کین - تین ہزار شہدالون

کو بھی ساتھ لے لیا اور پانچ ہزار کی جمعیت سے شہر کے باہر نکلے - لیکن جب عربی لشکر کا اتنا بڑا سیلاب عظیم دیکھا تو ایسے گھبرائے کہ بے لڑے بھاگ کھڑے ہوئے - اور عثمان نے بغیر کسی مزاحمت کے شہر پر قبضہ کر لیا-

رات یہان بسر کرکے علی الصباح لشکر اسلام نے کوچ کیا تو دوپہر ہوتے ہوتے دریائے غرونہ کے کنارے تھا - جس کے اُس پار شہر منتا برطرانده کی عمارتین نظر آرہی تھین - دریا پار یودیز کے مفرور لشکر کے ساتھ یہان کی پانچ ہزار فوج اور بہت سے شہری والنٹیر دریا کنارے صفین باندھے کھڑے تھے کہ اندلوسیہ کے لشکر اسلام کو پار نہ اُترنے دین - مگر عثمان ابن ابی نسعہ کو اپنے جاسوسون اور رہبرون سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہان سے قریب ہی دو میل پر دریا بالکل پایاب ہے - اُس نے اپنی پیدل فوج کو تو دشمنون کے مقابل اس پار جما دیا کہ تیر برسانا شروع کرین - اور خود سوارون کے ساتھ نہایت خاموشی سے اُس مقام پر پہونچا جہان دریا پایاب تھا - اور پار اُتر گیا - یودیز کے سپاہی حریف کی کوششون سے غافل تیراندازون کو جواب دے رہے تھے کہ ناگہان اُن کے داہنے طرف سے عربون کا قرنا پھُنکا - طبل جنگ بجا - سواران عرب نے نیزے جھکا لیے - اور تکبیر کہہ کے زور و شور سے حملہ کر دیا - اس سیل مرگ کو آتے دیکھ کے عیسائی بھاگ کھڑے ہوئے - اور شام سے پہلے ہی شہر سنتابرطرانده بھی بے روک ٹوک عثمان کے قبضے مین تھا-

مسلسل دو روز معرکہ آرائی کرنے کی وجہ سے عثمان نے پانچ روز تک یہین قیام کیا - اور چھٹے دن نماز جمعہ پڑھ کے آگے کوچ کرنے کو تھا کہ طرسقو کے دو سو نو مسلم سپاہی آگئے - جن مین سے پچیس سوار اور باقی پیادے تھے- عثمان نے اُن کو اندلسی رسالون اور پلٹنون مین شامل کر کے روانگی کا طبل بجوایا - اور اس انسانی سیلاب نے پہاڑون کی دشوار گزار زمین طے کر کے اور تنگ گھاٹیون کی زحمتون کو برداشت کر کے دو دن مین تقریباً تیس میل کی مسافت طے کی - پہاڑی گاؤن کو لوٹ کے رسد فراہم کی - اور تیسرے دن

مشہور طربیس کے سامنے تھا - یہان کے دشمنون نے مقابلے اور لڑائی کا پورا سامان کیا تھا - اور اُس کا بزدآزما سپہ سالار فریڈرِک پچیس ہزار فوج لیے ہوئے موجود تھا - یہ شہر راتُور کی ایک شاخ کے کنارے آباد تھا - اور اسی کے اُس پار فریڈرک کا لشکر پرا باندھے کھڑا تھا کہ اُندلس کے لشکر کو پار نہ اُترنے دینگے -

ابن ابی نسعہ نے اسی پار پڑاؤ ڈال دیا - اور دونون لشکرون مین دریا کے دونون کنارون سے تیر و پیکان کے ذریعہ سے حریفانہ صاحب سلامت ہوئی - دریا کا پاٹ یہان زیادہ نہین ہے - اس لیے کہ یہین قریب ہی کے پہاڑون سے وہ نکلا ہے - مگر پھر بھی ڈباؤ تھا - اور بغیر کشتیون کے پار ہونا دشوار تھا - لیکن اس کا انتظام عثمان نے یہ کر لیا تھا کہ بہت سے لکڑی کے ٹھوس شہتیر اُونٹون پر لدوا کے ساتھ لائے گئے تھے - اور دریاے غرونہ کے ملاحون سے پندرہ بیس کشتیان بھی لے کے اونٹون پر لاد لی گئی تھین - یہ لٹھے دریا مین ڈال دیے گئے - اور اُن پر چار پانچ پیدل سپاہی چڑھ کے بانسون سے کھیتے ہوئے چلے - ساتھ ہی مسلمان سوارون نے گھوڑے پانی مین ڈال دیے - اُن کے روکنے کی بہت کوشش کی گئی - اور بہت سے حملہ آور پانی مین گر گر کے ڈوب گئے - لیکن سوارون کے ایک گروہ نے پار پہونچ کے دشمنون کو ہٹا دیا - اور اتنا موقع پاتے ہی ہزارون سپاہی دریا سے اُتر گئے - اور سب نے ایسی جانبازی سے مقابلہ کیا کہ دشمن دریا کا کنارا چھوڑ کے ہٹ گئے - اور اُندلس کا سارا لشکر اطمینان کے ساتھ پار اُتر گیا -

عربون کی ایسی خطرناک یورش دیکھ کے فریڈرک نے اپنے لشکر کو جمع کر کے ارادہ کیا کہ ایک ہی حملہ مین لڑائی کا فیصلہ کر لے - اُن کے حملے کے ساتھ ہی میدان قیامت گرم ہو گیا - جس جوش سے فرانسیسی حملہ آور ہوئے تھے ویسے ہی جوش سے عربون اور اندلسیون نے اُنھین اپنے نیزون پر روکا - اور دست بدست لڑائی ہونے لگی - میمنہ - میسرہ

قلب - جدھر دیکھیے لوٹ کا بازار لگا ہوا تھا - زندگی کے رشتے کٹ رہے تھے - اور عمرین قضائے مبرم کے فرشتوں کے ہاتھوں سے منقطع ہو رہی تھین - فرانس والے اپنے وطن کے لیے اگرچہ سر پر کھیل کے لڑ رہے تھے اور مر جانے پر آمادہ تھے اور محبت وطن کے جوش مین ایک انچ زمین بھی نہ چھوڑتے تھے - مگر اندلسی لشکر کی کثرت کا اُن پر دباؤ پڑ رہا تھا - سرفروشی کے حوصلون پر بھی اکثر اوقات اُنھین عربون کے حملون کی ٹکر کھا کے چند قدم پیچھے ہٹ ہی جانا پڑتا تھا -

ایک ایسے ہی موقع پر جبکہ مسیحی مجبور ہو ہو کے اور دباؤ کھا کھا کے ہٹ رہے تھے عثمان ابن ابی نسعہ نے دو ہزار جرّار سوارون کو لے کے تکبیر کہی اور اس زور و شور سے حملہ کیا کہ دشمنون کے قدم اُکھڑ گئے - اور آخر ایسے گھبرائے کہ نہایت بدحواسی کے ساتھ بھاگے - قلب کے لشکر کی شکست کے ساتھ ہی ساری فوج مین بھگدڑ پڑ گئی - عربون نے تعاقب کیا - دس بارہ میل تک ہر طرف خون کا مینھ برس گیا - کیونکہ نہ آس پاس کا کوئی گاؤن تھا نہ گرد و پیش کی کوئی سڑک تھی جہان حامیان وطن کی لاشین برہنہ اور بے گور و کفن نہ پڑی ہون - اس لیے کہ قاتلون نے ستر پوشی کے لیے کپڑا چھوڑ بھی دیا تھا تو اُسے وطن کے بے رحم چور اُتار لے گئے -

فتح کے بعد ابن ابی نسعہ اپنی ساری فوج کے ساتھ طربیس مین داخل ہوا - اور پورے شہر میں ایک گشت لگا کے باہر دریا کنارے خیمہ زن ہو گیا - ایک ہفتہ کے قیام میں رعایا سے جزیہ وصول کیا گیا - اسقفون راہبون اور کنیسے والون کو سند آزادی عطا کی گئی پھر چند وسیع مکان لے کے اُن مین مسلمان زخمی رکھے گئے - ایک مدرسۃ القران کھولا گیا تاکہ توحید کی تبلیغ کے ساتھ زبان عرب کی بھی تعلیم دے - مال غنیمت اور لونڈی غلام جو کچھ کہ ہاتھ آئے تھے اُن کا پانچوان حصہ امیرِ اندلوسیہ عبد الرحمن کے پاس مژدۂ فتح کے ساتھ روانہ کر دیا گیا - اور باقی حصہ رسدی مسلمانون مین اس حساب سے تقسیم کیا گیا کہ سوارون کو پیدل لوگون کا دونا ملا -

اسی زمانۂ قیام مین تمام سپاہیون کو کافی موقع مل گیا کہ اگر ضرورت سمجھین تو اپنا حصۂ غنیمت اپنے گھرون مین بھیج دین -

اب عثمان کا لشکر بڑی ہمتون اور زبردست حوصلون کے ساتھ پرانے شہر اِل لورو کی طرف بڑھا جسے اِن دنون اولردن کہتے تھے - یہ بہت آباد شہر تھا- وہ تمام زائر اور مذہبی عقیدت کیش جو شہر انوس مین ولی یوحنا کی زیارت کے لیے آتے پہلے چند روز اسی شہر مین قیام کرتے - اور اس کی سواد مین ہمیشہ دُور دُور کے آفاقیون کا مجمع رہتا- خود شاہ یودیز جب اپنے دار السلطنت بُرودی غالہ سے اِنوس مین آتا تو اسی شہر مین سے ہو کے گزرتا-

اولردن دریاے اوتُر کی دو چھوٹی مغربی شاخون کے بیچ مین اُن کے سنگم کی جگہ پر واقع تھا- جو اگرچہ پایاب تھین مگر بہت ہی تیز بہتی تھین- طربیس کی شکست کے بعد یودیز کی فوجین یہان جمع ہوئی تھین - جن کو خود یودیز نے نئے لشکر سے کمک پہونچائی تھی - اور تمام حامیان وطن اور جان نثاران ملت نے قسم کھائی تھی کہ مسلمانون کو یہان سے آگے نہ بڑھنے دین گے -

مگر ہمت ہارے ہوئے لوگون کو از سر نو ہمت بندھانا - اور اُن مین تازہ جوش پیدا کرنا آسان نہین ہے - جس وقت مجاہدین عرب کی فوجین دکھائی دین سفید اندلسی علم نمودار ہوا - اور اُن کے قرنا کی رعب دار آواز کانون مین آئی سب نے اپنے جسم مین ایک جھرجھری سی محسوس کی اور چہرے اُتر گئے - مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ وطن کی حمایت - زن و فرزند کی حفاظت اور دین کی عزت و حرمت سب ہمارے استقلال اور ہماری پامردی سے وابستہ ہین - افسرون نے پُرجوش و خروش کر کے کہہ کہہ کے اور جوش دلا دلا کے اولردن کا پچاس ہزار لشکر ندیون کے پار اُتر کے خود ہی آگے بڑھا کہ اِن جری لٹیرون سے اُن کی دست بُرد کا بدلہ لے -

دشمن کو تیار دیکھ کے عربون نے حملہ کر دیا - اور بڑی سخت لڑائی ہونے لگی - جو میدان بارش کے وقت ندی مین پانی پہونچایا کرتا تھا آج خون سے اُس کی آبیاری کر رہا ہے - دونون جانب شجاعت اور قومی حمیت کا

جوش تھا۔ بہادران جنگ تھک گئے تھے۔ ہاتھ پاؤن شل تھے۔ شام ہونے کو آ گئی تھی۔ اور لڑائی سے کسی کا ہاتھ نہ رُکتا تھا۔ آخر آفتاب غروب ہو گیا۔ اور رات نے دونون لشکرون کے درمیان مین آکے اپنا سیاہ پردہ ڈال دیا۔ دونون طرف کے تھکے ماندون مین گھر یا خیمون تک آنے کی کہان تاب تھی۔ رات تارے گن گن کے عرصۂ جنگ کی خون آشام زمین ہی پر کاٹی۔ اور صبح ہوتے ہی خدا سے بعجز والحاح دعاے فتح مانگ کے پھر مصروف کارزار ہو گئے۔ اور کل کے تھکے ہاتھون سے جس مستعدی و سرگرمی کی امید نہین کی جا سکتی تھی پھر دکھا دی۔ مگر رات ہی کے اندھیرے مین دس ہزار عربون کا ایک جرار لشکر جنوب کی طرف پانچ چھ میل پر جا کے دریا کے پار اُتر گیا تھا۔ اور تارون ہی کی چھان مین نہایت خاموشی کے ساتھ شہر اور دن کے قریب گھاٹیون مین پہونچ کے چھپ رہا تھا۔

صبح کو لڑائی شروع ہوئے دو گھنٹون سے زیادہ زمانہ نہین ہوا تھا کہ اُنھون نے یکایک پہاڑیون کی بلندیون پر طبل جنگ بجوایا۔ عربی قرنا پھُکنے۔ سب نے گھوڑون کو ایڑ بتا کے باگین ڈھیلی کر دین۔ اور للکارتے اور نعرہ ہاے تکبیر بلند کرتے ہوئے شہر پر آپڑے۔ ساتھ ہی شہر کے بازاریون عورتون اور بچون نے گھبرا گھبرا کے چیخین مارنا اور رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ یہ ہنگامہ سُن کے مسیحی مبارزان جنگ کے ہوش جاتے رہے۔ اور لڑنا بھُول کے سوچنے لگے کہ ہم بھاگین گے تو کہان جائین گے؟ ساتھ ہی اُن کے مقابل حریفون نے زور و شور کے ساتھ ہر طرف سے حملے شروع کر دیے۔ حملہ آوران شہر کی تکبیر کی آوازین مبارزان جنگ کی تکبیرون سے ٹکرائین اور دونون آوازین ساتھ مل کے گرد کی پہاڑیون مین گونجتی تھین۔ ایک عرصۂ حشر بپا تھا جس مین کان پڑی آواز نہین سُنائی دیتی تھی۔ اور کوئی کسی کی نہ سنتا تھا۔ آخر حامیان وطن قبل اس کے کہ بھاگنے کا راستہ سوچ سکین بھاگنے لگے۔ افسرون نے للکار کے بہت روکا۔ مگر بدحواس مفرورین کے کان وجہ اور ضرورت کسی بات کا خیال نہ کرتے اور بدحواس

بھاگے جاتے تھے۔ عربون نے یہ حالت دیکھتے ہی اپنے بڑھے ہوئے حوصلون کے زور مین حملہ مین اور شدت اور تعاقب مین تیزی ظاہر کی۔ اور مفرورین کا یہ عالم تھا کہ بھاگنے کا راستہ نہ ملتا۔ ہزارون بھاگتے مین مارے گئے۔ اور سیکڑون دریا مین ڈوب مرے۔ غرض شام سے پہلے اویرون مسلمانون کے قبضے مین تھا

چھٹا باب

فتح پر تُلی ہوئی معشوقہ

پہر دن چڑھے کا وقت ہے۔ آفتاب افق مشرق سے بہت بلند ہو آیا ہے۔ اور شاہ یُودیز اپنے قدیم بارونق دارالسلطنت بُردی غالہ (بورڈو) کے اُس عالیشان قصر مین ہے جو لب آب واقع ہے۔ دریاے غرونہ اس قصر کے مشرق جانب بہا ہے۔ اور چونکہ دہانہ قریب ہے اس لیے یہان اُس کا پاٹ دو میل سے کم نہین ہے۔ جس کے متحرک و متموج پانی پر آفتاب کی کرنین نور برسا برسا کے پانی مین پارے کی سی چمک اور بیقراری پیدا کر رہی ہین۔

دریا مین صدہا کشتیان اور جہاز چل پھر رہے ہین جن مین سے اکثر ہزارون خلقت کو بہاؤ پر لالا کے شہر مین اُتارتے اور خالی ہو کے واپس جاتے ہین۔

یودیز اپنے ایک پرائوٹ کمرے مین ہے۔ ایک منقش و زرنگار تخت پر پاؤن لٹکائے اور سر جُھکائے بیٹھا ہے۔ اور نہایت ہی متفکر و متردد ہے۔ سامنے ایک چھوٹی سی چوکی پر اُس کی ناز پروردہ بیٹی منینہ بیٹھی ہے جس کی خوبصورت پیشانی مین شکنین اور جس کے ہنسمکھ چہرے کی حد سے زیادہ سنجیدگی و متانت ظاہر کرتی ہے کہ باپ کی فکرون مین وہ پوری طرح شریک ہے۔ لیکن باپ کی فکرمندی کو خطرناک اور سلطنت کے حق مین مضر دیکھ کے اُس نے کوشش کی کہ اُس کے دل پر سے فکرون کا بار ہٹائے۔ اور جہان تک بنے اُس کی تسلی و تشفی کرے۔ کہا "اباجان۔ آپ زیادہ پریشان نہ ہون۔ آپ کی پریشانی سارے ملک کو پریشان کر دے گی۔"

یُودیز "بیٹی۔ پریشان نہ ہون تو کیا کرون؟ ملک کے سارے جنوبی

حصہ پر دشمنون کا قبضہ ہو گیا۔ میری مملکت کے بڑے بڑے آباد اور پُر فضا شہر جو دینی حرمت رکھتے ہین اُن کے ہاتھ مین چلے گئے۔ سنتا لزبیر۔ سنتا برطاندہ قنفرانی۔ ادتیرون۔ اور طرطبیس سب پر اندلس کے مسلمان قابض ہین۔ بیر ـــ یے اپنے پسندیدہ و محبوب ترین شہر ا نوس کے جانے کا راستہ بند ہو گیا۔ اور یوحنا حواری کی زیارت کو اب جو لوگ جائین گے اُن پر دین کے دشمنون کی حکومت ہو گی۔ پہلے مجھے اندیشہ نہ تھا۔ مگر طرطبیس اور ادتیرون کی لڑائیون نے میری ہمت پست کر دی"

منلیہ "آپ ہمت نہ ہارین۔ اور جن لوگون کے حوصلے پست ہو گئے ہون اُنھین پھر مقابلے پر آمادہ کرین۔ یہ کسی فرانس کے نواب یا کونٹ سے لڑائی نہین بلکہ ایسے دشمن کا مقابلہ ہے جس کی وجہ سے ہر شخص کی عزت آبرو اور ہماری قوم کا دین خطرے مین ہے۔ لوگ بڑی خوشی سے لڑین گے۔ آپ اُنھین جمع کر کے روانہ تو کرین"

یوویز: "فوج تو مین جمع کر ہی رہا ہون۔ اور لوگ جوق جوق آکے میرے جھنڈے کے نیچے جمع بھی ہوتے جاتے ہین۔ مگر میرا دل اندر سے بیٹھا جاتا ہے۔ ادتیرون مین جن لوگون کو شکست ہوئی وہ میرے بھروسے کے لوگ تھے۔ اور اُن کی بہادری پر مجھے ناز تھا۔ جب اُن کے قدم اُکھڑ گئے تو یہ لوگ جو فوج مین نئے بھرتی ہو رہے ہین کیا سامنا کرین گے؟"

منلیہ "اب لڑائی کا یہ طریقہ نہ رہے کہ ہماری فوجین میدان مین مقابلہ کر کے ایک ہی لڑائی مین اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیا کرین؟ بلکہ اب اِن لوگون سے قلعہ بند ہو کے لڑنا چاہیے"

یوویز: "یہ تو پہلے ہی ہوتا۔ مگر خرابی یہ تھی کہ پیرے نیز کے ان نشیبی شہرون مین سے کسی مین بھی قلعہ نہ تھا۔ وہان کی فوجین میدان مین نہ لڑتین تو کیا کرتین؟"

منیلہ "خیر مضائقہ نہین۔ اب ہمارے تین زبردست قلعہ اُن کے راستے مین موجود ہین۔ ایک قوقوسہ جو سمندر کے قریب یہان سے اسّی میل پر ہے۔

دوسرا سوتیوم جو ملک کے اندر دنی حصہ مین ہے یہان سے ستر میل پر ہے۔ بغیر اِن دونون شہرون اور اُن کے قلعون پر قبضہ کیے وہ آگے نہین بڑھ سکتے۔ اور اگر وہان سے بھی بڑھ آئین تو قوسیو کا سب سے بڑا زبردست قلعہ روکے گا جو یہان سے تیس میل پر موجود ہے۔ ان تینون قلعون کی فصیلون کو خوب مضبوط کرائیے۔ اور اُن مین اس قدر غلہ اور سامان رسد جمع کرا لیجیے کہ کم از کم دو برس کے لیے کافی ہو سکے۔ ہمارے سپاہی اُن مین اطمینان سے بیٹھ کے مقابلہ کرین گے۔ عربون کا اُن پر کچھ زور نہ چلے گا۔ اور وہ وقتاً فوقتاً جب موقع دیکھین گے نکل کے دشمنون کو پریشان کر دین گے"

یوویز "یہی مین بھی سوچ رہا ہون۔ اور سدا اِس کے مفر ہی کیا ہے۔ مگر اوپیرون کے قبضے سے نکل جانے کا مجھے بڑا قلق ہے"

منینہ "مگر ابا جان اس بارے مین بھی آپ مایوس نہ ہون۔ مدت تک قلعہ بندرہ کے جب ہمارے سپاہی عربون کو تھکا کے مار لین گے تو پھر نکل کے اپنے اِن شہرون پر بھی قبضہ کر لین گے"

یوویز "مین نے اس وقت اپنے مشیرون اور سردارون کو مشورے کے لیے بلایا ہے۔ یقین ہے کہ سب جمع ہو گئے ہون۔ اُن کے سامنے مین اس تجویز کو پیش کرنے والا ہون۔ اور ارادہ ہے کہ اگر یہ تجویز طے ہو جائے تو کل ہی مین خود اِن شہرون مین جا کے قلعون کی حفاظت اور قلعہ بندی کا انتظام اپنے سامنے کراؤن"

منینہ "ابا جان آپ قوسیو مین ٹھہریے جو بڑودی غالہ پر حملہ کرنے والے کے لیے آخری قلعہ ہے۔ اور قوتوسہ اور سوتیوم مین جانے کی مجھے اجازت دیجیے۔ مین وہان کی حفاظت کا پورا بندوبست کر لون گی۔ اور آپ دیکھین گے کہ مین کیا کرتی ہون۔ مسیح کی درگاہ سے مجھے امید ہے کہ دشمنون کو آپ تک نہ پہونچنے دون گی"

یوویز "بیٹی۔ اِن وحشی عربون کے مقابلے مین تمھارا جانا مناسب نہین ہے۔ مین یہ چاہتا ہون کہ تم میرے پاس رہو اور مجھے یونہین مشورہ

دے کے میری تسلی کیا کرو۔"

منیبہ۔" نہین ابا جان میرا جانا ضروری ہے۔ مین نہ جاؤن گی تو نہ اِن دو نون قلعون کی مضبوطی کا انتظام ہی ہو سکے گا اور نہ کوئی سپاہیون کی ہمت بندھانے والا ہوگا۔"

پوویز۔" اگر تم چلی جاؤ گی تو میرا سارا دل تم مین لگا رہے گا اور مقابلے کا کچھ انتظام نہ کر سکون گا۔"

منیبہ۔" کیون ؟ کیا مین کبھی لڑائی پر نہین گئی ہون ؟ یا آپ نے خود ہی مجھے جنگ کے میدان مین قدم رکھنے کی اجازت نہین دی ہے ؟"

پوویز۔" مین نے اجازت بھی دی۔ اور تم نے جوانمردی سے مقابلہ بھی کیا۔ مگر وہ لڑائیان اُن لوگون سے تھین جن مین انسانیت تھی۔ بُوے اُنس آتی تھی۔ اور جو تمھاری پوری پوری قدر جانتے تھے۔ اور یہ لڑائی آدمیون سے نہین وحشی درندون سے ہے۔"

منیبہ۔" تو کیا مین نے کبھی شیر کا شکار نہین کھیلا ہے ؟ اور درندون سے نہین لڑی ہون ؟"

پوویز۔" مگر بیٹی یہ لوگ اُن درندون سے بھی بدتر ہین۔"

منیبہ۔" ابا جان اس مین آپ زیادہ انکار نہ فرمائین۔ اور مجھے جانے کی اجازت دین۔ آپ خوشی سے اجازت نہ دین گے تو مین چھپ کے بھاگ جاؤن گی مگر اُن لوگون سے مقابلہ ضرور کرون گی۔"

پوویز۔" ایسا ہی شوق ہے تو اُس وقت مقابلہ کر لینا جب وہ قریب آجائین گے۔"

منیبہ۔" مگر مین یہ نہین چاہتی کہ وہ اتنی دُور تک بڑھ آئین۔ مین اُنھین دہین روکون گی۔ اور آپ دیکھ لین گے کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے دون گی۔"

پوویز۔" تمھین ایسی ہی ضد ہے تو مین مجبور ہون۔ دل مانے یا نہ مانے خواہ مخواہ اجازت دون گا۔ لیکن قطعی راے قائم کرنے مین اتنا صبر کرو کہ مین آج کی کمیٹی مین اپنے وزیرون اور سردارون سے بھی اس معاملہ مین مشورہ کر لون۔ تمھارا کوئی بھائی بھی نہین ہے۔ اور میری زندگی کی

مسرت صرف تمھارے دم سے ہے۔ تمھین میرے تاج و تخت کی وارث اور مُورادیجی خاندان کی یادگار ہو۔ اس لیے مین اپنی ذات سے زیادہ تمھاری حفاظت ضروری سمجھتا ہون۔ بہتر یہ ہوتا کہ تم تو سیو مین ٹھہرتین اور مجھ سے کہتین کہ تو توصہ اور سو تیوم مین جاکے عربون سے مقابلہ کرون"۔

منیئہ "اِس کو کوئی نہین گوارا کر سکتا۔ بادشاہ تک دشمنون کی رسائی اُس وقت ہونی چاہیے جب کوئی دوسرا نہ باقی رہے"۔

یوویز "اچھا تو اب کمیٹی کا وقت آگیا۔ تم اپنی سہیلیون کو بُلا لو۔ اور یہین بیٹھ کے اُن سے باتین کرو۔ جب تک مین کمیٹی سے فراغت کرکے آجاؤن گا"۔

یہ کہتے ہی خادم کو آواز دی۔ اور ایک بہت ہی کمسن اور خوبصورت پیج[ع] جو نہایت پُرتکلف اور بھاری کپڑے پہنے تھا سامنے آکے ادب سے کھڑا ہو گیا۔

یوویز "دربار کے کمرے مین سب لوگ جمع ہو گئے؟"

پیج - (زمین بوس ہو کے) "حضور سب آگئے۔ اور اب کسی کا انتظار نہین ہے"۔

یوویز "تو مین بھی چلا"۔ یہ کہہ کے اُٹھا۔ پیج اُس کے پیچھے ہو لیا۔ اور اُس کے جاتے ہی شاہزادی کی چارون سہیلیان جو دوسرے کمرے مین بادشاہ کے جانے ہی کی منتظر بیٹھی تھین آگیئن۔ اُن کی صورت دیکھتے ہی منیئہ نے کہا "تم سب کی کیا راے ہے؟ اباجان تو میرے جانے کو کسی طرح نہین منظور کرتے"۔

یُلشیریا "پھر اُن کے حکم مین کون دخل دے سکتا ہے؟"

سلوریا "مگر ہماری شاہزادی کے حسن کا امتحان رہ جائے گا"۔

فلاویا "اور مجھے یقین ہے کہ ہماری شاہزادی نے جس طرح اور کئی دشمنون کو زیر کیا ہے عربون کے سردار کو بھی زیر کر لین گی"۔

منیئہ "اور کوئی زیادہ خوف کی بھی بات نہین ہے۔ مین کہتی ہون کہ

[ع] فرنگستان کے اُس زمانے کے بادشاہون اور امیرون کا معمول تھا کہ خوبصورت کمسن لڑکے جو جنت کے غلمانون کا نمونہ ہوتے اپنی خدمت مین رکھتے۔ یہ لڑکے پیج کہلاتے تھے۔ اُن کے لباس کے خوبصورت اور قیمتی بنانے اور اُن مین طرحداری پیدا کرنے مین ایک سے ایک بڑھ کے حوصلہ دکھاتا۔

میدان کی لڑائی ہو چکی - اب مین قوقصہ اور سومیتوم کے قلعون مین قلعہ بند ہوکے عربون سے مقابلہ کرون - ہم لوگ قلعہ کے اندر رہین گے اور دشمنون کا کوئی زور نہ چلے گا - لیکن اُنھین ہم ذرا بھی غافل پائین گے تو یکایک نکل پڑین گے اور سخت نقصان پہونچا دین گے "

روملدا " تھا تو اچھا مگر جب بادشاہ مانتے ہی نہین تو کیا ہو سکتا ہے ؟"

منتینہ " مانتے کیسے نہین ؟ مین نے حد سے زیادہ اصرار کیا - اور آخر راضی ہوئے کہ اس معاملہ کو اس وقت اپنے مشیرون کے سامنے پیش کرین گے - اور اگر ان لوگون نے پسند کیا تو خوشی سے مجھے جانے کی اجازت دے دین "

فلاویا " تو آپ جا چکین - اول تو کوئی سردار آپ کا جانا یونہین نہ پسند کرے گا - اور جب بادشاہ کی بھی یہی راے دیکھین گے تو سب کے سب خلاف ہی راے دین گے "

منتینہ " مگر چاہے کچھ ہو مین جاؤن گی ضرور - ابا جان کو اس کی اچھی طرح خبر نہین ہے کہ مین حریف کو کس طرح بے بس کر دیا کرتی ہون "

پُلشیریا " فوج کے جن سردارون نے آپ کا کمال دیکھا ہے اُنھون نے بیان نہ کیا ہو گا ؟"

منتینہ " نہین - کسی نے نہین کہا - ایک آدھ عورت نے بیان بھی کیا تو انھین یقین نہین آیا - فوج کے سردار جنھون نے دیکھا اُنھون نے اُن فتحون کو اپنی کارگزاریان بنا کے دکھایا (مسکرا کے) میری تعریف کرتے تو اُن کی جوانمردی مین بٹہ نہ لگ جاتا ؟"

سلوریا " مجھے تو یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ آپ کو لڑائی پر جانے کی اجازت دین "

منتینہ " وہ اجازت دین یا نہ دین مین جاؤن گی ضرور - اور تم سب کو بھی میرے ساتھ چلنا ہو گا "

فلاویا " ہم آپ کو چھوڑ کے کہان جا سکتے ہین ؟ اب تک تو یہ ہوا کہ دشمن سردار جب آپ کا رُخ زیبا دیکھ کے بدحواس ہوا ہماری ہی فوج کے سپاہیون نے

اُسے مار ڈالا - مگر اب کی خود ہم آپ کے ساتھ ساتھ رہین گے - اور جیسے ہی کوئی شکار آپ کے تیر نظر کا گھائل اور برق جمال کا نشانہ بنے گا گرفتار کر لین گے - مجھے تو یہ دیکھنا ہے کہ عرب کیسے ہوتے ہین ؟ اور اُن پر حسن کا کیا اثر پڑتا ہے ؟"

روملیدا ۔" مگر شاہزادی بناؤ سنگھار کا سب سامان اور زیب و زینت کی تمام ضروری چیزین یہین سے ساتھ لیتی چلے گا - وہان کوئی چیز مگانی نہ پڑے ؟"

پلشیریا - (ہنس کے) " یہ بھی کوئی کہنے کی بات تھی ؟ شاہزادی کا سنگھار دان ہمیشہ ساتھ رہتا ہے - اور اُن کی مشاطہ بھی کبھی اُن سے جدا نہین ہوتی ؟"

منٹینہ ۔" مجھے تو تمنا ہے کہ کہین عربون کے سردار کا اور میرا سامنا ہو جاتا - مین تھوڑی دیر تک مقابلہ کر کے یکایک نقاب اُلٹ کے اُسے اپنا چہرہ دکھاتی اور دیکھتی کہ بدحواسی اور آپے سے باہر ہونے مین اُس کی کیا حالت ہوتی ہے ؟ نہین معلوم یہ حُسن کا جادو اُس پر بھی چلتا ہے یا نہین ؟"

سلوریا ۔" جادو ہے تو چلے ہی گا ؟"

اتنے مین بادشاہ یودیز کونسل سے واپس آ کے تخت پر بیٹھ گیا - اور شاہزادی کی سہیلیان اُٹھ کے بادشاہ کے پیچ کے ساتھ دوسرے کمرے مین چلی گئین - یودیز نے تھوڑی دیر تامل کر کے شاہزادی سے کہا " بیٹی - اس وقت تمام وزیرون اور فوجی افسرون کے مشورے سے قرار پایا کہ آیندہ ہم عربون سے قلعہ بند ہو کے لڑین - اور پہلے سو تیوم اور قوقصہ کے قلعون کو مضبوط کیا جائے - اور جو پچاس ہزار فوج یہان جمع ہو گئی ہے کل ہی اِن دونون قلعون مین بھیج دی جائے - اور مین جا کے توسیو کے قلعہ مین ٹھہرون اور جہان تک بنے اُسے مضبوط کر دون ؟"

منٹینہ ۔" مگر میرے جانے کے بارے مین کیا رائے قرار پائی ہے ؟ مین چاہتی ہون کہ کل ہی اس فوج کے ساتھ روانہ ہو جاؤن ؟"

یودیز ۔" تمھارے جانے کو میری طرح اور سب لوگ بھی ناپسند کرتے تھے - اُن کا خیال تھا کہ اگر کوئی یہین کا دشمن ہوتا تو اُس کے مقابلے کے لیے تمھارا جانا موزون تھا - عربون سے لڑنے کے لیے ایک فرنگستان

کی شاہزادی کا جانا نامناسب ہے۔ مگر جب مین نے تمھارا اصرار اور تمھاری ضد بیان کی تو اکثر نے منظور کر لیا۔ اور یہ رائے ظاہر کی کہ تمھارے جانے سے فائدہ ہی ہوگا۔ ہماری فوج کا حوصلہ بڑھے گا۔ اور تمھارے اشارے پر لوگ جان دینے کو تیار ہو جائین گے۔"

منینہ ۔ (خوش ہو کے) "تو مجھے جانے کی اجازت ہے؟"

یوویز ۔ "مگر مین پھر کہتا ہون کہ تم میرے ہی ساتھ رہو تو اچھا ہے۔ بجاے سوتیوم اور قوقوصہ والون کے تمھاری بہادری سے مین ہی کیون نہ فائدہ اُٹھاؤن؟"

منینہ ۔ "اگر خدانخواستہ عرب قوسیو کے قلعہ تک پہونچے تو مین وعدہ کرتی ہون کہ اُن سے پہلے مین آپ کے پاس آجاؤن گی۔ اور لڑائی کے وقت آپ کی خدمت مین حاضر رہون گی۔"

یوویز ۔ (حسرت آلود لہجے مین) "خیر۔ اگر تمھین جانے کا ایسا ہی شوق ہے تو جاؤ۔ مین تمھین مسیح اور دوشیزہ مادرِ محترم۔ اور تمام دلیون کے سپرد کرتا ہون"

یہ کہتے ہی یوویز کا دل بھر آیا۔ مگر اُس نے اپنے جذباتِ رقت کو روکا اور اُٹھ کے چلا گیا۔ باپ کے جاتے ہی شہزادی نے اپنی سہیلیون کو بُلا کے روانگی کی تیاریان کین۔ اور دوسرے دن علی الصباح نئی فوج کے ساتھ جنوب کی طرف روانہ ہو گئی۔

ساتوان باب

عثمان ابن ابی نسعہ کی سبقت

شہر اولیرون پر قبضہ کرنے کے بعد عثمان بن ابی نسعہ نے ایک زمانے تک خود تو وہین قیام کیا۔ مگر مختلف سرداران عرب کی ماتحتی مین چھوٹی چھوٹی فوجین بھیج بھیج کے قرب وجوار کے گاؤن اور مقابلہ کی طاقت نہ رکھنے والے شہرون پر قبضہ کرتا رہا۔ یہان تک کہ سمندر کے مشرقی ساحل دامن کوہ پیرینیز کا پورا علاقہ اُس کے زیر حکومت تھا۔ جہان دیوانی کے

عہدہ دار خراج وصول کرنے - فوجداری و دیوانی کے اختیارات عمل میں لائے - اور نظم و نسق مملکت قائم رکھنے کے لیے اُس نے مقرر کر دیے۔

اب عثمان بن ابی یسعہ کے پاس اندلس سے تئیس ہزار لشکر اور آ گیا تھا - اور جو لوگ گزشتہ لڑائیوں میں شہید ہوئے اُن کی تعداد وضع کرنے کے بعد بھی اُس کے ہمراہ علم اسلام کے نیچے پچاس ہزار سے زیادہ فوج موجود تھی - اور زیادہ حوصلہ افزا یہ امر تھا کہ ان پچاس ہزار سپہ گروں میں زیادہ تعداد سواروں کی تھی جن کے حملوں کی دشمن بہت کم تاب لا سکتے تھے۔

اب اس عرب سپہ سالار کا ارادہ تھا کہ اکوئی طانی کے اُن کوہستانی شہروں کی طرف رخ کرے جو مشرقی پیرے نیز میں واقع تھے - تاکہ یہاں کی زیادہ نزہت بخش اور روح افزا وادیوں سے لطف اُٹھائے - اور اِس طرف کی گھاٹیوں سے براہ راست اُندلس کا راستہ جاری کرے - یہ ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک دن خلف بن عباس الخزاعی کی تحریر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ طولوس کو فتح کر کے شمال میں دریاے غرونہ کے پار اُتر آیا ہے اور شہر لقطورہ کے پاس کوشش کر رہا ہے کہ اُسے فتح کر کے دریاے غرس سے بھی پار ہو اور شہر اغم کی طرف بڑھے۔

یہ خط دیکھتے ہی اُس نے دل میں کہا "تب تو مجھے بجاے پیرے نیز کی گھاٹیوں میں گھسنے کے شمال کی طرف کوچ کر کے یوڈیز کے دار السلطنت بُردی غالہ کا ارادہ کرنا چاہیے - تاکہ طے شدہ تجویز کے مطابق قوسیہ میں ہم دونوں کے لشکر مل جائیں - خلف اگر مجھ سے پہلے وہاں پہونچ گیا تو اُسے بڑی دشواریاں پیش آئیں گی" اسی پس و پیش میں تھا کہ امیر اندلوسیہ عبد الرحمن غافقی کا خط ملا - اُس نے لکھا تھا "تمھاری کارگزاریاں قابل تعریف ہیں - سارے اُندلس میں تمھاری شجاعت کی تعریف ہو رہی ہے - اب تم فوراً شمال کی طرف روانہ ہو - اور یوڈیز کے دار السلطنت پر قبضہ کر کے اُس کے ملک کو قلمرو خلافت میں شامل کر لو"

یہ خطوط پانے کے بعد عثمان بن ابی یسعہ نے اپنے جاسوسوں سے

دشمنون کے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ اکوئی طانی کا کوئی لشکر اب اُس کے مقابلے کو نہ آئے گا۔ بلکہ فرانسیسی فوجین قلعجات سوتیوم اور قوقصہ مین قلعہ بند ہو کے لڑنے کا سامان کر رہی ہین۔ یہ سُن کے اُس نے کہا "وہی ہوا جس سے مین بچتا تھا۔ اب خدا جانے کتنے دنون محاصرہ کیے پڑا رہنا پڑے؟ اور بڑی دشواری یہ ہے کہ ابن عباس خزاعی سے شہر قوسیو مین ملنے کا وعدہ ہے۔ اگر وہ مجھ سے پہلے وہان پہونچ گیا تو بڑی خرابی ہو گی۔ اور یہ ممکن نہین ہے کہ درمیان کے قلعے چھوڑ کے مین آگے بڑھ جاؤن۔ خیر۔ اب تو جو کچھ ہو پیرے نیز کی گھاٹیان چھوڑ کے مجھے شمال ہی کی طرف بڑھنا چاہیے۔" اس کے بعد اپنے ہمراہی افسران فوج کو بُلا کے مشورہ کیا اور اُن کو بھی شمال کی طرف بڑھنے پر آمادہ پا کے حکم دے دیا کہ پرسون قوقصہ کی طرف کوچ ہے۔

اولیرون سے قوقصہ تقریباً ستّر میل کی مسافت پر تھا۔ لیکن خرابی یہ تھی کہ اگر براہ راست وہان کا قصد کیا جائے تو راستے مین چار پانچ دریا پڑتے تھے۔ خصوصاً پچھلا عمیق دریا اُتور جس کے کنارے یُوویز کا کثیر التعداد لشکر جو قوقصہ مین قلعہ بند ہو کے لڑنے کے لیے آیا تھا مزاحمت کرنے کو موجود تھا۔ اور کوسون تک انتظام کر دیا گیا تھا کہ عرب کسی جگہ دریا کے پار نہ اُترنے پائین۔ یہ حالات سُن کے عثمان کو اس سفر مین خطرے اور دقتین نظر آئیں۔ متردد تھا کہ رہبرون سے معلوم ہوا "بجائے اس سیدھے راستے کے اگر لشکر عرب طربیس مین واپس جا کے شمال کی طرف کوچ کرے اور شہر سوتیوم پر حملہ آور ہو اور پھر وہان سے قوقصہ کا ارادہ کرے تو راستے مین کوئی دریا نہ پڑے گا۔ لیکن ہان اس راستے سے لشکر کو زیادہ مسافت طے کرنا پڑے گی۔ کیونکہ اولیرون سے طربیس پینتیس میل۔ وہان سے سوتیوم ساٹھ میل۔ اور دہان سے قوقصہ پچاس میل ہے۔ مگر اس راستے سے حملہ کرنے مین یہ فائدہ ہے کہ سوتیوم کا قلعہ بھی زبردست ہے اور قوقصہ کے بعد دشمن اُسی مین پناہ گزین ہو کے لڑنا چاہتے ہین۔ اگر قوقصہ سے

پہلے ہی مسلمانون نے اُس کا محاصرہ کرلیا تو قوقوصہ کا زور بالکل ٹوٹ جاے گا۔"

یہ حالات معلوم ہونے کے بعد عثمان نے کہا "تو ایک تدبیر کی جاے۔ (اپنے ایک پُرانے رفیق مجاہد بن علقمۃ الشیبانی سے) لشکر کو مین دو حصون مین تقسیم کیے دیتا ہون۔ بیس ہزار مجاہدون کو لے کے تم دریاؤن سے اُترتے ہوئے سیدھے قوقوصہ پر جاؤ۔ کشتیان اور ٹوکرے[ص] اونٹون پر لدے ہوئے ساتھ ہئی ہین۔ امید ہے کہ تمھاری مستعدی سے زیادہ دشواری نہ پیش آے گی۔ باقی تیس ہزار فوج کو مین اپنے ساتھ لے کے یہان سے طرابیس اور وہان سے جلد ہی جلدی کوچ کر کے سوتیوم پر جا پہونچون گا۔ ان دونون قلعون پر حملہ ہونے سے دشمنون کی قوت بٹی رہے گی۔ اور کیا عجب کہ دونون آسانی سے فتح ہو جائین۔"

مجاہد نے اس راے کو بہت پسند کیا۔ اور تیسرے دن دونون لشکر اپنے اپنے مقررہ راستون پر روانہ ہو گئے۔ یودیز کے افسرون کو اس کی اطلاع نہ ہوئی اور جب مجاہد بیس ہزار لشکر عرب کے ساتھ براہ راست قوقوصہ کی طرف روانہ ہوا تو مقابلہ کا جو کچھ انتظام تھا قوقوصہ ہی کے قلعہ مین کیا گیا۔ سوا تھوڑی سی فوج کے جو سوتیوم مین چھوڑ دی گئی تھی کل لشکر قوقوصہ مین چلا آیا۔ اور مسلمانون کے روکنے کے لیے دریاے الوُر کے کنارے بڑا بھاری لشکر جمع ہوگیا۔ چار ہی پانچ روز بعد اُس مین اور مجاہد کے لشکر مین تیرون کی لڑائی شروع ہو گئی۔ مجاہد اگرچہ دریا سے اُترنے کا کافی سامان ساتھ لایا تھا مگر دشمنون کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ کسی جگہ اُسے دریا کے پار اُترنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ اُنھون نے نہایت ہی ہوشیاری و بیدار مغزی سے دُور دُور تک دریا کی نگرانی رکھی کہ مسلمان جس طرف سے اُترنے کا قصد کرین

ص دریاؤن کے پار اُترنے مین ٹوکرے کشتیون سے زیادہ بےخطر ہوتے ہین۔ اُن کا رواج بعض جگہ اب بھی ہے لیکن اگلے دنون ساری دنیا مین تھا۔ جھاؤ کے بڑے بڑے ٹوکرے بنا کے چمڑہ منڈھ دیا جاتا اور اُن پر رال کا روغن پھیر کے مسامات بند کر دیے جاتے ہین۔

فوراً پہونچ کے روکا جائے - اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہان پہونچے پورا ایک ہفتہ ہو گیا - مگر مسلمان دریا کے اُس پار نہین اُتر سکے - دونون لشکر دریا کے دونون کنارون پر آمنے سامنے پڑے ہین - اور دن بھر دونون سپہ گرون کے حوصلے صرف مشق تیر افگنی سے پورے ہوتے ہین -

آٹھوان باب

بری پیکر جاسوس

شاہزادی منینہ اگرچہ بُردی غالہ سے خاص میدان جنگ کا ارادہ کرکے آئی تھی مگر سوتیوم مین آکے ٹھہر گئی اور وہان کے قلعہ کو اپنی نگرانی مین مضبوط کرا رہی ہے بجائے اس کے کہ قوقصہ مین پہونچ کے عربون کے مقابلے مین جوہر شجاعت دکھائے یہان ٹھہر جانے مین اُس کی یہ مصلحت ہے کہ وہ چاہتی ہے ذرا الگ سے کھڑے ہو کے عربون کی حالت دیکھے - اُن کے مذاق و معاشرت سے واقف ہو - اور اُن کی لڑائی کا رنگ دیکھے - پھر اِس کے بعد آگے بڑھ کے اُن کا سامنا کرے - اسی فکر مین ایک دن اپنی سہیلیون مین بیٹھے بیٹھے ایک اُبی ہوئی سانس لے کے بولی - "کسی طرح سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ عربون کا سردار کیسے مزاج اور کس طبیعت کا آدمی ہے"

پُلکیشیریا "اب اس لڑائی کے زمانے مین تو شاہزادی یہ بہت مشکل ہے - لڑائی نہ ہوتی اور یہ لوگ اندلس مین ہوتے تو مین خود بھیس بدل کے جاتی - اور پتہ لگاتی - لیکن آج کل تو یہ غیر ممکن ہے - ہم مین کوئی اتنا بھی تو نہین ہے کہ اُن کی زبان مین باتین کر سکے"

سِلوریا "سوتیوم مین تلاش کراؤ - شاید اندلس کی کوئی ایسی عورت مل جائے جو عربون کی زبان جانتی ہون یا اُن کے لشکر مین جا سکے"

منینہ "بس یہی ایک تدبیر ہے - اِس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"

فلاویا "مین یہان کے حاکم اور قلعہ دار سرولیطوس کو بُلاتی ہون - شاہزادی

اُنھیں حکم دیں تو وہ ہی تین دن میں وہ کوئی ایسی عورت پیدا کر دیں گے۔"

منیثہ :- "اُن کے ذریعہ سے مل تو جائے گی - مگر میں چاہتی تھی کہ کوئی جانی بوجھی اور بھروسے کی عورت ہوتی۔"

پلشیریا :- "آج کل تو جو ملے گی بھروسے ہی کی ملے گی - لوگ عربوں سے اس قدر جلے اور ڈرے ہوئے ہیں کہ اُن کے مقابلے میں ہمارے ساتھ سب ہی وفاداری کریں گے۔"

شاہزادی کا منشا پا کے خادم اسی وقت گئی اور سرولیطوس کو بُلا لائی جو حاضر ہو کے آداب بجا لایا - اور شاہزادی نے کہا "سرولیطوس میں کوئی ایسی عورت چاہتی ہوں جو اندلس کی اور عربوں کی زبان جانتی ہو - اور بھروسے کی عورت ہو۔"

سرولیطوس - (غور سے تامل کے بعد) "حضور - ایک عورت نے چند روز ہوئے یہاں آ کے پناہ لی ہے - وہ ایک بہت ہی خوبصورت اور کمسن لڑکی ہے - اور اُس کا بیان ہے کہ اطراف طولوس کے ایک مسیحی سردار کی بیٹی ہے - نربونہ کے عرب حاکم نے اُس کا گاؤں لوٹ لیا - اور اُسے گرفتار کر کے عربوں کے اسی سردار کے پاس جو اُن کا سب سے بڑا سپہ سالار ہے اور ہمارے مقابلے کو آیا ہے نذرانے کے طور پر بھیج دیا - مگر وہ کوئی حکمت کر کے بھاگ آئی اسکے سوا اُس کے اور کچھ حالات میں نہیں جانتا۔"

منیثہ :- "اگر اُس کا یہ بیان سچ ہے تو مجھے اس سے بڑی مدد ملے گی - مجھے ایسی ہی عورت چاہیے - لیکن آج کل تو ایسا زمانہ ہے کہ کسی ناواقف شخص کو رازدار بناتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔"

سلوریا :- "حضور اُسے ضرور بُلوائیں - اگر خلاف بھی ہو گی تو ہمارا کیا بنا لے گی ہم ہوشیار رہیں گے - نہ اُس پر اپنا کوئی راز ظاہر کریں گے - اور نہ اُس کے کہنے سے کوئی ایسا کام کریں گے جس میں خطرہ نظر آتا ہو۔"

منیثہ :- "خیر - جو کچھ ہو اُسے بُلوانا ضرور چاہیے - مگر سرولیطوس - تم اس کا تو پتہ لگاؤ کہ اپنے گھر بار کی تباہی و بربادی کا جو کچھ حال وہ بیان کرتی ہے

وہ کہاں تک سچ ہے؟ آج کل طوس اور اُس کے آس پاس کے بہت سے لوگ بھاگ بھاگ کے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ تم کوشش کروگے تو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو گا۔"

سرویطوس:"جو حضور کا حکم ہو۔ تو میں اُسے بُلواؤں؟ حضور کے سامنے ہی اُس کا اور اُس کے باپ اور وطن کا نام دریافت کرلوں گا۔" شاہزادی نے اجازت دی اور وہ تعمیل حکم کے لیے روانہ ہوا۔ سرویطوس نے اس عورت کے ایسے صفات بیان کیے تھے کہ شاہزادی اور اُس کی سہیلیوں کو اُس کے آنے کا بیحد انتظار تھا۔ اور انتظار کا زمانہ اسی گفتگو میں گزرا کہ اس عورت سے کیونکر ملیں؟ اور اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کریں؟ چنانچہ طے پایا کہ اصل میں چاہے کسی قدر احتیاط کی جائے مگر ظاہر میں اُسے بالکل دوست اور ہمدم وہمراز بنا کے اُس سے اُسی طرح خلا ملا رکھنا چاہیے جیسا کہ دوسری سہیلیوں سے ہے۔ کوئی تین گھنٹے کے بعد سرویطوس نے حاضر ہو کے اپنی اطلاع کرائی۔ اور باریابی کے بعد اُس حسینہ کو لا کے پیش کر دیا۔ یہ ایک نہایت ہی حسین و پری جمال سترہ اٹھارہ برس کی لڑکی تھی جس کے حُسن و جمال کو شاہزادی اور اُس کے ساتھ والیاں دیکھ کے گھبرا سی گئیں۔ ایک شاہزادی کے حسن پر تو اُس کی خوش جمالی کا کچھ اثر نہیں پڑا۔ مگر چار دن سہیلیوں کے چہرے ماند پڑ گئے۔ اُس کا چہرہ نہ تھا آتش بازی کی مہتاب تھی کہ اُس کے چھوٹتے ہی سارے چراغ بے نور ہو گئے۔ یہ کمسن حسینہ سامنے آ کے ادب سے آداب بجالائی۔ اور خاموش کھڑی تھی کہ شاہزادی نے بُلا کے اپنے پاس بٹھالیا۔

سرویطوس (شاہزادی سے) "اگر حضور اجازت دیں تو اِس حور وش نازنین سے میں چند باتیں دریافت کرلوں؟"

حسینہ:"ضرور پوچھو۔"

سرویطوس - (اُس حسین لڑکی سے) "تمھارے حالات میں نے مختلف لوگوں سے سُنے ہیں لیکن خود تم سے دریافت کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ ہماری

شاہزادی میری زبان سے تمھارا ذکر سُن کے تم پر مہربان ہو گئی ہین اور تمھارے حالات سُننا چاہتی ہین - اس لیے مین جو کچھ پوچھون اُس کا صاف صحیح اور مختصر جواب دو - پہلے مجھے اپنا نام بتاؤ -"

لڑکی :- "میرا نام ہیلینا ہے -"

ہمرولیطوس :- "تمھارے والد کا کیا نام تھا؟ وہ کون تھے؟ اور اُن کا کیا واقعہ ہے؟"

ہیلینا :- "میرے والد کا نام برباطیو تھا - طیوس سے جنوب و مشرق طرف دریاے غرونہ کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر ہے ویرنوسول - میرے والد وہان کے زمیندار اور سردار تھے - اور تمام لوگون مین مشہور ہے کہ اُن اطراف مین سب سے پُرانا اور رومیون کے زمانے کا خاندان ہمارا ہی تھا - ہم وہان اطمینان اور خوش حالی سے بسر کرتے تھے - اور مین نے بڑے لاڈ پیار سے پرورش پائی تھی - مگر ایک دن یکایک ہمارے شہر پر نربونہ کے مسلمان حاکم نے زبردست لشکر سے حملہ کر دیا - ابا جان مین اگرچہ مقابلے کی طاقت نہ تھی - مگر جان مال اور عزت آبرو کا معاملہ تھا جتنے آدمی مل سکے ساتھ لے کے مقابلے کو نکلے - اور کئی گھنٹون تک لڑتے رہے - مگر کب تک؟ آخر شہید ہوئے - میرے دو بھائی اور کئی اور عزیز بھی اُن کے ساتھ کام آئے - جو لوگ ساتھ گئے تھے اُن مین سے اکثر مارے گئے اور جو بچے بھاگ کھڑے ہوئے - جب کوئی ہمارا مربی اور بچانے والا نہین باقی رہا تو دشمنون نے شہر کو لوٹنا اور عورتون اور بچون کو پکڑنا شروع کر دیا - کوئی روکنے والا نہ تھا - وہ کئی سو لڑکون اور عورتون کو پکڑ کے نربونہ مین لے گئے - جن مین مین بھی تھی - دو ہفتہ تک مین نربونہ کے حاکم کے محل مین رہی اور اُس کے بعد اُس نے مجھے عربون کے بڑے سردار عثمان کے پاس بھیج دیا - وہ اُن دنون شہر الباب مین تھا جو پیرے نیز کی ایک گھاٹی کے اندر ہے - مین کئی مہینون تک اُس کی خدمت مین رہی - وہان اُس کی لونڈیون اور غلامون سے مین نے

ربط بڑھایا۔ اور سب کو اپنا دوست بنا کے اتنا اعتبار پیدا کر لیا کہ عثمان جب چند روز کے لیے اُندلس کے شہر بشکنس میں گیا تو میں موقع پا کے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور گرتی پڑتی یہاں پہونچی کہ مسلمانوں کے ظلم سے بچوں۔"

ہرولیطوس "تمھاری داستان بہت ہی افسوس ناک ہے۔ اور مسیح کے فضل سے امید ہے کہ ہماری شاہزادی کے پاس تمھیں پناہ مل جائے گی۔ اور وہ عربوں سے تمھارا بدلہ لے لیں گی۔ مگر تمھارے شہر کا کوئی اور شخص بھی یہاں ہے؟"

ہیلینا "بہت سے ہوں گے۔ مگر میں کسی کو نہیں جانتی۔"

ہرولیطوس "تمھارے شہر کی تباہی کا حال تو بہت سے لوگ جانتے ہوں گے؟"

ہرولیطوس "سب ہی جانتے ہیں۔"

ہرولیطوس "خیر اب تم شاہزادی کی خدمت میں رہو اور آئندہ اُنھیں کو اپنا حامی و مددگار جانو۔ اُن سے تم کو اپنی مظلومی کا بدلہ مل جائے گا۔ (شاہزادی سے) اب حضور اجازت ہو تو غلام رخصت ہو؟"

منیمہ "ہاں اب تم جاؤ۔ تم نے بڑا کام کیا کہ اس مظلوم لڑکی کو مجھ سے ملا دیا۔"

ہرولیطوس اجازت پا کے چلا گیا۔ اور شاہزادی نے ہیلینا کی طرف توجہ کر کے کہا "میں تم سے مل کے بہت خوش ہوئی۔ اور تمھارا حال سُن کے مجھے بڑا افسوس ہوا۔ شاید میری صحبت میں رہ کے تم اپنے غم کو بھول جاؤ۔ مگر یہ بتاؤ کہ یہاں تمھارا کوئی عزیز قریب بھی ہے؟"

ہیلینا "یہاں کیا کہیں کوئی نہیں ہے۔"

منیمہ "کہیں تو کوئی ہوگا؟"

ہیلینا "کہیں نہیں۔ طولوس میں میری ماں کے قرابت دار تھے مگر خدا جانے اُن کا کیا حشر ہوا؟ زندہ بھی ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہوں بھی تو میں اب اس حال میں اُن سے ملنا نہیں چاہتی۔"

منیمہ "یہاں تم بالکل اکیلی رہتی ہو؟"

ہیلینا۔" بالکل اکیلی۔ ایک خانقاہ میں مسافروں کی طرح رہتی ہون۔ اور ایک نیک بخت نن صاحبہ کی مہمان ہون۔"

مننینہ۔" تو پھر تم میرے ہی پاس نہ چلی آؤ؟"

ہیلینا۔" اس سے زیادہ میری کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے؟"

مننینہ۔" تو جاؤ اپنا اسباب لے آؤ۔ (سلوریا سے) تم اِن کے ساتھ چلی جاؤ۔ دو ایک غلامون کو بھی لیتی جاؤ۔ جو کچھ اسباب ہو اِسی وقت اُٹھا لاؤ۔ اور یہان لاکے اِن کے رہنے کا پورا بندوبست کر دو۔ تاکہ آرام سے رہین اور کسی بات کی تکلیف نہ ہو۔"

اس حکم کے مطابق سلوریا ہیلینا کے ساتھ اُس کا اسباب لانے کو گئی۔ اور شاہزادی نے اپنی دوسری سہیلیون کی طرف دیکھ کے کہا "مجھے تو یہ بہت ہی نیک بخت سیدھی سادی اور بالکل سچی معلوم ہوتی ہے۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) آہ! اِن ظالم اور وحشی عربون کے ہاتھ سے کن کن لوگون پر کیسے کیسے ظلم ہو رہے ہین؟ میرے نزدیک تو یہ لڑکی بالکل بھروسے کے قابل ہے۔ تم کیا کہتی ہو؟"

گلیسٹریا۔" حضور۔ یہ بہت ہی نیک بخت اور بھولی لڑکی معلوم ہوتی ہے۔ اُسے جھوٹ بولنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ اور اگر ناواقفیت کی وجہ سے کوئی شبہ بھی ہو تو دو چار روز مین جاتا رہے گا۔"

اس رائے سے روبلدا اور فلاویا نے بھی اتفاق کیا۔ اور شاہزادی پھر فوجی اصلاح اور فصیل قلعہ کی مرمت اور مضبوط کرنے مین مصروف ہو گئی۔ اسی اثنا مین اُسے خبر ملی کہ عربون کا لشکر قوصہ کے قریب آ پہونچا۔ فرانسیسی لشکر نے اُسے دریاے اوٗر کے کنارے روکا ہے۔ اور دونون جانب سے تیرون کی لڑائی ہو رہی ہے۔

اب ہیلینا کو ایک ہفتہ ہو گیا۔ چارون سہیلیون کی طرح شب و روز شاہزادی کی صحبت مین رہتی ہے۔ شاہزادی اور اُس کی سہیلیان جہان تک بنتا ہے اُس کی خاطر داشت کرتی ہین اور اُسے اپنی صحبت مین بے تکلف کرتی

جاتی ہین۔ ایک دن شام کو کھانے کے وقت شاہزادی نے ہیلینا سے پوچھا "تم عربون کی زبان جانتی ہو؟"

ہیلینا۔ "حضور بالکل نہین (مسکرا کے)" "تھوڑے دنون شہر الباب مین رہنے سے دو چار لفظ سیکھ گئی ہون۔ چند روز اور رہتی تو کچھ نہ کچھ ضرور سیکھ جاتی۔"

منینہ۔ (تعجب سے) "تو تم جس عرب سردار کے گھر مین رہتی تھین اُس سے تم سے باتین کیونکر ہوتی تھین؟"

ہیلینا۔ "اور اُس سے بات کس نے کی؟ مین جتنے دنون رہی چپکی بیٹھی رہی۔ ایک دن اُس نے اپنی ایک لونڈی ریحانہ کے ذریعے سے مجھ سے دو ایک باتین کی تھین۔ ریحانہ اُس کی ایک اُندلس کی رہنے والی لونڈی ہے۔"

منینہ۔ "کیا یہ وہی تمھارا عرب سردار ہے جو فوج لے کے ہمارے ملک پر آیا ہے؟"

ہیلینا۔ (ہنس کے) "میرا کیون ہونے لگا تھا؟ اب مین زبردستی باندھ کے بھیج دی گئی تو اس کو کیا کرون؟ اتنا جانتی ہون کہ اُس کا نام عثمان ابن ابی نسیعہ تھا اگر اس کا یہی نام ہے تو یقین ہے کہ وہی ہوگا۔"

پلسیٹریا۔ "اچھا تم نے تو اُسے دیکھا ہے۔ بتاؤ کیسا اور کس قطع کا آدمی ہے؟"

ہیلینا۔ "آدمی تو وہ مجھے بُرا نہین معلوم ہوا۔ اپنے نوکرون اور لونڈی غلامون پر مہربان ہے۔ ماتحتون سے اخلاق کے ساتھ جھک کے اور بہت سادگی سے ملتا ہے۔ مگر اتنا جانتی ہون کہ ہسپانیہ کے نئے عرب حاکم سے وہ خوش نہین ہے۔ اُسے امید تھی کہ مین ہی سارے ہسپانیہ کا مالک ہو جاؤن گا۔ لیکن یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کوئی اور شخص مقرر ہو گیا۔ اس کا اُسے بڑا رنج ہے۔"

رو ملدا۔ "اور اُس کی صورت کیسی ہے؟"

ہیلینا۔ "صورت بھی بُری نہین ہے۔ عربون مین مین نے ایسا خوبصورت آدمی نہین دیکھا۔ گورا ہے۔ قد آور ہے۔ بھرے بھرے ہاتھ پاؤن ہین۔ گول

چہرہ ہے۔ آنکھون مین رسیلا پن ہے۔ چہرہ بشاش رہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ سب لوگون پر اُس کی صورت کا رعب بھی پڑتا ہے"

منیہ" اے نہین! مین تو عربون کو وحشی۔ ہوش۔ کالا کلوٹا۔ بد قطع۔ بھیانک اور اُن کی صورت ڈراونی سُنتی تھی"

ہیلنیا" اکثر عرب سپاہی ایسے ہی ہین جیسا آپ نے فرمایا۔ مگر وہ تو بہت ہی خوبصورت اور قطع دار ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی بڑی خوبی یہ ہے کہ ہنسمکھ با مذاق اور زندہ دل ہے۔ طبیعت مین رنگینی ہے۔ صرف موسم بہار کا لطف اُٹھانے کے لیے وہ شہر الباب مین تھا۔ پھولون کی بہار۔ آبشارون کی روانی۔ اور مرغزارون کی تروتازگی دیکھ کے اُس کے چہرے پر رونق آجاتی تھی۔ اور گھنٹون کوٹھے پر سے بیٹھا اسی لطف کو دیکھا کرتا تھا۔ اُسے گانے کا بھی شوق ہے۔ اُس کی کئی لونڈیان بہت اچھا گاتی ہین۔ اور اکثر وہ اُن کا گانا سُنا کرتا ہے۔ مجھے تو اُس کی طبیعت مین عشق اور محبت کا مادہ معلوم ہوتا ہے"

فلاویا۔ (ہنس کے) "سچ سچ! تو وہ تم پر عاشق کیون نہ ہو گیا؟ تم سی پری جمال حسینہ تو اُسے نصیب نہ ہو گی"

ہیلنیا" اب مجھے تم بنانا چاہتی ہو تو بنا لو۔ مگر مین نہ اس قابل ہون کہ کوئی مجھ پر عاشق ہو اور نہ ایسی قسمت ہے کہ کسی پر مین عاشق ہون۔ شاہزادی نے ایک بات پوچھی تھی مجھے جو کچھ معلوم تھا سچ سچ بتا دیا"

فلاویا" نہین مین بناتی نہین ہون۔ لیکن تمھین یہ خوب معلوم ہے کہ وہ عاشق مزاج اور رنگین طبیعت کا آدمی ہے؟"

ہیلنیا" مین نے تو اُسے ایسا ہی پایا"

منیہ" اور لڑائی مین اُس کا کیا حال ہے؟"

ہیلنیا" اس کا مجھے تجربہ نہین ہے۔ مگر وہان لوگون مین مشہور وہ بہت ہی بہادر ہے"

منیہ" مجھے کسی طرح یہ معلوم ہوتا کہ لڑائی مین اُس کا کیا رنگ ہے؟"

ہیلینا:۔ افسوس! میں آج کل وہاں نہیں ہوں ورنہ یہ بھی بتا دیتی۔ مگر یہ تو معلوم ہی ہوتا رہتا ہے کہ اُس نے کن کن شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور کس تیزی سے بڑھتا چلا آتا ہے؟"

مینہ:۔ مگر اس کی تو خبر نہیں ہوئی کہ لڑائی میں وہ خود میدان میں آتا ہے یا اُس کے افسر آتے ہیں؟ اور آتا ہے تو وہ اپنے لشکر میں کہاں پر رہتا ہے؟ اور لڑائی کے میدان میں خاص اُس کی پہچان کیا ہے؟"

ہیلینا:۔ "یہ باتیں تو اُسی کو معلوم ہو سکتی ہیں جو آج کل اُس کے ساتھ ساتھ ہو"

پلکشیریا:۔ "ہیلینا۔ تم کہتی تھیں کہ تم نے اُس کی لونڈیوں سے میل جول پیدا کر لیا تھا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آج کل جا کے تم اُس کی کسی لونڈی سے ملو اور دو چار دن اُس کے ساتھ رہ کے یہ حالات دریافت کر لاؤ؟"

ہیلینا:۔ اگر شاہزادی کی مرضی ہے تو مجھے جانے میں عذر نہیں۔ مگر حضور یہ خیال فرما لیں کہ میں وہاں سے بھاگ کے آئی ہوں۔ سب میری تلاش میں ہوں گے۔ اور اُن کے ہاتھ لگ گئی تو پھر مجھے واپس آنا نہ نصیب ہوگا"

مینہ:۔ "ایسی حالت میں بھلا کون کہے گا کہ تم جان بوجھ کے شیر کے منہ میں چلی جاؤ؟ پھر کیا کروں؟ کسے بھیجوں؟ اِن باتوں کے معلوم ہونے کی کوئی تدبیر تو ہونی چاہیے"

ہیلینا:۔ "شاہزادی۔ خود میرے جانے میں تو بے شک یہ اندیشہ ہے کہ عرب مجھے قید کر لیں گے۔ لیکن اگر کوئی اور میرے ساتھ جاتا تو میں عربوں کے لشکر کے پاس پہونچ کے کسی جگہ ٹھہر جاتی اور اُسے اپنے خط کے ساتھ بھیج دیتی۔ وہ دو چار دن اُن کے لشکر میں رہتا۔ پھر میرے خط کا جواب لے کے میرے پاس آتا۔ اور ہم دونوں شاہزادی کے حضور میں حاضر ہو کے حال عرض کرتے"

مینہ:۔ "تدبیر تو اچھی ہے۔ مگر تمھیں ساتھ لے جانے کے لیے کوئی مرد چاہیے یا عورت؟"

ہیلینا:۔ "کوئی ہو۔ عورت ہو تو زیادہ اچھا ہے۔ میں اُسے ایک خط عثمان

کی معتبر لونڈی ریحانہ کے نام لکھ دون گی - اور ریحانہ نے اگر اُسے اپنا دوست بنا لیا تو اُسے ساری باتین معلوم کرنے کا بہت ہی اچھا موقع مل جائے گا۔"

ستلوریا۔ "اچھا مین تمھارے ساتھ چلتی ہون۔ مجھے لے چلو گی؟"

ہیلینیا۔ "تم سے اچھا ساتھی کون ہو سکتا ہے؟"

منیّنہ۔ "اور خط مین تم کیا لکھو گی؟"

ہیلینیا۔ (دلفریب شرمندگی کے ساتھ) "عرب سردار نے میری صورت کی کئی بار تعریف کی تھی - اور ریحانہ کہتی تھی کہ وہ مجھ پر عاشق ہے - اپنی طرف سے خط بھیج کے آزماؤن گی کہ اُسے میرے ساتھ سچ مچ محبت ہے یا خالی زبانی باتین تھین - اگر حقیقت مین وہ مجھ پر فریفتہ ہے تو پھر جانیے کہ آپ کے اختیار مین ہے۔ اس لیے کہ بہت جلدی ہمارے فریب مین آ جائے گا - اس کے سوا مین اُس خط مین یہ ظاہر کر دون گی کہ شاہزادی منیّنہ کی خدمت مین مین پہونچ سکتی ہون جن کے حسن کی کبھی آپ کے سامنے تعریف کی تھی۔ اگر آپ چاہین تو اُن سے آپ سے نامہ و پیام جاری کرا دون۔"

منیّنہ۔ "کیا تم نے اُن کے سامنے میرا تذکرہ کیا تھا؟"

ہیلینیا۔ "جی ہان - مین نے کہا تھا کہ وہ اپنی صورت کی ایک جھلک دکھاتے ہی دشمن کو بدحواس کر دیتی ہین۔ اور اُس مدہوشی مین اُن کے سپاہی اُن کا کام تمام کر دیتے ہین۔"

منیّنہ۔ (اپنے اوپر ناز کرنے کی ادا سے) "اے ہے تو اُسے اس کی بھی خبر ہے؟ تمھین میرا یہ حال کیونکر معلوم ہوا؟"

ہیلینیا۔ "یہ کوئی چھپی بات ہے؟ سارے ملک مین مشہور ہے - اپنے گھر مین عورتون سے اس کا ذکر سنا تھا۔ جب اس عرب سردار عثمان کے پاس گئی اور اُس نے پوچھا کہ تمھارے ملک مین تم سے بھی بڑھ کے کوئی خوبصورت ہے تو مین نے کہا خوبصورت مین نہین بلکہ شاہزادی منیّنہ ہین جو دشمن کو ایک ہی نظر مین گھائل کر دیتی ہین۔"

فلاویا۔ "یہ تو بڑی مشکل ہوئی۔ جب اُسے ہماری شاہزادی کا حال معلوم

ہوگیا ہے تو لڑائی مین سامنے کیون آنے لگا؟ وہ تو بہت ہی بچتا رہے گا۔"

ہیلینا ''یہ نہ کہو۔ وہ تو ایسا عاشق مزاج آدمی ہے کہ اتنا معلوم ہو جایا چاہیے کہ شاہزادی اِس میدان مین ہین۔ پھر ہر طرف ڈھونڈھتا پھرے گا۔ میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ شاہزادی اُس سے لگاوٹ پیدا کرین۔ اور خود اپنی طرف سے ملاقات کا شوق ظاہر کر کے اندر ہی اندر اُنس سے رسم پیدا کرین۔ اور بتاوین کہ فلان میدان مین اُن کا اور اُس کا سامنا ہوگا۔ تم دیکھ لینا کہ وہ جان پر کھیل کے آئے گا۔ اُس وقت اگر شاہزادی اُسے اپنے تیر نظر سے مار لین تو اِس سے کیا بہتر ہے؟ اور اگر زور نہ چلے تو پھر صلح کی گفتگو مین آسانی ہوگی۔"

مینینہ ''تمھاری رائے بہت ٹھیک ہے۔ اب زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہین ہے۔ تم اور سلوریا قوقوسہ مین چلی جاؤ جہان مسلمانون کا لشکر ہے۔ اور دس بارہ دِن مین اپنا کام کر کے واپس آجاؤ۔ (ہیلینا سے) مگر تم کس طرح جاؤ گی؟"

ہیلینا ''ہم مردانہ بھیس کر کے اور سپاہی بن کے جائین گے۔ اپنی اصلی صورت مین جانا ٹھیک نہین ہے۔"

مینینہ ''تو آج ہی دونون اپنے کپڑے وپڑے درست کر لو۔ کل مین یہان سے دو ہزار سپاہی جو آج ہی بُردی غالہ سے آئے ہین اور اُن مین بہت سے نوعمر بے ڈاڑھی مونچھ کے لڑکے ہین قوقوسہ بھیجون گی اُنھین مین مل کے تم بھی چلی جانا۔"

یہ تجویز قرار پا گئی اور دوسرے دن صبح کو یہ دونون جوان ہمت پری وش لڑکیان مردانہ لباس جنگ پہن کے اور خوبصورت اور مضبوط گھوڑون پر سوار ہو کے سوتیوم سے روانہ ہوگئین۔

اُنھین گئے ہوئے تین ہی دن ہوئے تھے کہ یکایک خبر آئی مسلمانون کا دوسرا زبردست لشکر سوتیوم کے پاس آپہونچا ہے۔ قرب و جوار کے پناہ گزین دہقانی بھاگ کے شہر مین آئے اور عربون کے طرح طرح کے ظلم

بیان کرنے لگے۔ یہ خبر سُن کے شاہزادی کے حواس جاتے رہے۔ اُس کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ مسلمانون کا اندلسی لشکر قوقوسہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اِدھر کا رخ کر سکے گا۔ اسی اطمینان کی وجہ سے اُس نے یہان بالکل لشکر نہین جمع کیا تھا۔ یودیز نے بُروی غالہ سے جس قدر فوج بھیجی سب کو وہ برابر قوقوسہ کی طرف روانہ کرتی رہی۔ عربون کے ناگہان آپہونچنے کی خبر سُن کے گھبرا اُٹھی کہ اب کیا ہوگا؟ فوراً عجلت کے ساتھ ایک طرف باپ کو لکھا کہ "جس قدر فوج فراہم ہو سکے فوراً بھیجیے۔ اگر دو دِن کے اندر لشکر نہ آگیا تو سوتیوم پر عربون کا قبضہ ہو جائے گا۔ یہان اتنا لشکر بھی نہین ہے کہ قلعہ کو ایک ہفتہ بھی دشمنون سے بچا سکے۔" اسی مضمون کا حکم اپنے سپہ سالار قوقوسہ رودِلِن کو لکھا کہ "چونکہ عرب دوسری طرف سے آکے سوتیوم کے قریب پہونچ گئے ہین اس لیے وہان سے تھوڑی فوج فوراً یہان بھیج دی جائے تا کہ شہر دشمنون سے بچایا جائے۔ مگر قبل اس کے کہ کافی مقدار مین فوج پہونچ سکے عثمان ابن ابی نسعہ نے بڑھ کے سوتیوم کا محاصرہ کر لیا۔

نوان باب

حُسن کی کرشمہ سازیان

دونون مہ جبین و گلعذار لڑکیان ہیلینا اور سلوریا مردانہ بھیس کیے بانکے ترچھے سپاہیون کی سی دھج بنائے اور بھاری زیور کے عوض براق اور چمکنے والے بھاری خود و زرہ پہنے اکوئی طانی کے اُس نئے لشکر کے ساتھ جس مین زیادہ تر کمسن اور نوخیز نوجوان ہین اپنے گھوڑون پر سوار شہر قوقوسہ کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہین۔ قوقوصہ کے پانچ میل اِس طرف ایک چھوٹے سے گاؤن کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ اور دوسرے دن علی الصباح کوچ کر کے سب لوگ قوقوسہ مین پہونچنے والے تھے آخر ماہ ہلال کی اندھیری رات تھی۔ شب کے تاریک آسمان پر

تارے خوب کھلے ہوئے تھے۔ جن کو اگلے ہیأت دانون نے مختلف وحشی درندون چوپایون اور چڑیون سے تعبیر کر کر کے آسمان کو شکارگاہ کی قندیل بنا دیا ہے۔ دونون لڑکیان اپنے مختصر خیمے کے اندر جو سرولیطوس کی سفارش اور سالار فوج کی مہربانی سے مل گیا تھا اپنے سفر اور مقاصد سفر پر غور کر رہی تھین۔ ہر وقت مردون مین گھرے رہنے کی وجہ سے اُنھین اندرونی لباس کی درستی اور بالون مین کنگھی کرنے تک کا موقع نہ ملتا تھا۔ اس وقت تنہائی اور تاریکی مین موقع پا کے اُنھون نے سرون سے خود اور نازک پنڈون سے زرہین اُتارین اور سنہری زلفون مین کنگھی کر رہی تھین کہ ہیلینا نے چپکے سے کہا "سلوریا کہان بیٹھی ہو؟ اندھیرے مین تمھاری صورت ہی نہین دکھائی دیتی۔ ذرا پاس آ کے کنگھی کرو تو ہم کچھ مشورہ کرین۔"

سلوریا۔ (پاس کھسک کے) "مین تمھین مشورہ کیا دون گی؟ تمھارے نزدیک جو مناسب ہو کرو۔"

ہیلینا "مین کہتی ہون ہمین قوقصہ مین جانے کی کیا ضرورت ہے؟ سنتی ہون اس گاؤن سے سیدھا راستہ دریاے اُنور کو گیا ہے جہان ہمارا لشکر عربون کو روکے ہوئے ہے۔ ہم یہین سے اِن لوگون کو چھوڑ کے بائین طرف دبتے ہوئے چلین۔ دریا سے پار ہو کے کسی قریب کے گاؤن مین ٹھہرین۔ اور عربون کے لشکر مین جانے کی کوشش کرین۔"

سلوریا "لیکن اِن لوگون سے الگ ہو کے بھی ہم سپاہیون ہی کی وضع مین رہین؟"

ہیلینا "ہرگز نہین۔ سپاہی کی تو صورت دیکھتے ہی عرب بھڑکین گے۔ اور ایسے ہی فوجی آدمی بے زرہے تو کیا عجب کہ ہمین دُور ہی سے اپنے تیرون کا نشانہ بنائین۔ اب ہم عابد و زاہد ننین[عہ] بن جائین گے۔ اور تم لباس کی فکر نہ کرو۔ مین ننون کے دو جوڑ سفید براق کپڑے اور اُن کی وضع کی صلیبین اپنے ساتھ لیتی آئی ہون۔"

عہ ننن راہبہ عورتین جو زندگی بھر کنواری رہتی اور صرف دینی خدمت کرتی رہتی ہین اُن دنون ننون کا زور تھا۔ اُن کی وضع اور اُن کا لباس بھی عام عورتون سے جدا تھا۔

سلوریا" تو پھر کس بات کی فکر ہے؟ ہم اب دہی ننون کے کپڑے پہن لین۔ اور سب ساتھیون سے الگ ہو کے بجاے داہنی طرف جانے کے سیدھے اُتر کی طرف چل کھڑے ہون"

ہیلینا" یہی ارادہ ہے۔ پچھلی رات کو جب ماہتاب نکل آئے گا۔ چاندنی پھیلی ہو گی۔ اور سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہون گے اُس وقت ہم دونون چپکے چپکے اس خیمے سے نکل کے چل کھڑے ہون گے۔ اور تھوڑی دُور جا کے بھیس بدل لین گے"

سلوریا" تو یہین سے بھیس بدل کے کیون نہ چلین؟"

ہیلینا" نہین۔ اِس مین اندیشہ ہے"

سلوریا" اور اس خود وزرہ کو کیا کرین گے؟"

ہیلینا" ان کی فکر کی ضرورت نہین۔ خیمے سے تھوڑی دُور جا کے کسی سنسان گھاٹی مین ننون کے کپڑے پہنین گے۔ اور اِن فولادی کپڑون کو کسی کھوہ مین ڈال دین گے"

الغرض یہ سب باتین طے ہو گئین۔ اور دونون گل اندام نہ جبینین پچھلے کو اپنے خیمون سے نکلین چپکے چپکے پڑاؤ کے باہر گئین۔ اور صبح سے پہلے ہی کوہستان کے اندر ایک خاموش گھاٹی مین پہونچ کے خود وزرہ اُتار کے ایک کھوہ مین ڈال دیے۔ اور بمصداق "ہر لحظہ بہ شکل دگر آن یار بر آمد۔ دل بُرد و نہان شد" سپاہی سے نازک اندام ننین بن کے روانہ ہوئین۔ چاندنی کی بہار دیکھتی ہوئی چلی جاتی تھین کہ صبح ہو گئی۔ اور وہ ایک دیہاتی گرجے مین جا کے مصروف عبادت ہو گئین۔

ناگہان کیا دیکھتی ہین کہ یُودیز کی فوج کے شکست خوردہ سپاہی بدحواس بھاگے چلے آتے ہین۔ اور مارے خوف کے اس قدر آپے سے باہر ہین کہ کسی کو ہزار روکو نہین رُکتا۔ لاکھ حالات پوچھو نہین بتاتا۔ گرجے کی بلند کھڑکی کے پاس کھڑی وہ یہ ہولناک تماشا دیکھ رہی تھین کہ ایک بھاگنے والے سپاہی نے گرجے کے دروازے پر پہونچ کے سلاح اور

فوجی کپڑے اُتار کے پھینک دیے اور اندر داخل ہوتے ہی صلیب کے سامنے سجدے مین گر کے گڑگڑا گڑگڑا کے زندگی کی دعا مانگنے لگا۔ ہیلینا اُس کے قریب گئی۔ اور پوچھا "آخر کیا ہوا جو تم اسقدر مضطرب و بد حواس ہو؟"

سپاہی "ہم دریاے اتور کے کنارے دشمنون کو دس بارہ روز سے روکے ہوئے تھے اور کسی طرح اِس پار اُترنے نہ دیتے تھے۔ آج رات کو اُن کے بہت سے آدمی لڑ بھڑ کے اِس پار اُتر آئے۔ اور اِدھر کا کنارہ اپنے قبضے مین کر لیا۔ پھر اُن کے سارے لشکر نے اُتر کے سخت حملہ کیا اور ہمارے سپاہیون کے قدم اُکھڑ گئے۔ مجبوراً ہم سب بھاگے۔ اور عربون نے ہمارا تعاقب کیا۔ جو دم بھر مین یہان پہونچا ہی چاہتے ہین۔ (خوشامد کر کے اور عاجزی سے ہاتھ جوڑ کے) مقدس مان! آپ اُن سے اتنا کہہ دین کہ مین گرجے ہی کے لوگون مین ہون"

ہیلینا "خدا کرے کہ نہ وہ اس بات کو پوچھین اور نہ مجھے جواب دینے کی ضرورت پیش آئے"

یہ کہہ کے وہ سلوریا کے پاس آئی اور کہا "افسوس ہمارے لشکر کو شکست ہو گئی۔ اور غالباً عرب آج ہی قوقسہ کا محاصرہ کر لین گے۔ تو اب ہمین آگے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ عرب لوگ گرجے مین آئین تو اُن سے تم ہی گفتگو کرنا۔ شاید کوئی شناسا نکل آئے اور میری آواز پہچان لے"

سلوریا "مگر یہ بتا دو کہ مین کیا باتین کرون؟"

ہیلینا "اُن سے دریافت کرنا کہ آپ کے سردار کہان ہین؟ تاکہ ہم تارک الدنیا ننین اُن کی خدمت مین حاضر ہو کے اپنی اطاعت اور فرمان برداری ظاہر کرین"

سلوریا "میری زبان وہ سمجھ بھی لین گے؟"

ہیلینا "عرب تو نہین سمجھے مگر اکثر اندلس والے سپاہی ہماری زبان جانتے ہین"

یہی باتین ہو رہی تھین کہ تعاقب کرنے والے سواران عرب نمودار ہوئے۔ خون آلود نیزے اُن کے ہاتھون مین تھے۔ اور بہت سے شکست یافتہ

کو جو اُن کے آگے آگے گرتے پڑتے آرہے تھے اپنے خون آشام نیزے دن سے کوچتے اور مارتے جاتے تھے۔ اس خوفناک منظر کو ان نازک دل لڑکیون نے دُور سے دیکھا تو ڈر کے بھاگین۔ گرجے کے ایک حُجرے مین چھپ کے بیٹھ رہین اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ فتحمند مجاہد جب گرجے کے قریب آئے تو وہ اُندلسی سوار گھوڑون سے اُتر کے گرجے کے اندر آئے اور ایک نے اُس شخص کی طرف رخ کیا جس نے یہان پناہ لی تھی۔ وہ شخص بدحواسی کے ساتھ اُن کے قدمون پر گر پڑا۔ اور رو رو کے کہنے لگا "مین سپاہی نہین گرجے کا آدمی ہون؟"

سوار "مگر تمھاری وضع تو گرجے والون کی سی نہین ہے۔"

مفرور "حضور یہان کی ننون سے دریافت کر لین جو اُس حجرے کے اندر مین"

یہ الفاظ سنتے ہی سلوریا نے ڈر کے دروازہ کھول دیا۔ اور جیسے ہی وہ سوار قریب آیا کہا "ہم سیّاح اور دورہ کرنے والی ننین ہین۔ اور آج ہی رات کو اس گرجے مین آکے ٹھہرے ہین۔ ہم اس شخص کی نسبت نہین کہہ سکتے کہ کون ہے۔"

سوار۔ (اُس مفرور کی طرف گھور کے اور اُسے نیزے سے دھمکا کے) "تو بے شک لڑائی کا بھاگا ہوا سپاہی ہے۔ اور گرجے کے باہر غالباً تیرے ہی کپڑے پڑے ہوئے ہین۔ اس نامردی کے فریب کی وجہ سے تو سب سے زیادہ واجب القتل ہے۔ مگر جا۔ اِن خوبصورت اور نیک ننون کی سچائی کے طفیل مین ہم تیری جان بخشی کرتے ہین۔" اس کے بعد وہ دونون بڑھ کے اِن دہشت زدہ لڑکیون کے قریب آئے۔ اور کہا "تمھاری خوبصورتی اور سچائی کی وجہ سے تمھارے گرجے کو پناہ دی جاتی ہے۔ لیکن ہم مشورہ دیتے ہین کہ اِس تکلیف کی زندگی کو چھوڑ کے ہمارے ساتھ چلو۔ اور دنیا کی لذتون اور خدا کی نعمتون سے لطف اُٹھاؤ۔"

سلوریا "ہم نے محترم مان مریم سے جو عہد کیا ہے اُسے نہین توڑ سکتے۔"

سوار "تم کو اختیار ہے۔ ہم جبر نہین کر سکتے۔ مگر اپنے حسن و جمال کو

جس بے رحمی سے تم غارت کر رہی ہو اس پر ترس آتا ہے - اور ایسے اعلیٰ حسن کی بے قدری نہیں دیکھی جاتی"

سلوریا" ہم اسی لیے پیدا ہوئے ہیں"

سوار" اچھا میں چاہتا ہوں کہ تمھاری خوبصورتی اور سچائی کی وجہ سے تمھارے ساتھ کچھ سلوک کروں - میں تمھیں امان کی یہ سند دیتا ہوں جسے دیکھ کے ہر مسلمان تم سے ہمدردی کرے گا" یہ کہہ کے ایک سوار نے ایک مہری کاغذ جیب سے نکال کے سلوریا کے ہاتھ میں دیا اور واپس جانے لگا -

سلوریا" مگر حضرت اتنا بتا دیجیے کہ آپ کے سردار کا کیا نام ہے؟ اور وہ کہاں ہیں؟"

سوار" تمھیں اُن سے کیا کام؟"

سلوریا" ہم چاہتے ہیں کہ اُن کی خدمت میں حاضر ہو کے اپنی اطاعت و فرمان برداری کا اقرار کریں اور اِس بات کی اجازت حاصل کریں کہ یہاں کے جس شہر یا گاؤں میں جا تیں ہمیں مسیحی لوگوں کی تعلیم و ہدایت کی آزادی حاصل رہے"

سوار" ہمارے سردار مجاہد بن علقمہ ہیں جو اب تمھیں توقصہ میں ملیں گے"

سلوریا - (تعجب سے) "میں نے تو سنا تھا کہ اس جنگ کے بہادر فاتح عثمان ہیں؟"

سوار" عثمان ابن ابی نیسعہ؟"

سلوریا" جی ہاں وہی"

سوار" وہ ہمارے سب سے بڑے سردار اور قائد ہیں - مگر وہ یہاں نہیں آئے - بلکہ اپنا زبردست لشکر لے کے براہ راست سوتیوم پر گئے ہیں - اور غالباً وہاں پہونچ چکے ہوں گے"

یہ کہہ کے وہ سوار چلے گئے - اور اُن کے جانے کے بعد جب اِن خوف زدہ لڑکیوں کی جان میں جان آئی تو حجرے کا دروازہ پھر بند کر لیا - اور

ایک دوسرے کی طرف حسرت ویاس سے دیکھنے لگین - چند لمحون کے بعد ہیلینیا نے کہا "بڑا غضب ہوا - عرب لشکر سوتیوم پر جا پہونچا - اور وہان مقابلے کے لیے بالکل فوج نہین ہے - جتنی فوج آئی شاہزادی نے قوقصہ مین بھیج دی - اور اپنا خیال نہ کیا "

سلوریا "انھین کیا معلوم تھا کہ عرب لوگ قوقصہ سے پہلے وہان آجائین گے؟ معلوم نہین وہان کیا گزری؟ اچانک عربون کا پہونچ جانا قیامت ہو گیا ہوگا - خدا جانے ہماری شاہزادی کس حال مین ہین؟"

ہیلینا "اب یہ وہین چل کے معلوم ہوگا - بس اب جس قدر جلد ہو سکے ہمین وہین پہونچنا چاہیے - یہان کے سردار سے ملنا بھی بیکار ہے - خیر اگر عربون نے کہین راستہ مین روکا تو ہمین یہ سند اچھی مل گئی - وقت پر کام دے جائیگی"

سلوریا "مگر چلوگی کیسے؟ راستے مین تو یہ غدر مچا ہوا ہے "

ہیلینا "ہم راستہ چھوڑ کے کنارے کنارے چپکے چپکے چلین گے - اور بن پڑا تو آگے بڑھ کے سواری کا کچھ بندوبست کر لین گے - اب دیر لگانے کا وقت نہین ہے - چاہے کیسی ہی آفت کا سامنا ہو - ہمین شاہزادی کی عنایت اور محبت کا حق ادا کرنا ہے - چلو اُٹھو "

دونون لڑکیان اپنا عصمت شعاری کا صوفیانہ لباس خوب درست کر کے گرجے سے نکلین - سڑک پر لوٹ مار اور قتل وغارت ہوتے دیکھ کے راستہ سے ہٹ گئین اور تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی مشرق کی طرف روانہ ہوئین - اس فتنہ و فساد اور بے امنی و بدنظمی کے زمانے مین سواری کا کیا انتظام ہو سکتا تھا؟ نازک پاؤن مین چھالے پڑ گئے - چہرے سفر کی مشقت اور خون کی حرکت سے ارغوانی ہو گئے مگر شاہزادی کی محبت ہمت نہ ہارنے دیتی تھی - برابر قدم اُٹھائے چلی ہی گئین - اور پچیس میل مسافت طے کر کے ایک گرجے مین دم لیا - جس کے پاس ایک چھوٹی سی خانقاہ تھی - اور اُس مین تنون نے رہ نوردون کی آسائش کا کچھ معمولی سا سامان فراہم کر رکھا تھا - وہان ٹھہر کے دونون نے نماز ادا کی - کچھ کھایا پیا - اور ایک حجرے مین پڑ کے سو رہین -

پچھلی رات کو جب چاندنی نے کھیت کیا تو اُٹھ کے پھر چل کھڑی ہوئین اور دوپہر ہوتے ہوتے بیس میل راستہ طے کرکے سوتیوم کے قریب پہونچین تو سنا کہ شہر کو مسلمانون کا لشکر گھیرے ہوئے ہے۔ اور اندر پرندہ پر نہین مار سکتا۔ اس خبر نے اُنھین مایوس کردیا۔ سنتے ہی بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا "افسوس ہماری ساری محنت بیکار گئی"

دسوان باب

میان عاشق و معشوق در منزلیست

اب یہ دونون جوان ہمت لڑکیان حیران تھین کہ کیا کرین۔ بڑی غالہ سے جاکے شاہزادی کے لیے کمک لے آئین؟ یا گاؤن گاؤن چکر لگاکے لوگون کو ملک و ملت کی حمایت کے لیے اُبھارین؟ کیا تدبیر کرین کہ شاہزادی مینہ کے پاس کافی لشکر پہونچ جائے۔ یا باہر سے عربون پر ایسا دباؤ پڑے کہ محاصرہ چھوڑ کے چلے جائین۔ آخر بہت کچھ غور کرنے کے بعد ہیلینا نے دل مین کہا "ہمین وہی کام کرنا چاہیے جس کے لیے ہم آئے ہین" سلوریا کو بھی اُس نے اپنا ہم خیال بنایا اور دونون ایک گاؤن مین جو سوتیوم سے کوئی تین میل اُدھر تھا جاکے گرجے کی خانقاہ مین ٹھہر گئین۔ وہان لوگون سے شہر کے حالات پوچھے۔ ایک بوڑھی نن سے معلوم ہوا "کہ کل ہی عربون نے محاصرہ کیا ہے۔ شہر مین بالکل فوج نہ تھی۔ اُندلس والون کا لشکر اچانک آگیا۔ مگر شاہزادی کو دو روز پہلے خبر ہوگئی تھی۔ اُنھون نے بہت ہی پھرتی اور ہوشیاری کے ساتھ آدمی دوڑاکے تھوڑی فوج بُرڈی غالہ سے طلب کی اور کچھ قوقصہ سے واپس منگوائی۔ مگر تھوڑا ہی لشکر جمع کرنے پائی تھین کہ عرب آپہونچے۔ اور اُنھون نے قلعہ کے پھاٹک بند کرکے مقابلہ شروع کردیا۔"

ہیلینا۔ "تو شاہزادی مینہ قلعہ مین موجود ہین؟"

نن۔ "بہادر اور جانبازی کرنے والی شاہزادیان کبھی بھاگتی ہین؟ مگر دوشیزہ مان ہی کو خبر ہوگی کہ قوقصہ مین ہماری فوج کا کیا حال ہے؟"

ہیلینا - (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "کل مسلمانون نے دریاے الور سے اُتر کے تو قوصہ والون کو سخت شکست دی - اور آج بڑھ کے تو قوصہ کا محاصرہ کر لیا ہوگا؟ آہ! مین نے اُنھین عیسائیون کا پیچھا کرتے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے - کیا کہون کیسی بے رحمی سے اُنھین قتل کر رہے تھے"!

نن - "تو وہ قلعہ بھی گھر گیا! مقدس مان! تمھاری کیا مرضی ہے؟ اس مسیحی سلطنت کو کیا نہ باقی رکھوگی؟ اپنے سپاہیون کی مدد کرو - دیکھو تمھارے پاک نام پر کس بے جگری سے اپنی جانین قربان کر رہے ہین"!

اب اُس نن کی عنایت سے اِن دونون لڑکیون کو جو ننون کی متبرک صورتین بنائے ہوئے تھین ٹھہرنے کو ایک محفوظ حجرہ مل گیا - اُس مین تنہائی کا موقع پاتے ہی ہیلینا نے کہا "اب ہمین اپنا کام شروع کر دینا چاہیے - کسی طرح یہ معلوم ہوتا کہ مسلمانون کے سردار عثمان کے ساتھ اُس کی لونڈیان بھی آئی ہین یا نہین؟ سلوریا - بھلا تم سے یہ ہو سکے گا کہ دل مضبوط کر کے عربون کے لشکر مین چلی جاؤ؟ جو سند خوش نصیبی سے مل گئی ہے اُس کے ذریعہ سے اُن کے سردار تک پہونچو؟ اُس کو اپنی آنکھون سے دیکھ لو؟ اور اُسے الور کی فتح کی خوش خبری سُنا کے خوش کرو؟ پھر اطاعت و فرمان برداری کا اقرار کر کے اُس سے بھی ایک سند حاصل کر لو؟ اور اسی درمیان مین اپنے طور پر پتہ لگا لو کہ اُس کے حرم کی عورتین بھی محاصرے مین ساتھ ہین یا نہین؟"

سلوریا "یہ تو بڑے دل والے کا کام ہے - تم ساتھ ہوتین تو مین جُرأت کر بھی جاتی مگر اکیلے کیسے جایا جائے گا؟"

ہیلینا - "اب یہ ڈرنے کا وقت نہین ہے - اپنی شاہزادی کے لیے ہمین جان بھی دینے مین تامل نہ کرنا چاہیے - مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ نہ ڈرو اور بے جھجک چلی جاؤ"!

سلوریا - "اب تم نے شاہزادی کا نام لیا ہے تو چاہے جو ہو مین جاؤن گی"!

ہیلینا - "بس مسیح کا مبارک نام لے کے اور اپنے آپ کو مقدس کنواری مان کی امان مین دے کے اُٹھ کھڑی ہو - دیکھو خدا کیا کرتا ہے"!

سلوریا بے عذر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے پاکدامنی کے کپڑے خوب درست کیے۔ جان پر کھیل کے خانقاہ سے نکلی اور عزبون کے لشکر کا رخ کیا۔ اُس کے جانے کے بعد ہیلینا نے تنہا بیٹھ کے ریحانہ کے نام ایک خط کا مسودہ لکھنا شروع کیا۔ بہت سے کاٹ کوٹ اور ردّوبدل کے بعد جو عبارت قائم رہی یہ تھی۔

"بہن ریحانہ! مین دل مین یہ امید لے کے تمھارے پاس سے بھاگی تھی کہ اپنے عزیزون سے ملون گی اور دوستون کو دیکھون گی۔ مگر آہ یہان آئی تو کوئی نہ ملا۔ نہ گھر تھا۔ نہ بار تھا۔ نہ کوئی عزیز قریب تھا۔ نہ کوئی جان پہچان تھا۔ اب پچھتاتی ہون کہ افسوس۔ اپنے آقا عثمان کی محبت کی قدر نہ کی اور دونون طرف سے گئی گزری ہوئی۔ خیر یہی غنیمت ہے کہ قسمت نے شاہزادی مینہ کی خدمت مین پہونچا دیا جو میرے حال پر ویسی ہی مہربان ہین جیسے کہ میرے آقا عثمان تھے؟ بہن! کیا تم میرے مالک عثمان سے میرا قصور معاف کرا دو گی؟ اگر وہ مجھے جان کی امان اور اجازت دین گے تو مین اُن کے پاس اپنی شاہزادی کا پیام لے کے آؤن گی؟ تمھاری وفادار خادمہ ہیلینا"

خط تیار ہو گیا۔ اور وہ حجرے کا دروازہ بند کیے منتظر بیٹھی ہے کہ سلوریا واپس آئے اور یہ پتہ لگے کہ عثمان ابن ابی لسیعہ کے حرم بھی اُس کے ہمراہ ہین تو یہ خط دے کے اُسے دوبارہ بھیجے۔ سارا دن اسی انتظار مین گزر گیا۔ اور رات کا بھی ایک پہر گزر گیا مگر سلوریا کا پتہ نہین۔ اب اُسے تردد پیدا ہونے لگا ہے کہ سلوریا پر کیا افتاد پڑی جو اب تک نہین آئی؟ کہین پکڑ تو نہین لی گئی؟ زمانہ ہمارے خلاف ہے۔ اِن دنون جو ہو جائے تعجب نہ جانو۔ اسی پریشانی اور اُلجھن مین تھی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُٹھ کے دروازہ کھولا۔ اور سلوریا کی صورت دیکھتے ہی دل مین اُس کی نسبت ایسے ایسے بُرے اور ہولناک اندیشے گزر چکے تھے کہ بے اختیار گلے سے لپٹ گئی۔ اور کہا "مسیح کا ہزار ہزار شکر کہ تمھین صحیح سلامت واپس لائے۔ جو جو رات گزرتی جاتی تھی میرے دل کی دھڑکن بڑھتی جاتی تھی۔ خیر اب بتاؤ کہ کیا ہوا؟ کیا دیکھا؟

اور عثمان کی حرمون کا کچھ حال معلوم ہوا یا نہین ؟"

سلوریا "سب باتین معلوم ہو گئین - مین جس وقت یہان سے گئی ہون سہمی ہوئی تھی اور کلیجہ بلّیون اُچھل رہا تھا - مگر جب عربون کے لشکر مین داخل ہو گئی تو تسکین سی ہو گئی"

ہیلینا "یہی قاعدہ ہے - ہر جرأت کے کام مین سارے اندیشے اور خوف اُسی وقت تک رہتے ہین جب تک اُسے کرنا نہ شروع کر دو - لیکن جہان انسان نے شروع کر دیا پھر روح القدس دل مضبوط ہی کر دیتا ہے اور جو جو آگے بڑھتی جاؤ ہمت بڑھتی جاتی ہے"

سلوریا "مین جیسے ہی عربون کے لشکر مین گئی کئی اندلسی سپاہیون نے آ کے مجھے پکڑ لیا - مین نے اُنھین وہ سند دکھائی - دیکھتے ہی وہ لوگ مجھ پر مہربان ہو گئے اور پوچھا کیا چاہتی ہو - مین نے کہا امیر لشکر عثمان کی خدمت مین باریاب ہونا چاہتی ہون - میری درخواست اُنھون نے منظور کی - اور اپنے سردار کے خیمے کی طرف لے چلے - راہ مین مین نے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ امیر کی حرمین بھی اُن کے ہمراہ ہین یا تنہا آئے ہین ؟ معلوم ہوا کہ بہت سی حرمین ہمراہ ہین - اور امیر کے خیمے کے پاس ہی حرمون کے خیمے ہین - پھر جب مین امیر عسکر کے خیمے کے پاس پہونچی تو اطلاع ہوتے ہی اندر بُلا لی گئی - تم سچ کہتی تھین عثمان بڑا خوبصورت اور بہت ہی شاندار سردار ہے - میری صورت دیکھتے ہی وہ میری نازک بدنی - میرے چھوٹے سے قد - اور میری خوبصورتی کو دیکھ کے متحیر ہو گیا - اور غور سے میری طرف دیکھ کے پوچھا تم نن ہو ؟ اتنی کمسنی مین دنیا چھوڑ دی ؟ مین نے کہا بچپن سے مین نے تعلیم ہی دینی خدمت کی پائی ہے - اُس نے کہا یہ سند تم کو کہان ملی ؟ اور کس نے دی ہے ؟ مین نے کہا مجھے نام تو نہین معلوم لیکن کل صبح کو مین قوقصہ اور دریاے اُتور کے درمیان ایک گرجے مین تھی کہ یکایک دیکھا فرانسیسی لشکر کے سپاہی بدحواس بھاگتے ہوئے آ رہے ہین - اور اُن کے پیچھے عرب سوار ہین جو اُنھین قتل کر رہے ہین - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مسلمان

اتر رہے اُتر آئے - اور مسیحی لشکر کو شکست ہوئی"۔ اتنے مین دو مسلمان سوار گھوڑون سے اُتر کے گرجے کے اندر آئے - مجھے یہ سند عطا کی - اور چلے گئے۔ مین اُن کے جاتے ہی گرجے سے نکل کے دوڑتی ہوئی یہان آئی کہ حضور کو اس فتح کی خوش خبری سناؤن - اور فتح کی مبارکباد دون"۔ میری یہ باتین سُن کے وہ بہت خوش ہوا - اور اتنی جلد آکے خبر سُنانے اور مبارکباد دینے کا شکر گزار ہوا - اور بولا ہمارے یہان مسیحی راہبون اور ننون کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کی جاتی ہے - اور یقین رکھو کہ تم کہین ہو مسلمان تمھارے ساتھ ہمیشہ اچھا ہی سلوک کرین گے - مین نے کہا ہم لوگ دورہ کرتے رہتے ہین - اور کہین گھر نہین بناتے - ہمارا کام یہ ہے کہ گاؤن گاؤن پھر کے لوگون کی ہدایت کرین اور اُنھین دین کی باتین سکھائین اس لیے امیدوار ہون کہ مجھے حضور بھی ایک سند عطا کرین تاکہ کسی جگہ کوئی مسلمان حاکم میری روک ٹوک نہ کرے - اُس نے کہا تمھارے پاس جو سند ہے بخوبی کافی ہے - لیکن تمھارے کہنے سے مین بھی تمھین آزادی کی سند دیے دیتا ہون - یہ کہتے ہی اُس نے قلم دوات منگوا کے اپنے ہاتھ سے مجھے سند لکھ دی اور اُس پر اپنی مہر کر دی - (جیب سے نکال کے) لو دیکھو یہ موجود ہے"۔

ہیلینا "تو تھین اتنی دیر کہان لگی؟"

سلوریا "اتنی دُور گئی - مسلمان سپہ سالار سے ملی - باتین کین - اور واپس آئی - اس مین دیر نہ ہوتی؟ مین کہین بیٹھ تھوڑا ہی رہی"۔

ہیلینا "مگر کل تمھین پھر جانا پڑے گا"۔

سلوریا "کیون؟"

ہیلینا - (خط دکھا کے) "تمھین یہ خط سردار عرب عثمان کی حریم مین پہونچانا اور اس کا جواب لانا ہے - تم تو جانتی ہو کہ اسی کام کے لیے ہم آئے ہین"۔

سلوریا "چلی جاؤن گی - وہ سارے دھڑکے تو پہلی بار جاتے وقت تھے - اب سارا ڈر نکل گیا - اور کہو تو دن بھر مین وہان کے دو چار پھیرے کر آؤن"۔ یہ کہہ کے سلوریا نے خط لے کے پڑھا جسے ہیلینا نے ایک

خشک جھلّی عقّی پر صاف کر رکھا تھا۔ اور مسکرا کے بولی "امیر فوج عثمان تم پر عاشق ہوئی ہین۔ ایسا نہ ہو تمھارا نام سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہون کہ جہان وہ ہون مجھے لے چلو تو مین کیا کرون گی؟"

ہیلینیا: "اول تو ایسا نہ ہوگا۔ اور اگر ہو تو تم یہ کہہ دینا کہ مین قلعہ کے اندر شہزادی منینہ کے پاس ہون۔ یہ خط تم خود امیر کے ہاتھ مین نہ دینا اس کے زنانے خیمے کے پاس جا کے اسکے غلام طلح کو بلوانا اور جب وہ آئے تو اُسے یہ خط دینا۔ اور کہنا کہ ریحانہ کے پاس پہونچا دے۔"

یہ باتین کر کے دونون لیٹ کے سو رہین۔ اور صبح ہوتے ہی سلوریا دہ خطرے کے عربی لشکرگاہ مین داخل ہوئی۔ اُس کی سندین دیکھ کے سپاہیون نے فوراً عثمان بن ابی لیسعہ کے خیمے کے پاس پہونچا دیا۔ زنانے خیمے کے دروازے پر کئی حبشی غلامون کو ننگی تلوارین کھینچے ٹہلتے دیکھ کے سلوریا آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی ہوئی اُن کے پاس گئی۔ اور ایک سے کہا "امیر عسکر کے غلام طلح کہان ہین؟" ایک فرانسیسی ز ن کو طلح کا نام پوچھتے دیکھ کے اُسے حیرت ہوئی۔ اور تھوڑے پس و پیش کے بعد اپنے ایک ساتھی کو بھیج کے طلح کو بلوایا۔ طلح بھی یہ سُن کے کہ ایک زن مجھے ڈھونڈھتی ہوئی آئی ہے تعجب کرتا ہوا عثمان ابن ابی لیسعہ کے مردانے خیمے سے نکلا۔ سلوریا کے چہرے کو غور سے دیکھا اور کہا "طلح مین ہی ہون۔ تمھین مجھ سے کیا کام ہے؟"

سلوریا: "مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ آپ کے آقا کی لونڈی ریحانہ یہان ساتھ آئی ہین یا نہین"

طلح۔ (نہایت ہی حیرت سے) "ہان وہ ساتھ آئی ہین۔ تمھین کیا اُن سے کوئی کام ہے؟"

سلوریا: "مجھے اسی قدر کام ہے کہ (جیب سے خط نکال کے) یہ خط اُن کے پاس پہونچا دو گے"

طلح: "ابھی پہونچائے دیتا ہون۔ مگر جواب بھی چاہتی ہو؟"

سلوریا: "جی ہان"

طلح: "تو ٹھیرو" یہ کہہ کے وہ حرم کے خیمے مین گیا اور سلوریا کے خیمے کے

ع؎ اُس وقت تک کاغذ چین کے ہوا کہین نہ تھا۔ مسلمان چاہے اُسے چین سے لائے ہون مگر مغربی دنیا کو اس زمانے کے ایک صدی بعد اُنھین نے بتا دیا۔

آس پاس ٹہلنے لگی - چند ہی منٹ ہوئے ہون گے کہ ریحانہ دوڑتی ہوئی باہر آئی اور سلوریا کے قریب آ کے کہا "تمھین یہ خط لائی ہو؟"

سلوریا "جی ہان مین ہی لائی ہون"

ریحانہ "اور ہیلینا جنھون نے یہ خط بھیجا ہے کہان ہین؟"

سلوریا - (ذرا تامل سے) "ہسوتوم کے قلعہ مین"

اس جواب پر کسی حد تک مطمئن ہو کے ریحانہ سلوریا کو حرم کے خیمے کے اندر لے گئی - اور ایک قالین پر بٹھا کے کہا "تم ذرا ٹھہرو مین ابھی آتی ہون" اور چلی گئی - اب حرم کی بہت سی عربی اور اندلسی عورتون نے آ کے سلوریا کو گھیر لیا جو اُس کی صورت - وضع - قطع - لباس - اور حرکات وسکنات ہر چیز کو اس طرح تعجب کی نگاہون سے دیکھتی تھین کہ تماشا بنا لیا تھا - اُن کے ہجوم سے سلوریا پریشان تھی کہ دو ایک بدباک عورتون نے جو فرانسیسی زبان مین دو ایک ٹوٹے پھوٹے لفظ بول لیتی تھین اُس کے لباس و وضع پر اعتراض کرتے کرتے مذہبی بحث چھیڑ دی - اور مسیحی عقائد پر حملے کرنے لگین - آخر مجبور ہو کے سلوریا نے کہا "بی بیو - مین مذہب کی بحث کرنے کو نہین آئی ہون - میرا دین بُرا بھلا جو کچھ ہے میرے دل کی تسلی کے لیے کافی ہے - اور مین اُس پر قائم ہون" لیکن معترض عورتین اور چھیڑنے پر آمادہ تھین کہ ریحانہ آ گئی اور کہا "چلیے آپ کو ہمارے آقا سیدی عثمان بن ابی نسعہ بلاتے ہین"

سلوریا "مین تم سے اس خط کا جواب لینے کو آئی تھی - مگر امیر کا حکم بجا لانا ضروری ہے - چلو" اور ریحانہ کے ساتھ اس خیمے سے نکل کے مردانے خیمے مین داخل ہوئی - اُس کی صورت دیکھتے ہی عثمان نے پہچان کے پوچھا "کل تمھین مجھ سے آزادی کی سند لے گئی تھین نہ؟"

سلوریا - (آداب سے سلام کر کے) "جی ہان مین ہی حاضر ہوئی تھی"

عثمان "تم کو یہ عورت ہیلینا کہان ملی؟"

سلوریا "حضور وہ قلعہ کے اندر ہین - مجھ سے اُن سے ملاقات نہین ہوئی

دو ہفتہ پہلے جب مین یہان بھی وہ ملی تھین۔ مگر کل میرے آنے کی خبر اُنھین ہوئی
تو رات کو ایک عورت کے ہاتھ یہ خط بھیجا اور زبانی کہلا بھیجا کہ مین
اِسے عربی لشکر مین حضور کی خادمہ ریحانہ کے پاس پہونچا دون۔"

عثمان: "وہ کون عورت تھی جو ہمارے محاصرے مین بچ کے نکل گئی؟
(طلیح سے) دیکھو تاکید کردو کہ ہوشیاری سے اور آنکھین کھول کے محاصرہ
کرین۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھا بچہ کوئی ہو بغیر میرے حکم کے نہ قلعہ سے
باہر نکلنے پائے۔ اور نہ باہر سے اندر جانے پائے" (سلوریا سے) "تو اب
ریحانہ کا جواب تم کیونکر پہونچاؤ گی؟"

سلوریا: "مین تو سمجھتی تھی کہ مذہبی لوگ راہب ہون یا تین آمدورفت
سے نہ روکے جائین گے۔"

عثمان: "نہین۔ اِس کی اجازت نہین ہو سکتی۔ میرا تجربہ ہے کہ تمھارے
مقتدا اس قابل نہین ہوتے کہ اُن کے اقرار پر بھروسہ کیا جائے۔ وہ
مخبری کرتے ہین۔ جس سے ہمین کسی حد تک دشواریان پیش آتی ہین۔"

سلوریا: "تو مجبوری ہے۔ مین اپنے گھر مین جاکے چپکے بیٹھ رہون گی۔"

عثمان۔ (سوچ کے) "مگر ضرورت ہے کہ اِس خط کا جواب ہیلینا کے پاس
پہونچ جائے۔"

سلوریا۔ (لاپروائی سے) "تو حضور خود ہی کسی ذریعہ سے پہونچا دین۔
مین تو جا نہین سکتی۔"

عثمان: "یہ ممکن ہے کہ تم کو جانے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن اقرار
کرو کہ اِس اجازت سے فائدہ اُٹھا کے تم دشمنون کی مخبری نہ کروگی۔"

سلوریا: "اس کا جس طرح حکم ہو مین وعدہ کرنے کو تیار ہون۔ ہم دو تین
ننین ہین جنھون نے عہد کر لیا ہے کہ سوا دینداری کی تعلیم کے اور کوئی کام
نہ کرین گے۔"

عثمان: "تمھاری وہ دو لڑن ساتھ والیان کہان ہین؟"

سلوریا: "میرے ساتھ ہی رہتی ہین۔ اور اگر حضور مجھے اجازت دیتے ہین تو

اُن دونوں کو بھی اندر جانے کی اجازت ہو۔ کیونکہ مین اکیلی کچھ نہین کرسکتی"
عثمان "خیر تمھاری ذمہ داری پر اُن کو بھی اجازت دے دی جائیگی
مگر اس شرط سے کہ اس ہیلینیا کو اپنے ساتھ یہان لے آؤ"۔
ریحانہ "ہان ضرور لے آؤ۔ میرا بھی اُن کے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے"
سلوریا "مگر جان بخشی ہو تو ایک بات عرض کرون؟"
عثمان "کہو۔ تمھین ہر بات کی اجازت ہے"
سلوریا "مین ہیلینیا کو سمجھا بجھا کے لے آئی اور آپ نے اپنی لونڈی سمجھ کے پکڑ لیا تو پھر مین اُسے کیا منھ دکھاؤن گی؟"
عثمان "نہین مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسے کسی بات پر مجبور نہ کرون گا۔ اول تو مجھے خود اُس کے دیکھنے کا شوق ہے دل کو اُس کے ساتھ لگاؤ ہو گیا تھا جس کی افسوس اُس نے قدر نہ کی۔ دوسرے اُس کے ذریعہ سے مین یہان کی شاہزادی سنینہ کی صورت دیکھنا چاہتا ہون۔ جن کی مین نے بڑی تعریف سُنی ہے۔ تم نے تو اُنھین دیکھا ہو گا؟"
سلوریا "اکثر دیکھا ہے۔ اُن کے حسن کی تعریف نہین ہو سکتی۔ اور فرنگستان مین اُن کی خوبصورتی کا شہرہ ہے"
عثمان "مین نے سُنا ہے کہ اُن کی صورت دیکھتے ہی انسان کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہین۔ کیا یہ سچ ہے؟"
سلوریا "جی ہان مشہور تو یہی ہے۔ مگر مین نے کبھی کسی کو بیہوش ہوتے نہین دیکھا"
عثمان "خیر تم اب ریحانہ کا خط لے جاؤ۔ اور تم کو مع تمھاری دونون رفیقون کے شہر اور قلعہ کے اندر آنے جانے کی عام اجازت ہے۔ مین تم کو اِس کی سند دیے دیتا ہون۔ اور فوج کے تمام سرداروں کو بھی اس کی اطلاع کر دی جائے گی"۔ اس کے بعد ریحانہ نے اُسے ہیلینیا کے خط کا جواب لکھ کے دیا۔ عثمان بن ابی نسیعہ نے قلعہ کی آمد و رفت کی مہری سند اُس کے حوالے کی۔ اور وہ ادب سے سلام کر کے واپس آنے کو بھی کر

عثمان نے کہا "دیکھو جلدی ہی آکے مجھ سے ملنا۔ مجھے انتظار رہے گا۔"
سلوریا:- "اب تو مین نے ایسا کام اپنے ذمہ لیا ہے کہ اکثر حاضر ہوا کرون گی"
یہ کہہ کے چلی آئی۔

گیارھوان باب

حملے کے لیے حسن کی تیاریان

شاہزادی منینہ سوتیوم کے عالیشان شاہی قصر مین ایک اُونچے برج کے اندر نقرہ چوکی پر بیٹھی ہے اور بیرون شہر کا مغربی میدان نظر کے سامنے ہے۔ شام ہونے کو دو گھنٹے باقی ہین۔ جب کہ آفتاب کی حدت کم ہو گئی ہے اور بخارات زمین کے گھٹنے سے مطلع خوب صاف ہو گیا ہے۔ عربون کے خیمے جو فصیل شہر سے ایک میل کی مسافت پر قائم ہین قطار در قطار کوسون تک پھیلے نظر آتے ہین جن کے سلسلے کو درختون نے جا بجا سے قطع کر دیا ہے۔ اور اُن کے سامنے اس کثرت سے سوار اور پیدل آتے جاتے دکھائی دیتے ہین کہ عربون کی فوجی سرگرمی کا بخوبی اندازہ کر لیا جا سکتا ہے۔ سیکڑون تیر انداز ترکش خالی کر کے خیمون مین واپس جاتے ہین۔ اور سیکڑون نئے تیر انداز خیمون سے نکل نکل کے باہر آتے اور شہر کی طرف بڑھتے ہین۔ فصیل شہر کے پاس عربون نے کئی زبردست منجنیقین قائم کر دی ہین۔ جن کو دو دو سو تین تین سو آدمی زور لگا کے کھینچتے اور کھینچ کے اس زور سے چھوڑتے ہین کہ پہاڑ کے پھٹ پڑنے کی سی آواز بلند ہوتی ہے۔ اور من من ڈیڑھ ڈیڑھ من کے پتھر آ کے فصیل پر اس زور سے پڑتے ہین کہ شہر کے در و دیوار ہل جاتے ہین۔

ایک مقام پر سامنے ہی عربون نے مینڈھے کے ایک بڑے زبردست اور مضبوط فولادی سر کو لکڑی کے ایک بڑے بھاری شہتیر کی نوک پر لگایا ہے۔ اس شہتیر کو تین تین چار چار سو آدمی اُٹھا کے زور سے دوڑتے ہین اور دیوار شہر سے لا کے اِس زور و شور سے ٹکرا دیتے ہین کہ اُس مین جا بجا رخنے

پڑ جاتے ہین۔ جو لوگ فصیل پر سے تیر اندازی و سنگباری کر رہے ہین اُن کے قدمون کو لغزش ہو جاتی ہے اور شہر والے سہم کے رہ جاتے ہین کہ دیوار منہدم نہ ہو جائے۔

منجنیقون اور فولادی مینڈھون کے چلاتے وقت عرب لوگ ایسا غل مچاتے اور اس طرح زور و شور سے تکبیرون کے نعرے بلند کرتے ہین کہ دشت و جبل گونج اُٹھتے ہین اور شہر والون خصوصاً اُن لوگون کے جو فصیل پر ہین کان اُڑے جاتے ہین۔ اور سارے شہر پر اس شور و ہنگامے کا رعب پڑ رہا ہے۔ اس حالت کو شاہزادی دیر تک دیکھتی رہی اور پھر قلعہ وار شہر سے جو داہنی طرف دست بستہ کھڑا تھا کہا "ہرولیطوس۔ تمھارے اندازے مین قلعہ کی دیوارین کتنے دنون تک اِن سخت حملون کو برداشت کر سکین گی؟ اِن یورشون اور حملون کو دیکھ کے مجھے تو ڈر معلوم ہوتا ہے کہ دو ہی تین دن مین دیوارون کا پتہ نہ لگے گا۔"

ہرولیطوس "حضور ہمارے قلعہ کی دیوارین نہایت مضبوط ہین۔ دو تین دن کیسے دو تین مہینے مین بھی عرب اِن کو نہ توڑ سکین گے۔ مگر ایک بات کا اندیشہ البتہ ہے۔"

مینیمنہ "وہ کیا؟"

ہرولیطوس "جن جن مقامون پر آج کل دیوار بنی ہے اور نئی مرمت ہوئی ہے وہان بے شک فصیل کمزور ہے۔ کہین عربون کو اُن مقامات کا حال معلوم ہو گیا یا اتفاق سے اُن جگہون پر گولہ باری کرنے لگے تو بڑی مشکل پڑ جائے گی۔ وہ مقامات اِن حملون کا مقابلہ نہین کر سکتے۔"

فلاویا "تو ایک کام کیجیے۔ اُن جگہون پر زیادہ فوج رکھیے تاکہ عرب لوگ اگر اُدھر کا رخ کرین تو اُن پر ایسی سختی سے پتھر اور تیر برسائے جائین کہ وہ تاب نہ لا سکین۔ اور ہٹ کے دوسری طرف چلے جائین۔"

ہرولیطوس "کسی حد تک مین نے اِس کا انتظام کیا ہے۔ مگر یہ بھی تو اندیشہ ہے کہ وہان ہماری زیادہ فوج دیکھ کے عرب جو ہم سے زیادہ

ہوشیار رہیں یہ نہ سمجھ جائیں کہ دیوار یہاں پر کمزور ہے؟"

منینہ ۔" افسوس! مجھے ایک ہفتہ بھی پہلے خبر ہو جاتی کہ عرب توقصہ سے پہلے یہاں آجائیں گے تو یہاں فوج کی اس قدر کمی نہ ہوتی؟"

ہمرولیطوس ۔" حضور کی ہوشیاری سے یہ بھی ہو گیا کہ ہمارا قلعہ محاصرے کی تاب لا سکا۔ عربوں کی خبر پاتے ہی حضور نے ایسی پھرتی کے ساتھ توقصہ اور بُردی غالہ سے فوجیں منگوا لیں کہ اور کسی سے ہرگز نہ ہو سکتا۔"

پلشیریا ۔" مگر یہ تھوڑی سی فوج کیا بنا لے گی؟ اور کب تک لڑے گی؟ عربوں کے مقابلے کے لیے کم سے کم پچاس ہزار لشکر تو ہوتا؟"

ہمرولیطوس ۔" شہر میں سب ملا کے آٹھ ہزار فوج ہے۔ تین ہزار سپاہی یہاں موجود تھے۔ اور شاہزادی کے لکھنے کے ساتھ ہی دو ہزار توقصہ سے اور تین ہزار بُردی غالہ سے آ گئے۔ لیکن مجھے اِن لوگوں پر بہت بھروسا ہے۔ بڑی بہادری اور جانبازی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ جس وقت یہ فصیل پر صف باندھ کے کھڑے ہوتے ہیں عربوں کے تیر انداز تیر دل کا مینھ برسا دیا کرتے ہیں مگر مجال کیا کہ یہ لوگ اپنی جگہ سے ہٹیں۔"

منینہ ۔ (خوش ہو کے) " میں کل صبح کو ساری فصیل پر گشت لگا کے اِن بہادروں کی کارگزاریاں دیکھوں گی۔ اُنھیں انعام دوں گی۔ اور تعریف کر کے اُن کا حوصلہ بڑھاؤں گی۔"

ہمرولیطوس ۔" حضور ہی کی مہربانی و شفقت دیکھ کے وہ جان توڑ توڑ کے لڑ رہے ہیں۔"

روملدا ۔" مگر شاہزادی۔ اس خالی شہر پناہ پر لڑنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ ہمارے بہادر شہر سے نکل کے حملے کرتے۔"

منینہ ۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) " اتنی فوج ہی نہیں ہے کہ ہم نکل کے مقابلہ کریں۔ اور اگر یہ پورے آٹھ ہزار بہادر مقابلے کو نکل بھی پڑیں تو شہر کی حفاظت کون کرے گا؟ ساری فصیل سپاہیوں سے خالی ہو جائے گی۔"

اور عرب جدھر سے چاہیں گے اُوپر چڑھ آئیں گے ۔"

فلاوِیا ۔" اب تو ضرورت ہے کہ عورتیں بھی قوم کی عزت اور دین کی حمایت مین اپنی جانین لڑائین ۔ اگر اجازت ہو تو مین شہر کی عورتون کا ایک لشکر جمع کرون ۔ وہ اگر میدان مین نکل کے مقابلہ نہ کرین تو اوُپر سے تیر اور پتھر ضرور برسا سکتی ہین ۔"

منینہ ۔" ہان اس سے شہر کے بچانے کا تھوڑا بہت انتظام تو ہو سکتا ہے مگر ایسے نازک موقع پر عورتون کی بہادری پر بھروسہ نہین کیا جا سکتا ۔ اباجان نے اِن چار پانچ روز مین بہت سا لشکر جمع کر لیا گیا ہوگا ۔ مگر وہ لوگ ہم تک پہونچ ہی نہ سکین گے ۔"

سہرولیطوس ۔" ہم باہر سے اس قدر بے تعلق ہو گئے ہین کہ کسی بات کی خبر نہین مل سکتی ۔ ورنہ جس وقت ہماری کمک کو نیا لشکر آتا اُدھر سے وہ بڑھتا اور اِدھر سے ہم نکل کے حملہ کر دیتے ۔ کیا عجب کہ اس تدبیر سے وہ لوگ شہر مین داخل ہو سکتے ۔"

پلسٹیریا ۔" خدا جانے تو قوصہ والون کا کیا حال ہے ؟"

منینہ ۔" افسوس سلوریا اور ہیلینا بھی ہاتھ سے نکل گئین ۔ عرب ایسے اچانک اور خلاف امید یہان آ گئے کہ سارا کھیل بگڑ گیا ۔ اور کوئی بات بنائے نہین بنتی ۔"

سہرولیطوس ۔" مگر حضور گھبرائین نہین ۔ ہمارے جتنے بہادر یہان موجود ہین اپنی جانین لڑا دین گے ۔ اور ہمین یقین ہے کہ ہمارے بادشاہ کسی نہ کسی طرح ہمین کمک ضرور پہونچائین گے ۔ یون نہ پہونچ سکی تو خود آئین گے مگر یہ ممکن نہین ہے کہ اپنی بیٹی کو مصیبت مین چھوڑ دین ۔"

منینہ ۔" خیر اب تم اسی وقت جا کے پوری فصیل اور تمام برجون کا ایک چکر لگا آؤ ۔ اور سب لوگون کو خبر کر دو کہ کل مین خود آ کے اُن کی کارگزاری و جان فشانی اپنی آنکھون سے دیکھون گی ۔"

سہرولیطوس ۔" بہت خوب ۔ مین ابھی جا کے اُن مین چکر لگاتا ہون ۔"

منیفہ :۔ مگر واپس آکے مجھے بتا بھی دینا کہ تم نے کیا دیکھا؟ اور کسی کو غافل تو نہیں پایا؟"

سرویطوس کے جانے کے بعد منیفہ کچھ دیر خاموش رہی پھر سر اُٹھا کے فلاویا کی طرف دیکھا اور کہا "سلوریا اور ہیلینیا خدا جانے کس حال مین ہین؟ تو قوصہ پہونچتے ہی جب اُنھین معلوم ہوا ہوگا کہ سو بیتوم کو عربون نے گھیر لیا تو اُن کا کیا حال ہوا ہوگا؟"

فلاویا :۔ حضور پاؤن کے نیچے سے زمین نکل گئی ہوگی:۔

منیفہ :۔ یہ بھی نہین معلوم کہ عربون کا بڑا سردار عثمان یہان آیا ہے یا کہین اور ہے؟"

پلشیریا :۔ کیونکر معلوم ہو؟ چارون طرف ناکے اس طرح بند ہین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا۔ کوئی جاسوس تک تو شہر سے نکل سکتا نہین:۔

اِن باتون مین شام ہو چکی تھی۔ اور اندھیرا چھا گیا تھا۔ آسمان پر تارے نکل آئے تھے۔ اتنے مین شاہزادی کی اردلی کے ایک سوار نے سامنے آکے ادب سے سلام کیا اور کہا "حضور دو نَنین آئی ہین جو شاہزادی کی خدمت مین آنا چاہتی ہین۔ اور کوئی بہت ضروری کام بتاتی ہین:۔

منیفہ :۔ "یہین کی نَنین ہین؟"

اردلی :۔ غلام نے یہ نہین پوچھا:۔

فلاویا :۔ یہان کی نہ ہون گی تو اور کہان کی ہون گی؟ بھلا باہر سے آج کل کوئی یہان آسکتا ہے؟"

منیفہ :۔ خیر کوئی ہون بُلا لاؤ۔ کوئی ضروری کام بتاتی ہین تو اُن سے مل لینا چاہیے۔ شاید ہمارے ہی فائدے کی کوئی بات بتائین۔ مگر ٹھہرو اندھیرا ہو گیا ہے۔ اور یہان ہوا مین چراغ نہین ٹھہر سکتا۔ مین اپنے خاص لوگون سے ملنے کے بڑے کمرے مین جاتی ہون۔ تم اُن کو وہین لے آؤ:۔

اردلی :۔ بہت خوب کہہ کے واپس گیا۔ اور شاہزادی اپنی

سہیلیون کے ساتھ زینے سے اُتر کے نیچے آئی - کمرے مین ابھی روشنی نہین ہوئی
تھی - اِس کے انتظار مین برآمدے مین کھڑی تھی کہ اردلی نے اُن ننون
کو لاکے سامنے کھڑا کر دیا - جو منینہ کو دیکھتے ہی اُسے ترقی و اقبال کی دعا دینے لگین
منینہ "آپ کس لیے آئی ہین؟ مگر آپ سے پہلے مین کہتی ہون کہ شہر کی
عورتون مین جوش اور دین و وطن کی غیرت پیدا کیجیے - اور اس بات پر
آمادہ کیجیے کہ کچھ تو مردون کا ہاتھ بٹائین - ہمارے مرد اُنھین کے لیے اپنی
جانین نثار کر رہے ہین"

ایک نن - (نہایت آہستہ سے اور دبی ہوئی آواز مین) "جو حکم ہو ہم
اُس کے بجا لانے کو حاضر ہین - حضور عورتون کی ایک فوج بنائین - خود
اُس کی سردار بنین - اور اُن کی جان نثاری کا امتحان کر لین"

منینہ "اچھا خیر - تم میرے پاس کس لیے آئی ہو؟ (یہ دیکھ کے کہ کمرے
مین چراغ روشن ہو گیا) آؤ - اندر چل کے بیٹھو"

دوسری نن "مگر ہمین ایسی راز کی بات کہنی ہے کہ کسی اور کے سامنے
نہین کہہ سکتے"

منینہ "میری یہ سہیلیان میرے سب رازون سے واقف ہین"

دوسری نن "ہون - مگر ہم تو تنہائی ہی مین کہین گے"

منینہ "تو پھر یہین کہہ لو - اُس کے بعد اندر چل کے بیٹھین گے" (سہیلیون
سے) "تم ذرا اندر چلی جاؤ - مین ابھی آئی" تینون سہیلیان اندر چلی گئین -
اور شاہزادی نے ایک قدم آگے بڑھا کے کہا "کہو کیا کہتی ہو؟"

دوسری نن "ہمین حضور کے پاس مسلمانون کے سردار عثمان بن
ابی نسعہ نے بھیجا ہے"

منینہ - (چونک کے) "تو تم باہر سے آئی ہو؟ مین سمجھی تھی کہ یہین کی نن ہو -
خیر تو عثمان کا کیا پیام لائی ہو؟"

دوسری نن - (بہت چپکے سے) "اُنھون نے حضور کے حسن و جمال کا شہرہ
سنا اور بے دیکھے عاشق ہو گئے - اور اس عشق کے ہاتھون ایسے بیتاب ہین کہ

کسی حال پر قرار نہین آتا۔"

منیفہ - (ہنس کے) "مجھے یہ سن کے بڑا افسوس ہوا۔ کتنا اپنا علاج کرین۔ دماغ مین اکثر ایسی بیماریان پیدا ہو جایا کرتی ہین۔ کوئی حکیم اُن کی فوج مین نہ ہو تو مین بھیج دون؟"

دوسری نن - "مگر وہ تو کہتے ہین کہ اِس مرض کا علاج آپ کے سوا کسی سے نہین ہو سکتا۔"

منیفہ - (قہقہہ مار کے) "تو کیا مشکل ہے؟ اُن سے کہو یہان چلے آئین مین اچھی طرح اُن کے دماغ کا علاج کر دون گی۔"

دوسری نن - "آپ کہین گی تو وہ چلے بھی آئین گے۔ مگر اس وقت تو اُنھون نے اپنے درد دِل کی تسکین کے لیے یہ علاج سونچا ہے (آگے بڑھ کے اور شاہزادی کے بالکل قریب پہونچ کے) کہ مین اُن کی طرف سے آپ کے لب لعلین کا ایک بوسہ لے لون۔" یہ کہتے ہی وہ نن بوسہ لینے کے لیے بڑھی مگر شاہزادی نے دونون ہاتھون سے روک کے کہا "یہ غیر ممکن ہے۔"

نن - "میرے بوسہ لینے مین بھی مضائقہ ہے؟"

منیفہ - "تم نن ہو۔ دیندار بیوی ہو۔ تم خود جو چاہتین مجھے اُس کے ماننے مین عذر نہ ہوتا مگر عرب سردار کے نام سے نہین ہو سکتا۔"

نن - (اور آگے بڑھ کے) "مگر مین تو وعدہ کر آئی ہون۔ ضرور بوسہ لون گی۔" یہ کہتے ہی اُس نے زبردستی ایک بوسہ لے لیا۔ شاہزادی کے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ طیش مین آ کے سہیلیون کو آواز دی۔ اور جیسے ہی وہ آئین کہا "ان دونون ننون کو اندر پکڑ لے چلو۔ ان کے مقدس ہونے کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کرو۔ مین تحقیقات کر کے اِنھین سزا دون گی۔" یہ کہہ کے نہایت غیظ و غضب کے ساتھ کمرے مین جا کے تخت پر بیٹھ گئی۔ اور دل مین کہنے لگی "ان ننون نے سخت گستاخی کی۔ اور مجھے ذلیل کیا۔ مین بے سزا دیئے نہ رہون گی۔" اتنے مین تینون سہیلیان اُن دونون ننون کو گرفتار کر کے اندر لا ئین۔ اور سامنے کھڑا کر دیا۔

شاہزادی نے اپنی قہر کی نظر اُس نن کے چہرے پر جما دی جس نے بوسہ لیا تھا اور کہنا شروع کیا کہ "تم بڑی گستاخ ہو۔ اگر تم یہ دینی لباس نہ پہنے ہوتیں تو میں فوراً قتل کروا ڈالتی۔ مگر اب بھی تمھارے اس تقدس کا ذرا بھی ادب نہ کروں گی۔" کہتے کہتے یہ دیکھ کے کہ وہ نن مسکرا رہی ہے متعجب سی ہوئی۔ زبان سے نکلا۔ "ایں! میں کسے دیکھ رہی ہوں؟ سلوریا!" اور بے تحاشا جھپٹ کے گلے سے لگا لیا۔ "اس شرارت سے تمھیں کیا مل گیا؟ اور یہ ساتھ کون ہے؟ ہیلنیا ہوں گی؟ (دیکھ کے) ہاں وہی ہیں" اُسے بھی سینے سے لپٹا کے "تم بھی اِس کی شرارتیں سیکھ گئیں؟"

ہیلنیا: "میں نے تو کوئی گستاخی نہیں کی؟ الگ ہی کھڑی رہی۔"

ہنینہ: "تمھارے دل میں بھی شرارت نہ تھی تو یہ فریب کے کپڑے کیوں پہنے؟"

ہیلنیا: "اِنھیں کپڑوں نے تو حضور کے قدموں تک پہونچایا ہے۔"

سب سہیلیوں کو سلوریا اور ہیلنیا کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی۔ ایک دوسرے سے بھینچ بھینچ کے ملیں۔ اور باہم ہنسی مذاق اور چھیڑچھاڑ کی باتیں ہوئیں۔

ہنینہ: "خیر دلگیاں تو ہوتی ہی رہیں گی۔ اب کچھ یہ بھی بتاؤ گی کہ اتنے دنوں کہاں رہیں؟ کیا کیا؟ اور کیونکر واپس آئیں؟" سلوریا نے اول سے آخر تک ساری داستان کہہ سنائی۔ شاہزادی سنتے سنتے کبھی متحیر ہو جاتی تھی۔ کبھی مغموم و اندوہگین ہوتی تھی۔ اور کبھی خوش ہو کے ہنس پڑتی تھی۔ اور جب وہ سارے واقعات بیان کر چکی تو بولی "تم نے بڑا کام کیا۔ جو تم نے کیا ہے نہ کسی جاسوس سے ہو سکتا اور نہ کسی سپاہی سے۔ خیر یہ معلوم ہو گیا کہ عثمان ابن ابی نسعہ یہیں موجود ہے۔ اور ہاں ہیلنیا۔ ریحانہ نے تمھیں جواب میں کیا لکھا تھا؟ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں؟"

فلاویا: "اُس میں جو کچھ لکھا ہے اُسے یہ کیوں بتانے لگی تھیں؟"

میان عاشق و معشوق رمزے است!"
سلوریا۔" حضور اس گھڑی تک وہ خط مجھے بھی نہین دکھایا ہے۔ بس لانے کی گنہگار ہون"
ہیلینا۔ (شرما کے اور شرمائے ہوئے سرخ گالون پر نیچی آنکھون کی پلکون کا سایہ ڈال کے)" مین نے تو اس وقت تک اُسے خود ہی نہین پڑھا ہے۔ سلوریا نے جیسے ہی لا کے دیا مین نے جیب مین رکھ لیا۔ دل مین کہا اسے حضور ہی کے سامنے آکے پڑھون گی"
منینہ" یہ کیون؟"
ہیلینا۔ (شوخی کے ساتھ)" اس لیے کہ اُس مین مجھ سے زیادہ حضور کے راز ہون گے" (ویسا ہی بند لفافہ جیب سے نکال کے اور شاہزادی کی طرف بڑھا کے) لیجیے پڑھ کے دیکھیے"
منینہ۔ (خط ہاتھ مین لے کے)" میرا راز کیون ہونے لگا تھا؟ مجھے کسی سے مطلب؟"
ہیلینا۔ (اپنی ندامت پر غالب آکے)" پڑھیے گا تو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ مطلب ہے یا نہین"
منینہ" لکھنے کو کوئی ہزار لکھے مین تو پروا نہین کرتی؟ سیکڑون آدمی لکھ چکے ہین۔ مگر مین نے خیال بھی نہین کیا"
یہ کہہ کے شاہزادی نے خط کھولا اور چپکے چپکے پڑھنے لگی۔ سلوریا نے جو زیادہ بیباک تھی کہا" اس کی سند نہین ہے۔ آواز سے پڑھیے" آخر سب کے اصرار سے شاہزادی نے ذرا آواز سے پڑھنا شروع کیا ہسپانیہ کی زبان مین خط تھا جسے شاہزادی اور اُس کی سب سہیلیان بخوبی سمجھ لیتی تھین۔ مضمون یہ تھا:—
" دلستان بہن ہیلینا۔ تم ہمارے آقا حضور عثمان ابن ابی نسعہ کے ساتھ ہم سب کا دل بھی اپنے ساتھ لیتی گئین۔ ایسی بے مہر! اور ایسی بے وفا! یہ تو بے وفائی نہین ظلم تھا۔ ہمارے آقا کو ہر وقت

تم یاد رہتی ہو۔ اور ہر گھڑی تمھارا خیال اُن کے دل مین۔ تمھاری پیاری صورت اُن کی آنکھون کے سامنے۔ اور تمھارا نام اُن کی زبان پر رہتا ہے۔ یہ ساری فتحین ایک طرف اور جو شکست اُنھین تم نے دی ہے ایک طرف۔ تم نے بڑی عنایت کی جو ہمین یاد کیا۔ ع اب بھی پوچھا تو مہربانی کی۔ اب خدا کے لیے ہمارا قصور معاف کرو۔ اور آ کے اپنا جمال جہان آرا دکھاؤ۔ ہمارے آقا وعدہ کرتے ہین کہ تمھاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرین گے۔ جس آزادی سے چاہنا رہنا۔ اور جب اور جہان جی چاہے چلی جانا۔ وہ حلف سے وعدہ کرتے ہین کہ تم پر کسی قسم کا جبر نہ کرین گے۔ خصوصاً جب سے تم نے یہ خط لکھ کے اپنی یاد تازہ کی ہے۔ اور یہ معلوم ہوا ہے کہ تم شاہزادی منینہ کی انیس وجلیس ہو اُن کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ شاہزادی کے وہ نادیدہ عاشق ہین۔ سیکڑون آدمیون سے اُن کے حسن کا شہرہ سنا ہے۔ اور اس تمنا نے بیتاب وبے قرار کر رکھا ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ اپنا عالم آشوب حسن وجمال دکھاوین۔ یہ ساری لڑائی بس اُسی وقت تک ہے جب تک شاہزادی مہربان نہین ہوتین۔ اُن کی خدمت مین میری طرف سے عرض کرو کہ فتح آپ کے ہاتھ مین ہے۔ پھر آپ کیون نہین فتح کرتین ہ عثمان ابن ابی نسعہ اس فوج اس لشکر۔ اس زبردست قلعے۔ اور اس ہمارے سامان جنگ سے شکست نہ کھائین گے۔ اُنھین فتح کرتا ہے تو اپنی نگاہ ناز کے تیر۔ اپنی ابروؤن کی سینہ شگاف تلوارون۔ اور اپنی پلکون کے جگر چاک کرنے والے خنجرون سے کام لیجیے۔ ملاقات کے لیے شاہزادی جو طریقہ پسند کرین منظور کیا جائے گا۔ بس تم ایک دن کے لیے یہان چلی آؤ۔ شاہزادی کی مرضی کے موافق سب باتون کا انتظام ہو جائے گا۔

آپ کی خادمہ ریحانہ"

خط کا آخری حصہ پڑھتے وقت شاہزادی کی زبان رُکنے لگی تھی مگر سب نے زبردستیان کر کے اُسی سے پڑھوایا۔ اور غور ہونے لگا کہ اس کے بعد کیا کارروائی کی جائے۔ بلیشیر یا نے کہا "سوچنے کی کیا

ضرورت ہے۔ یون لڑائی مین مشکلون سے عرب سردار کا سامنا ہوتا۔ اور شاید اُس کے قریب تک پہونچنا دشوار ہوتا۔ اور اب کوئی مشکل نہ پیش آئے گی۔ تو کل یہ کیا جائے کہ ہماری فوج قلعہ سے نکل کے دشمنون پر حملہ کرے۔ اور شاہزادی اپنی قدیم وضع کے موافق چہرے پر نقاب ڈال کے مقابلہ کو نکلین۔ ہیلینا مسلمان سردار کو اِسی وقت خبر کروین کہ کل میدان جنگ مین آپ کو مین شاہزادی کا جلوہ دکھاؤن گی۔ لڑائی مین جیسے ہی سامنا ہو ہیلینا اُس سے مل کے اُسے سامنے لائین اور شاہزادی اپنی پوری زد پر دیکھ کے چہرے سے نقاب اُلٹ دین۔ صورت دیکھتے ہی وہ بدحواس ہو جائے گا اور کوئی تعجب نہین جو تیورا کے گر پڑے۔ اُس وقت ہیلینا یہ کام کرین کہ اُس کے دونون ہاتھ پکڑ لین۔ ہم تینون فوراً جھپٹ کے گرفتار کر لین گے۔ اور جھٹ پٹ گھوڑے پر ڈال کے قلعہ مین لے آئین۔ پھر اُس وقت جب وہ پابزنجیر سامنے کھڑا ہوگا خوب مزے کی باتین ہون گی۔ اور اُسے اس عشق کا پورا مزہ مل جائے گا"

ہیلینا "مجھ سے ایسی دغابازی تو نہ ہو سکے گی"

پلشیریا "لڑائی مین دشمن کے ساتھ وفاداری کون کرتا ہے؟ جب دشمنی ہے اور جانتے ہین کہ وہ ہماری جان مال اور عزت آبرو کا دشمن ہے تو پھر اُس کے ساتھ وفاداری کیسی؟"

سلوریا "اچھا یہ نہ جائین۔ اب تو اِس کام کو مین بھی کر لون گی"

منینہ "مگر اس لڑائی مین جاتے اور عثمان کا سامنا کرتے میرا جی ہچکچاتا ہے۔ اور طرح طرح کے خیال دل مین آتے ہین۔ کوئی ایسی تدبیر نہین ہے کہ بے میرے گئے کام نکل جائے؟"

پلشیریا "بغیر آپ کے گئے ہمارا کام نہین نکل سکتا۔ حضور گھبرائین نہین۔ اُس کی یہ عاشقی کی چھیڑ چھاڑ سُن کے تو مجھے یقین آگیا کہ وہ ایک ہی نگاہ مین گھائل ہو جائے گا"

منینہ "اچھا تو اِس کو پرسون پر رکھو۔ کل ہیلینا اُس سے مل کے طے بھی کر لین گی۔

سلوریا "مگر ہیلینا تو جانے ہی کو نہین کہتین"

منینہ "جائین گی کیسے نہین؟ مین بھیجون گی اور نہ جائین گی؟"
ہیلینا "حضور حکم دین گی تو مین آگ مین بھی پھاند پڑون گی - اگرچہ اُس سے ملنے مین مجھے اپنے لیے طرح طرح کے اندیشے نظر آتے ہین - مگر جاؤن گی"
سلوریا "اب تمھارے لیے اُس سے ملنے مین کوئی خوف کی بات نہین ہے - شاہزادی کا درمیان نہ آیا ہوتا تو البتہ ممکن تھا کہ وہ تمھین دغا اور فریب سے بُلا کے قید کر لیتا - اور اب تو اگر تم خود نہ آؤ گی تو وہ ڈھکیل کے بھیجے گا"
ہیلینا "خیر جو کچھ ہو - مین جاؤن گی"

غرض شاہزادی اور اُس کی چارون سہیلیون نے اسی وقت طے کر لیا کہ کل صبح کو ہیلینا جا کے عثمان بن ابی میسعہ سے ملے - میدان مین شاہزادی سے ملانے کا وعدہ کرے - اور پرسون سوتیوم کا لشکر نکل کے حملہ کرے - اور اُس کے ساتھ ہی شاہزادی منینہ اپنے حسن کے اسلحہ سے کام لے کے مسلمانون کو فتح حاصل کرے - اس تجویز کے قرار پا جانے کے بعد سب نے کھانا کھایا - اور بستردن پر جا کے سو رہین -

---

بارھوان باب

حسن کی فتح

آفتاب برآمد ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہوگی کہ ہیلینا نے نہا دھو کے خوب بناؤ سنگھار کیا - زلفین نہایت ہی نزاکت سے آراستہ کین - اپنے حسن کو چمکا کے اُس کی قوت اور کشش بڑھائی - اور نون کے سادے کپڑے پہن کے شاہزادی منینہ کے پاس گئی اور کہا "اب مین جاتی ہون"

منینہ "جاؤ - مگر دیکھو جلدی آنا - (ہیلینا کے چہرے کو پریشان دیکھ کے) اکیلے جاتے ڈرتی ہو تو سلوریا کو ساتھ لے لو"

سلوریا جو پاس ہی کھڑی تھی بولی "ہان مین ساتھ چلنے کو تیار ہون"

ہیلینا "نہین - اب آج مجھے اکیلا ہی جانے دو - مگر مجھے وہ آزادی کی سند تو دے دو - بغیر اُس کے ایسی ردک ٹوک ہوگی کہ شاید مجھے اُسکے پاس تک پہونچنا

دشوار ہو"

سلوریا۔"تو ابھی لائی" یہ کہہ کے دوڑتی ہوئی گئی۔ وہ سند لا کے ہیلینا کے ہاتھ مین دی۔ اور بولی۔"بس؟ اب تو تمھین کوئی اندیشہ نہین ہے؟"

ہیلینا نے اُس سند کو گریبان مین رکھ لیا جو اُن دنون جیب کا کام دیتا تھا۔ پھر شاہزادی اور سب دوستون سے رخصت ہوئی۔ اور اُسی وقت قلعہ سے نکل کے آگے بڑھی۔ سامنے ہی عربون نے ایک زبردست منجنیق لگا رکھی تھی۔ اور چار پانچ سو اندلسی اور عرب اُس کے چلانے مین مصروف تھے۔ ہیلینا کی صورت دیکھتے ہی کئی آدمی غل مچاتے اس کی طرف دوڑے۔ قریب آ کے ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا"کون؟" بعوض جواب کے ہیلینا نے گریبان مین سے سند نکال کے پیش کر دی۔ جسے دیکھتے ہی گرفتار کرنے والون نے اُس کا نازک ہاتھ اس طرح ڈر کے چھوڑ دیا جیسے کسی کا ہاتھ آگ پر پڑ جائے اور وہ گھبرا کے کھینچ لے۔ پوچھا"تم کہین باہر جاؤ گی؟ یا ہمارے لشکر مین کوئی کام ہے؟"

ہیلینا۔"مین قائد اعظم عثمان بن ابی نسعہ کے پاس جاؤن گی" فوراً دو شخص اُس کے ساتھ ہو لیے۔ اور عثمان کے خیمے پر پہونچا کے اطلاع کرائی۔ طلح باہر آیا۔ اور بغیر اس کے کہ کچھ بات کرے اُسے اندر لیجا کے سردار کے سامنے کھڑا کر دیا۔ عثمان نے اُس کی صورت غور سے دیکھی۔ دیکھتے دیکھتے چونک سا پڑا۔ اور بولا"بے وفا محبوبہ ہیلینا! تم ہی ہو نہ؟" اور جب طلح نے اُس کا ترجمہ کیا تو ہیلینا نے جواب دیا۔"جی ہان حضور کی لونڈی ہیلینا" عثمان اس وقت چند افسران فوج سے ضروری باتین کر رہا تھا۔ سب کو فوراً رخصت کر دیا۔ اور ہیلینا سے کہا"تو کیا تم بھی نن بن گئین؟ (طلح سے) "ریحانہ کو جلدی بلواؤ" طلح نے ایک غلام کو دوڑا دیا۔ اور خود ترجمانی کا حق ادا کرنے کے لیے حاضر رہا۔

ہیلینا۔"نن نہ ہو جاتی تو کیا کرتی؟ دنیا نے مجھے چھوڑا اور مین نے دنیا کو چھوڑ دیا"

عثمان۔ (مسکرا کے)"آخر دنیا کا قصور؟ اور یہ تو تم اُسے تہمت لگا رہی ہو"

تمھین چھوڑ دیا - ساری دنیا تمھین آنکھون پر بٹھانے کو تیار ہے ؟ مین ہی نے تمھارے ساتھ محبت الفت - دولت یا کسی چیز مین کمی کی تھی ؟"

ہیلینا :- نہین - مجھے یہان کسی چیز کی کمی نہ تھی "

عثمان :- "پھر تمھین انصاف کرو کہ دنیا کا قصور ہے یا تمھارا ؟"

ہیلینا :- "مگر مجھے دنیا سے دین زیادہ پیارا ہے "

عثمان :- "کسی نے یہان تم سے کہا تھا کہ اپنا دین چھوڑ دو ؟"

ہیلینا :- "کہا تو نہین - مگر یہان مجھے ہر چیز اور ہر شخص کی باتون مین اپنے دین کی توہین و حقارت نظر آتی تھی - اور پھر وطن اور عزیزون کا شوق اپنی طرف کھینچ رہا تھا "

اتنے مین ریحانہ آگئی - اور عثمان نے کہا "لو ریحانہ تمھاری بی بی ہیلینا آگئین " ریحانہ دیکھتے ہی دوڑ کے لپٹ گئی - پھر اپنے آقا عثمان کے اشارے سے اُسے لے جاکے اُس کے برابر بٹھا دیا - اور وہی گفتگو کا ذریعہ بن گئی -

عثمان :- "اگر تمھین اپنے عزیزون سے ملنے کا شوق تھا تو مجھ سے کہتین - مین تمھین بڑی عزت و حرمت کے ساتھ وہان بھیجتا "

ہیلینا :- "خیر - مین اپنا قصور مانے لیتی ہون - کیونکہ ندامت ہی تھی جو مجھے پھر حضور کی خدمت مین لے آئی "

عثمان - (ہنس کے) "مگر ایک بات ہے - مین نے کبھی کسی امر مین تم پر جبر نہین کیا ہے - مگر اب ایک بات مین مجھے زبردستی کرنا پڑے گی "

ہیلینا :- "وہ کون سی بات ہے ؟"

عثمان :- "مین تمھارا یہ لباس بدلواؤن گا - سب باتین گوارا ہین مگر اس کو نہین برداشت کر سکتا "

ہیلینا - (شرما کے اور پھر مسکرا کے ایک شوخ ادائی کے ساتھ) "اب آپ کو اس کی ضرورت ہی کیا ہے ؟"

عثمان :- "ضرورت کیون نہین ؟ (ہنس کے) اور میری ضرور تون کو تم کیا جانو"

ہیلینا "مین جانتی ہون - اب تو مین اس لیے آئی ہون کہ شاہزادی منینہ کو آپ سے ملادون - جو سردار کوئی طائی کی شاہزادی کا عاشق ہو اُسے اور سب سب طرف سے اپنی نظر ہٹا لینی چاہیے"

عثمان "کیا یہ شاہزادی تم سے زیادہ خوبرو ہے؟ مجھے تو یقین نہین آتا"

ہیلینا "جب اُن کا جمال جہان آرا دیکھیے گا یقین آجائے گا"

عثمان "مانا کہ وہ کوہ قاف کی پری یا جنت کی حور ہین - مگر میرے دل سے تمھارے حُسن کا نقش نہین مٹا سکتین"

ہیلینا "اچھا تو پہلے اُن کی زیارت کر لیجیے پھر اس کا فیصلہ کیجیے گا"

عثمان "مگر اُن کی زیارت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اس مین شک نہین کہ مجھے اُن کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے - اور جو جو اُن کے حسن کی تعریف سنتا ہون یہ اشتیاق بڑھتا جاتا ہے - لیکن بجاے اِس کے کہ اُنھین ستا کے اور اُن کا دل دُکھا کے اُن کی زیارت کرون چاہتا ہون کہ لطف کی ملاقات ہو - اور یہ شاید تمھاری کوشش سے ہو سکے - مجھے معلوم ہے کہ شہر مین بہت کم فوج ہے - اس کا بھی پتہ لگ چکا ہے کہ قلعہ کی دیوار کہان کہان کمزور ہے - جدھر سے دھاوا کیا جائے تو ایک ہی دن مین قلعہ ہمارے قبضہ مین آجائے - اور شاہزادی ہمارے بس مین ہون - مگر مین جان بوجھ کے حملے کو روکے ہوئے ہون - تاہم اسی حال مین ایک ہفتہ اور گزر گیا اور اُن سے ملاقات نہ ہوئی تو پھر مجھ مین صبر کی تاب نہ رہے گی - اور لشکر عرب زبردستی قلعہ مین داخل ہو جائے گا"

ہیلینا - (ہنس کے) "اُن سے ملنے کا تو ایسا شوق اور پھر میرے ساتھ محبت کا ایسا دعوی ہے! مگر مضائقہ نہین - مین شاہزادی کی اور آپ کی دونون کی لونڈی ہون - اُن پر مجھے حسد نہ آئے گا"

عثمان "اور نہ حسد کی ضرورت یا وجہ ہو گی - اچھا تو اب بتاؤ اُن سے کب ملاقات ہو گی؟"

ہیلینا "کل ہی ملادون؟"

عثمان ” یہ ہوتا تو پھر کیا تھا؟“

ہیلینا ” تو کل آپ اُنھین دیکھ لین گے“

عثمان ” کہان؟ اور کیونکر؟“

ہیلینا ” وہ مقابلے کے لیے قلعہ سے نکلین گی۔ اور اُن کا لشکر زور و شور سے حملہ کرے گا۔ آپ کو چاہیے کہ اپنے لشکر کے قریب رہین۔ لڑائی شروع ہونے کے بعد مین اُسی نتون کے لباس مین سامنے نمودار ہون گی۔ مجھے دیکھتے ہی آپ سمجھ جائین کہ جہان مین ہون وہین شاہزادی بھی ہون گی۔ بلا تکلف میرے قریب چلے آیئے۔ بس مین آپ کا اُن کا سامنا کرا دون گی“

عثمان ” یہی سہی۔ مگر مین چاہتا ہون کہ ملنے کے بعد لڑائی رکوا کے اُن سے صلح کے بارے مین گفتگو کرون۔ تم بھی موجود رہنا۔ اور ریحانہ کو بھی مترجمی کے لیے مین مردانے لباس مین ساتھ لیتا آؤن گا“

ہیلینا ” ضرور لیتے آیئے گا۔ خیر تو اب مین جا کے شاہزادی کو خبر کرتی ہون کہ کل آپ سے اُن سے ملاقات ہوگی۔ اور وہ کل ضرور قلعہ سے نکل کے حملہ کرین“

عثمان ” مگر تم کہان آئین اور کہان چلین؟ بھلا اس ملاقات مین سیری ہو سکتی ہے؟ تمھارے معاملے مین تو ابھی کچھ باتین ہی نہین ہوئین“

ہیلینا ” مین پھر ملون گی۔ اب اس وقت جانا ضروری ہے۔ نہ جاؤن گی تو شاہزادی سے آپ سے ملاقات کیونکر ہوگی؟ لیکن اتنا کہے دیتی ہون کہ شاہزادی کا سامنا ہوتے وقت اپنے ہوش و حواس درست رکھیے گا۔ اُن کی صورت دیکھ کے بڑے بڑون کے پاؤن ڈگمگا جاتے ہین“

عثمان ” خدا مالک ہے۔ لیکن جانے سے پہلے اقرار کرتی جاؤ کہ شاہزادی کی اور میری ملاقات کے بعد پھر تم مجھ سے آ کے ملو گی“

ہیلینا ” ضرور ملون گی“ یہ کہہ کے ہیلینا واپس آئی۔ اور شاہزادی سے کل حالات بیان کیے۔ پھر کہا بس اب کل پر فیصلہ ہے۔ مگر خوب بن سنور کے اور اپنے حسن مین پوری دلفریبی کا زور پیدا کر کے قلعے سے نکلیے گا“

میمنہ ” اپنے نزدیک تو کوئی بات اُٹھا نہ رکھون گی۔ لیکن میرا دل اندر سے

ڈھکر ٹکر کر رہا ہے۔ یہ عرب لوگ خدا جانے کس قسم کے حُسن کو پسند کرتے ہین؟ اور معلوم نہین اُن پر میری صورت کا اثر پڑتا ہے یا نہین؟"

ہیلمینا: "آپ اپنا دل مضبوط رکھین۔ اور دل مین اس خیال کو آنے ہی نہ دین کہ آپ کا حسن وجمال کسی کے دل کو فتح نہ کر سکے گا۔"

ھینیہ: "کاش اتنا ہی معلوم ہوتا کہ عثمان کس مذاق کا آدمی ہے تاکہ مین ویسی ہی صورت بناتی جیسی کہ اُس کو پسند ہے۔"

ہیلمینا: "اُس کا مذاق تھوڑا بہت مین جانتی ہون۔ وہ اصلی حسن اور قدرتی خوبیون کا دلدادہ ہے۔ بناوٹ اور تکلف کو بالکل نہین پسند کرتا۔ اور قدرتی بہار اور پھُولون کی اصلی زیب وزینت پر مرتا ہے۔ حضور اُس سے ملنے کو جاتے وقت نہ کوئی زیور پہنین۔ اور نہ یہان کی وضع کا بناؤ سنگار کرین۔"

ھینیہ: "پھر کیا کرون؟"

ہیلمینا: "حضور عربی مہ وشون کا سا بالکل سادہ لباس پہن لین۔ اور بجاے سونے اور جواہرات کے فقط رنگ برنگ پھولون کا زیور پہنے ہون۔ یہان کے مالیون کو حکم دیجیے کہ ایسا پھولون کا لباس تیار کرین جس مین خوبصورت خوش رنگ اور تازے پھول نہایت مناسب ترتیب سے حضور کے سارے بنڈے پر آراستہ ہو جائین۔ سر پر بھی ایک نہایت ہی نازک نفیس دلفریب اور بانکا پھولون کا تاج ہو۔ زلفین کھول دیجیے۔ اور اُن مین مناسب رنگ کے پھولون کے ہار یون اُلجھے ہون کہ معلوم ہو یہ زلفین نہین خالص پھولون کی بیلین ہین۔ غرض حضور ایسی بن جائین کہ دیکھنے والے کو خیال ہو آپ انسان نہین بہار کی مجسم دیوی ہین۔ اور خود بہار مجسم ہو کے نظر کے سامنے آگئی ہے۔ پھر اس پر آب روان کا باریک آسمانی برقع ہو جس کا رنگ آنکھون مین کھپا جاتا ہو۔ اور اُس مین صدہا سُنہری بوٹیان کڑھی ہون گویا آسمان مین تارے روشن ہین۔ اور اس برقع کو پہنیے اس وضع سے کہ ایک اشارے مین اُتر جائے۔ اور دیکھنے والون کو معلوم ہو کہ یکایک بدلی مین سے چاند نکل آیا۔"

سلوریا "ہیلینا - تم نے تو ایسی وضع بتائی کہ عرب سردار تو دور رہے - ہم ہی لوگ دیکھ کے آپ سے باہر ہو جائیں گے "

پلشیریا "بس یہی وضع رہے - اس سے بہتر نہیں ہو سکتی - اور میں اسی وقت حضور کی مشاطہ اور اُس کی مدد کے لیے یہان کی اور ہوشیار مشاطاؤن اور نالنون کو بُلواتی ہون - اور ہیلینا کو اپنے پاس بٹھا کے اُن کی تجویز کے موافق اپنے سامنے یہ لباس تیار کراتی ہون - اگر مقدس مان مریم مہربان ہین تو آپ کو ایسا بنا دون گی کہ آج تک کوئی دُلھن نہ بنی ہو گی - اور جو دیکھے گا دیکھتے ہی دیوانہ ہو جائے گا "

اس تجویز کے مطابق لباس - پھولون کا زیور - پھولون کا تاج - اور برقع تیار ہونے لگے جنھین پلشیریا نے رات بھر جاگ کے اور ہیلینا سے پوچھ پوچھ کے مکمل کیا - فوج کو پہلے ہی سے اطلاع دی گئی تھی کہ کل شاہزادی مقابلے کو نکلین گی - اور افسران لشکر رات بھر اپنے جنگی لباس اور اسلحہ کی درستی مین مصروف رہے تھے - دوسرے دن صبح ہوتے ہی شاہزادی نے غسل کیا - سارے بنڈے کو عطر مین بسایا - بعد ازان اُس کے جسم پر وہ لباس آراستہ ہونا شروع ہوا - جس کی ترتیب اور آراستگی مین تین گھنٹے صرف ہو گئے - مگر اس تین گھنٹون کی محنت کے بعد شاہزادی پر وہ عالم تھا کہ دیکھ کے مجال کیا تھی جو کوئی تاب لا سکے - یا اُسے حُوریا کوہ قاف کی پری کے سوا انسان خیال کر سکے -

بناؤ سنگار لباس کی ترتیب اور پوری سجاوٹ کے بعد شاہزادی نے برقع پہنا اور گھوڑے پر سوار ہو کے محل سے نکلی تو چھ ہزار فوج تیار تھی جسے لے کے قلعے کے پھاٹک کے پاس پہونچی - اُس کے حکم سے پُل تختہ گرا اور یکایک فرانسیسی لشکر جس کے بیچ مین شاہزادی مینتہ اور اُس کے گرد اُس کی سہیلیون کا جھرمٹ تھا قلعے سے نکل کے مسلمانون کے سامنے صف آرا ہوا - شاہزادی اپنی فوج کے پیچھے ہو گئی - جلو کے سپاہیون نے اُسے ڈھالون کے سایے مین کر لیا - اور سرو یقوس لشکر کے ساتھ تیر اندازی کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا - اندلسی

آگے بڑھ کے قریب آئے جن مین سے ایک عثمان تھا اور دوسری ریحانہ جو مردانے بھیس اور دولت مند سپہگرون کے لباس مین تھی۔ عثمان نے آتے ہی پوچھا "شاہزادی آئی ہین؟"

ہیلینا :"آئی ہین اور آپ کی منتظر ہین"۔

عثمان :" تو مین لڑائی موقوف کرادون؟"

ہیلینا :" پہلے میرے ساتھ چل کے اُن سے مل لیجیے۔ پھر لڑائی موقوف کرائیے گا"

عثمان نے اپنے رفیقون کو وہین چھوڑا اور بے عذر ساتھ ہو لیا۔ صرف ایک ریحانہ ساتھ تھی جو آخر تک اس کے ہمراہ رکاب رہی۔ اب عثمان شاہزادی کے سامنے تھا۔ جو نہایت ہی وقار و متانت کے ساتھ برقع اوڑھے اور دوہری نقابون مین رخ زیبا کو چھپائے ہوئے تھی۔ سامنا ہوتے ہی ہیلینا نے رسم تعارف ادا کی۔ شاہزادی سے کہا" مسلمانون کے سپہ سالار عثمان یہی ہین" اور عثمان سے کہا "حضور ہی ہماری شاہزادی منیذہ ہین"۔

منیذہ ۔(عثمان سے) "مجھے آپ کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا"۔

عثمان :" تو مین بڑا خوش نصیب ہون۔ مگر اتنی عنایت سے میری تسکین نہین ہوتی"۔

منیذہ :" جو تسکین کی صورت ہو وہ فرمایئے"۔

عثمان :" مین اِس رخ زیبا کے دیکھنے کا مشتاق ہون۔ یہ نقاب ہٹے تو آفتاب کا جلوہ نظر آئے"۔

منیذہ :" اچھا ہوتا کہ مجھ مین آپ مین فقط صلح و جنگ کے متعلق باتین ہوتین"۔

عثمان :" مگر اس رخ انور کے سوا اور کوئی چیز صلح کا ذریعہ نہین ہو سکتی"۔

پلشیریا :" اس حُسن کے دیکھنے کی آپ تاب نہ لا سکین گے۔ آفتاب پر کسی کی بھی نظر ٹھہری ہے؟"

عثمان :" ہان آفتاب پر کسی کی نظر نہین ٹھہرتی مگر بے اُس کے دیکھے کسی سے رہا بھی نہین جاتا"۔

اب اُس کی سب سہیلیان عثمان کو گھیر کے کھڑی ہو گئی تھین۔ اور اُسے

اپنے حلقے مین کرلیا تھا۔ جس کا عثمان نے کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ خود ہی موقع دے دیا۔ اتنے مین اُس کی نظر سلوریا پر پڑگئی اور پہچان کے بولا "اخاہ! تم بھی موجود ہو؟ تھین میری سفارش کردو کہ شاہزادی دولت حسن کے لُٹانے مین اتنا بخل نہ کرین!"

سلوریا: "آپ گھبرائین نہین۔ اس عالم آشوب حسن کو آپ دیکھین گے۔ مگر دل مضبوط کرلیجیے"

ساتھ ہی شاہزادی کے ایک اشارے مین نقاب، اور برقع غائب ہو گئے اور عثمان نے ایک ایسی پیکر تصویر دیکھی جس کے اِس دنیوی زندگی مین دیکھنے کی قطعاً امید نہ تھی۔ بے اختیار اُس نے گھبرا کے دل دونون ہاتھون سے تھام لیا۔ اور بولا "سارے جبال بزطات کی بہار سمٹ کے یکجا ہو گئی ہے؟ یا خود موسم بہار مجسم ہو کے نظر کے سامنے آگیا ہے؟" اب اُس کے دل پر ایک ربودگی اور بیخودی سی طاری ہوئی۔ اور سینے پر ہاتھ مار کے کہا "آہ! مین شہید ہوگیا ہون! اور یہ جنت کی حور میرے سامنے کھڑی ہے!" یہ کہتے ہی وہ بیہوش ہو کے یتورایا۔ اور گھوڑے سے گر رہا تھا کہ ہیلینا نے ہاتھ پکڑ لیے اور سلوریا نے لپک کے اپنے ہاتھون پر لیا۔ رومِلدا نے بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ اسے اپنے گھوڑے پر ڈالا اور بلشیریا ایک جست مین اپنے گھوڑے سے عثمان کے گھوڑے کی پیٹھ پر تھی۔ لگام اپنے ہاتھ مین لے لی۔ ساتھ ہی رومِلدا اور فلاویا نے چند ہمراہی مرد سوارون کی مدد سے ریحانہ کو بھی گرفتار کرلیا۔ اور سب کی سب گھوڑون کو موڑ کے قلعے کی طرف بھاگین۔ اور شاہزادی اُن کے پیچھے ہوئی۔ اس وقت وہ شکار کے زندہ اسیر کرلینے پر نازان اور بہت ہی خوش تھی۔ قلعہ دُور تھا۔ اور اُن سب کے گھوڑے ہلواتے باتین کرتے ہوئے جارہے تھے کہ پھاٹک کے قریب پہونچ کے کیا دیکھتی ہین کہ کئی ہزار سوارون کا عربی لشکر راستہ روکے کھڑا ہے۔ گھبرا گئے۔ دوسری طرف مُڑین اُدھر بھی عرب سوار موجود تھے۔ پیچھے پلٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب تک ارادہ کرین کرین اُدھر بھی عربی سوارون کا ایک زبردست لشکر آگیا۔

یہ دیکھتے ہی سب کے حواس جاتے رہے - نازک دل خوف سے دھڑک رہے تھے - اور مبہوت وششدر کھڑی تھین کہ ایک سوار نے آگے کہا "بس ہتھیار ڈال دو! تم سب ہماری اسیر ہو! شاہزادی نے پھر اپنے قدیم حربے سے کام لینا چاہا - اور اُس سوار کی طرف رخ کرکے نقاب اُلٹی کہ اُسے بھی اپنی نگاہ کا گھائل کردے - مگر اُس پر کچھ اثر نہ ہوا - بلکہ ایک سوار نے ہسپانی اندلسی زبان مین کہا " یہ حسن مجھ پر اثر ڈالنے کے لیے نہین ہے " مجبوراً سب نے ہتھیار ڈال دیے - اور گرفتار ہو گئین - اب اُس سوار نے عثمان بن ابی یسعہ کے گھوڑے پر سے پلشیریا کو اُتار کے عثمان کو سنبھالا - اُسے سنبھال کے گھوڑے پر بٹھا رہا تھا کہ عثمان نے آنکھین کھول دین - اور کہا " لیث بن حنظلہ مرحبا - تم نے اپنا کام نہایت عمدگی سے پورا کیا - جو تدبیر کی گئی تھی پوری اُتری - اور گو مین شاہزادی کا مفتوح تھا مگر تمھاری مدد سے فاتح ہون "

تیرھوان باب

حور وش میزبان

سنبھلنے اور نازنین فرنگ کی قید سے رہا ہونے کے بعد عثمان نے لیث کو حکم دیا کہ " ان سب عورتون کو لے جاکے میرے خیمے مین رکھو - اور گرد پانچ سو بہادر ان کے زنانہ کا پہرہ مقرر کر دو - اور تاکید کر دو کہ خبردار نہ کوئی ان کے پاس جانے پائے - اور نہ ان مین سے کوئی خیمے کے باہر نکلنے پائے " پھر ریحانہ سے کہا " تم جاکے انھین کے پاس ٹھہرو - اور خیال رکھنا کہ انھین کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے - اور دیکھو شاہزادی کے ساتھ شاہانہ آداب سے پیش آنا - اور ان کی راحت کا پورا سامان کر دینا "

یہ کہتے ہی عثمان نے ان تمام سوارون کو جنھون نے شاہزادی کو گھیر کے اسیر کیا تھا اپنے ساتھ لے کے سوتیوم کی فوج پر حملہ کیا جو اُس کے پہونچنے سے پہلے ہی اندلسی فوج مین گھر چکی تھی - اور ہزارون سپاہیون کے کٹ جانے پر بھی جان پر کھیلنے والون کی طرح بیکار ہاتھ پاؤن مار رہی تھی - عثمان نے نقیبون سے

حاصل ہین پھر شکایت کس بات کی کرین ؟"

عثمان "شاہزادی بھلا کیا گرفتار رہون گی؟ کس کی مجال ہے کہ اُنھین قید کرے؟ مجھے تو اُلٹے یہ نظر آرہا ہے کہ مین ہی اُن کی زلف گرہگیر مین گرفتار ہون - اور میرا دل اُن کی مٹھی مین ہے"

ہیلینا "تو پھر یہ پہرہ اور حراست کیون ہے؟"

عثمان - (مسکرا کے) "اس لیے کہ مجھے اپنے گرفتار کرنے والون مین وفا نہین نظر آتی - جس کی خود تم شاہد ہو" اس جواب پر ہیلینا نے ندامت سے آنکھین نیچی کر لین -

سلوریا - (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "جی ہان زمانے کا عجب رنگ ہے - جیسے عاشق ہین ویسے ہی معشوق بھی ہین"

اب عثمان کے نادم ہونے کی باری تھی - مگر اُس نے اپنی ندامت کے دُور کرنے کے لیے کہا "بے شک! جیسے عاشق ہین ویسے ہی معشوق ہین - اور ویسی ہی ننین اور مذہبی کنواریان بھی ہین - خیر اب اس ذکر کو جانے دو اور شاہزادی سے کہو کہ آرام سے بیٹھین - دل مین سمجھ لین کہ یہ قید نہین ہے - وہ یہان اپنے دشمنون پر حکومت کرنے اور انھین اپنے غلام بنانے کے لیے آئی ہین اور اسی مین خدا کی کوئی بڑی مصلحت ہے"

پلشیریا "شاہزادی کہتی ہین کہ آپ کے نزدیک ضرور مصلحت ہوگی مگر اکوئی طائی کی قسمت پلٹ گئی"

عثمان "ایسا نہ کہیے - اگر شاہزادی یہان نہ آتین تو خدا جانے کس قدر خونریزی ہوتی؟ اور کیسے کیسے بہادر اور قدر کے قابل سردار جان سے مارے جاتے؟ شاہزادی کے والد کو نہین معلوم کیا کیا مشکلین پیش آتین! اب بہت آسانی سے ملک مین امن وامان قائم ہو جائے گا - اور شاہزادی جن شرطون پر چاہین گی صلح ہو جائے گی - مجھے تو اس لڑائی مین یہی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ شاہزادی دین اور وطن کی حمایت کے جوش مین میدان مین آتی - اور قلعہ کی فصیل پر گشت لگاتی رہتی ہین ایسا نہ ہو اُن کے دشمنون کو کسی قسم کا آزار پہونچ جائے"

اسی خیال سے مین نے یہان لڑائی روک رکھی ہے۔
پلشیریا: "تو آپ چاہتے کیا ہین؟"
عثمان: "یہ تو بعد بتاؤن گا مگر اس وقت تو مین چاہتا تھا کہ لڑائی موقوف ہوتی۔ ہم سب سوتیوم کے اندر چل کے آزادی سے رہتے۔ اور اس لڑائی کا لطف و محبت پر خاتمہ ہو جاتا۔"
پلشیریا: "آپ کا یہ مطلب ہے کہ ہمین دھوکا دے کے سوتیوم پر قبضہ کر لین؟"
عثمان: "سوتیوم کوئی مضبوط قلعہ نہین ہے۔ اور اب تو چند ہی گھنٹون کی لڑائی مین عربی لشکر اُس مین داخل ہو سکتا ہے۔ اور ایسی صورت مین قبضے کے یہ معنے ہوتے ہین کہ تمام سپاہی پکڑ کے قتل کر ڈالے جائین۔ شہر کے سارے باشندے لوٹے جائین۔ مکانون مین آگ لگائی جائے۔ شہر پناہ مسمار کر دی جائے۔ اور عورتین اور لڑکے پکڑ کے لونڈی غلام بنا لیے جائین۔ جیسا کہ ہر جگہ ہوا۔ برخلاف اس کے مین چاہتا ہون کہ شہر مین بالکل امن و امان قائم رہے۔ شاہزادی اسی طرح اُس کی مالک اور حکمران رہین۔ رعایا کی جان و مال سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ بلکہ عربی لشکر باہر ہی پڑا رہے اور مین صرف ہزار دو ہزار سوارون کے ساتھ اندر چل کے شاہزادی کا مہمان ہون۔ اور نہایت آزادی و اطمینان کے ساتھ شہر مین عیش و نشاط کی صحبت گرم ہو۔ کیا تم اسی کو قبضہ کہتی ہو؟ یہ تو قبضہ کرنا نہین بلکہ خود اپنے تئین آپ کے قبضہ مین دینا ہے۔"
پلشیریا: "اس اقرار کے خلاف تو نہ ہو گا؟"
عثمان: "اہل عرب نے آج تک کبھی بدعہدی نہین کی ہے۔"
پلشیریا: (شاہزادی سے چپکے چپکے مشورہ کر کے) "اچھا یہ تو نہ ہو گا کہ شاہزادی پر کسی بات مین جبر کیا جائے؟ اور وہ اپنی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے پر مجبور کی جائین؟"
عثمان: "ہرگز نہین۔ مین اتنا کا کام جبر سے لینا نہین پسند کرتا۔"
پلشیریا: "اور ہماری فوج کے جو لوگ گرفتار ہوئے ہین اُن کے ساتھ کیا

سلوک ہوگا؟"

عثمان "وہ چھوڑ دیے جائین گے"

پلشیریا "اگر آپ اس قدر عنایت اور ایسے شریفانہ اخلاق پر آمادہ ہین تو شاہزادی بڑی خوشی اور احسان مندی کے ساتھ آپ کی درخواست کو قبول کرتی ہین - اور چاہتی ہین کہ آج ہی شام کو ہم سوتیوم کے اندر چل کے کھانا کھائین"

عثمان "تمھارے اور اورون کے ذریعہ سے بہت باتین ہو چکین - مگر اس بات کو مین چاہتا ہون خود شاہزادی کی زبان سے سنون" جب اس کا ترجمہ ریحانہ نے کیا تو شاہزادی مینہ سُن کے ہنسی - اور ندامت کے ساتھ بولی "مین خود اپنی زبان سے اقرار کرتی ہون کہ آپ کی یہ تجویز مجھے منظور ہے - اور امید ہے کہ سوتیوم کی دعوت و میزبانی کو آپ پسند کرین گے"

شاہزادی کے جواب دینے سے ابن ابی لبیعہ بہت ہی خوش ہوا - اور کہا "تو پھر اس کا جلدی انتظام ہونا چاہیے - اور اس وقت آپ سب میرے ساتھ کھانا تناول فرمائین" انکار کا موقع نہ تھا شاہزادی نے قبول کیا - اور عثمان کا اشارہ ہوتے ہی دستر خوان بچھا اور سب نے کھا کے ہاتھ دھوئے - اور عثمان نے پھر یاد دلایا کہ اب قلعے کے اندر چلنے کا سامان ہونا چاہیے -

شاہزادی "ہمارے لشکر کا سپہ سالار سرد یطوس اگر زندہ ہے تو غالباً گرفتار ہوگا اُسے بلوا لیجیے تاکہ اس کی تدبیر کی جائے"

عثمان نے لیث سے کہا کہ "مین یہین بیٹھا ہون - تم جا کے سیرویطوس کو لے آؤ" - غالباً یہ وہی زخمی شخص ہوگا جس سے ہم سے گفتگو ہوئی تھی" لیث گیا اور عثمان نے شاہزادی سے کہا "اب آپ کسی امر کا اندیشہ نہ کرین - اور یہ یقین کر لین کہ مین آپ کا تابع فرمان ہون - لیکن ہان اس بات کی تمنا ہے کہ آپ شگفتہ ہو کے باتین کرین - اور خلوص اور سچائی کے ساتھ مین"

شاہزادی "مجھے آپ بے وفا نہ پائیں گے۔ اس وقت سے مین آپ کی خادمہ ہون۔ اور آپ کے کسی حکم سے باہر نہ ہون گی۔ مگر اتنا خیال رہے کہ مین اپنے والد کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہین کر سکتی۔"

عثمان "اور مین بھی اُن کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرون گا۔"

شاہزادی "آپ نہایت ہی شریف اور انتہا سے زیادہ خلیق ہین۔ آپ کا خلق اور آپ کی یہ محبت بھری باتین میرے دل پر عجیب اثر کر رہی ہین۔ کیا آپ سچ مچ ایسے ہی ہین جیسے کہ نظر آ رہے ہین؟ آپ نے میری قوم کو فتح کر لیا۔ میرے ملک کو فتح کر لیا۔ خود میرے جسم کو فتح کر لیا۔ مجھے خوف ہے کہ یونہین باتون باتون مین آپ میرے دل پر بھی نہ قبضہ کر لین۔"

عثمان۔ (نہایت ہی مسرت سے) "تو میرے لیے امید ہے۔ شاہزادی یہ صرف ظاہری فتحین ہین اصلی فتحمند آپ ہین اور مین مفتوح۔ مگر اپنے مفتوح پر کوئی فاتح اتنا مہربان نہ ہوگا جتنی کہ آپ ہین۔"

اتنے مین لیث سرولیطوس کو لے کے آ گیا۔ شاہزادی کو اسیری مین دیکھتے ہی اُس کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ شاہزادی نے اُسے بُلا کے اپنے قریب بٹھایا آہستہ آہستہ اُس سے کُل واقعات بیان کر کے عثمان بن ابی نسعہ کی تجویز پیش کی۔ جسے سُن کے وہ کچھ دیر تک سر جھکا کے غور کرتا رہا۔ اور پھر گردن اُٹھا کے بولا "اس سے بہتر اور کون صورت ہو سکتی ہے؟ حضور ضرور منظور فرمائین۔"

شاہزادی "تو پھر تم ہی اکیلے شہر مین جا کے لوگون سے حال بیان کرو۔ اور پھاٹک کھلوا کے ہمین لے جاؤ۔"

سرولیطوس "اگر مجھے آزادی دی گئی تو ضرور جاؤن گا۔"

عثمان "تم کو اور تمھارے سارے لشکر کو آزادی ہے۔ اپنے کل ساتھیون کو جس طرح مسلح لائے تھے اُسی طرح لے جاؤ۔ اور میری طرف سے سب کو اطمینان دلا کے آؤ تاکہ ہم سب تمھارے ساتھ چلین۔"

سرولیطوس "مگر حضور وعدہ فرماتے ہین کہ اندلس کا لشکر باہر ہی

نگروا کے اُنھین لڑائی سے روکا اور کہا" تمھارا جو افسر ہو ہماری طرف متوجہ ہو" فوراً سرویلطوس جو بہت سے چرکے کھا کے نیم جان ہو چکا تھا قریب آکے بولا" مین متوجہ ہون"

عثمان:" شاہزادی منینہ اور اُن کی سب ساتھ والیان ہمارے ہاتھ مین اسیر ہین۔ اور تم اپنے دشمنون کے اتنے بڑے سمندر مین غرق ہو کہ زندگی کے لیے ہاتھ پاؤن مارنا جنون ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس بے نتیجہ لڑائی سے ہاتھ روکو۔ اور ہتھیار ڈال دو"

سرویلطوس:" شاہزادی قلعے مین ہون یا قید مین ہمین اُن سے سروکار نہین۔ ہم تو فتح کے لیے نہین بلکہ اپنے وطن اور دین پر اپنی جانین فدا کرنے کے واسطے لڑ رہے ہین"

عثمان:" تو جب اُنھین آزادی ملے اور پھر قوت حاصل ہو جی بھر کے لڑ لینا۔ مین نہایت رحم دلی اور صرف شاہزادی منینہ کے پاس خاطر سے وعدہ کرتا ہون کہ نہ تمھاری جانین لی جائین گی۔ نہ تمھارے ہتھیار چھینے جائین گے۔ اور لڑائی کے بعد چھوڑ دیے جاؤ گے"

یہ الفاظ سنتے ہی تمام فرانسیسیون نے بغیر اس کے کہ سرویلطوس کی اجازت ہو ہتھیار ہاتھون سے پھینک دیے۔ اور بقیۃ السیف لشکر جس کی تعداد چار ہزار تھی گرفتار ہو گیا۔

اب اس کامیابی کی خوشی مین جنگ کی کارروائی موقوف کر دی گئی۔ تمام منجنیقین جو فصیل شہر پر سنگباری کر رہی تھین رُکوا دی گئین۔ عثمان ابن ابی نسعہ دو دن کے لیے التوائے جنگ کا حکم دے کے پُرانے رفیق لیث بن خنظلۃ الفہری کے ساتھ اپنے خیمے مین آیا۔ لباس جنگ اُتارا۔ اور لیث سے کہا" مین نے غلطی تو کی تھی مگر تمھاری مستعدی نے بچا لیا۔ اور اسی لیے مین نے تم کو پچھلے سے اُدھر مقرر کر دیا تھا"

لیث:" آپ نے تو اس طرح ہاتھ پاؤن ڈال دیے کہ مجھے اور میرے تمام ساتھیون کو حیرت ہو گئی"

عثمان ۔ "ہاں مین نے ہاتھ پاؤن ڈال دیے - شاہزادی کی صورت نے مجھے بیہوش نہین کیا مگر اُس مین کچھ ایسی دلفریبی و دلربائی تھی کہ خود بخود جی چاہا اُس کی تمنا پوری کردون - وہ مجھے اپنے تیر نظر کا نشانہ بنانا چاہتی تھی اور مین بن گیا"

لیث ۔ "لیکن جہاد اور غزا مین ایسی عشق بازی نہایت ہی خوفناک ہے"

عثمان ۔ (مسکرا کے) "یہ کمزوری تو مجھ مین ہے - مین اچھی صورت دیکھ کے سب باتین بھول جاتا ہون - اور اپنی اس کمزوری ہی کے دُور کرنے کے لیے مین نے تمھین اُدھر بھیج دیا تھا - اب چلو شاہزادی سے ملین - دیکھین وہ کیا کہتی ہے؟"

لیث ۔ "چلیے - مگر خبردار پھر ایسی کمزوری نہ دکھایئے گا"

یہ باتین کرتے ہوئے دونون اُس خیمے مین گئے جس مین شاہزادی مقیم تھی - جو لوگ پہرے پر تھے اُنھون نے کہا "السلام علیک یا امیر" عثمان نے جواب مین "وعلیکم السلام" کہا تھا کہ ریحانہ نے آکے سلام کیا -

عثمان ۔ "شاہزادی اور اُس کی سہیلیان کس حال مین ہین؟"

ریحانہ ۔ "چپکی بیٹھی ہین - نہ کچھ بولتی ہین نہ بات کرتی ہین - مین نے کئی بار کھانے کو پوچھا مگر جواب ہی نہین دیتین"

عثمان ۔ "خیر مضائقہ نہین - طلیح سے کہہ دو کہ میرے لیے کھانا یہین لے آئے - مین اپنے ساتھ کھلاؤن گا - مگر حکم دے کے تم میرے ساتھ اندر چلو - بغیر تمھارے شاہزادی سے باتین کیونکر ہون گی؟"

ریحانہ ۔ "مجھے تو امید نہین کہ وہ بات کرین" یہ کہہ کے اُس نے پہرے کے سردار سے کہا "کسی کے ہاتھ طلیح سے کہلا بھیجو کہ یہین لا کے دسترخوان بچھائے" اور عثمان و لیث کے ساتھ خیمے کے اندر داخل ہوئی - شاہزادی اپنے اُسی لباس مین برقع اُتارے بیٹھی تھی - عثمان کی صورت دیکھتے ہی تعظیم کے لیے کھڑی ہو گئی - عثمان نے اصرار کر کے بٹھالا - اور پوچھا "آپ کو کسی بات کی تکلیف تو نہین ہے؟"

ہیلینا ۔ "شاہزادی کہتی ہین کہ قید مین جیسی جیسی راحتین ہوتی ہین سب

رہے گا؟ اور اندر نہ جائے گا؟

عثمان "بے شک ہمارا لشکر باہر ہی رہے گا۔ مگر میرے ساتھ کم از کم دو ہزار سوار اندر چل کے میری طرح آپ کے مہمان ہون گے"

سیرویطوس "اور وہ لوگ کسی قسم کی لوٹ مار تو نہ کرین گے؟"

عثمان "ہرگز نہین"

سیرویطوس "اس کا بھی خیال رہے کہ مین آپ کو اور شاہزادی کو لینے آؤن گا تو کم از کم پانچ ہزار لشکر میرے ہمراہ ہوگا۔ اور اُن کا جھنڈا کوئی طائی ہوگا"

عثمان "مین خوشی سے اجازت دیتا ہون"

سیرویطوس "اب مجھے یقین آیا کہ آپ سچے بہادر اور بڑے مہربان فاتح ہین۔ تو میرے ہمراہیون کو رہائی کا حکم دیجیے۔ تاکہ اُنھین لے کے مین قلعے مین جاؤن"

عثمان "مین خود چل کے اُنھین چھوڑتا ہون" یہ کہہ کے لیث کو ساتھ لیے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کے لشکرگاہ کی پشت پر اسیران جنگ کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ مین لیث نے کہا "مین دیکھتا ہون کہ آپ ضرورت سے زیادہ مہربان ہوتے جاتے ہین"

عثمان "فتح تو تم ہی کر چکے۔ لیکن اصلی فتح وہ ہے جو دلون پر ہوتی ہے"

لیث "یہ نہ کہا جائے کہ شاہزادی پر فریفتہ ہو کے آپ اپنے نیک و بد اور لوازم فتحمندی کو بھول گئے"

عثمان "کون کہے گا؟ عبدالرحمن امیر اندلس؟ مگر وہ میدان جنگ کے مصالح کو کیا جان سکتا ہے؟ فوجی کارروائیون کا ذمہ وار مین ہون"

لیث "امیر اندلس تو بعد کہے گا۔ پہلے آپ کے ہمراہی سپاہی کہین گے کہ ہم نے شہر کو فتح کیا۔ مگر امیرالجیش نے شاہزادی کے عشق مین مبتلا ہو کے اور اپنے دل کا شوق پورا کرنے کے لیے ہمین غنیمت اور اپنا حق جہاد پانے سے محروم رکھا"

عثمان "یہ بھی نہین کہہ سکتے۔ اول تو گزشتہ فتوحون مین وہ بہت کچھ پا چکے ہین۔ علاوہ برین مین صلح کے وقت تھوڑی بہت رقم یودیز سے دلوا دون گا

اب وہ قیدیون کے پاس پہونچ گیا تھا - اس افسر کو جس کی حراست مین قیدی تھے بُلا کے حکم دیا کہ "یہ سب لوگ چھوڑ دیے جائین - ان کے اسلحہ بھی دے دیے جائین - اور انھین اجازت ہو کہ مسلح ہو کے عزت کے ساتھ واپس جائین" پھر ہرویطوس سے کہا "تم اپنے لوگون کو پوری طرح آراستہ کر کے لیجاؤ"

یہ حکم دے کے وہ اپنے خیمے مین واپس آیا - اور ہرویطوس اپنے کل ساتھیون کو جن مین اکثر زخمی تھے لے کے قلعے کی طرف روانہ ہوا - پھاٹک کے قریب پہونچ کے اُس نے شہرپناہ والون سے کہا پھاٹک کھول دو - فوراً پھاٹک کھل گیا - اور قلعے مین داخل ہو کے اُس نے حکم دیا کہ پھاٹک کھلا ہی رکھا جائے - پھر زخمیون کو قلعہ ہی مین چھوڑا اور نئی فوج جمع کی - اہل شہر کا ہجوم تھا - اور ہر ایک شاہزادی کا حال دریافت کرتا تھا - اُس نے سب کو اطمینان دلایا - شاہزادی کی خیریت بتائی اس بات سے مطلع کیا کہ عربون سے صلح ہو گئی - اور اس فوج کو لے کے مین لڑنے کو نہین بلکہ شاہزادی کے لانے کو جاتا ہون"

یہ کہہ کے اُس نے قصر شاہی کے صاف اور درست کر کے استقبال کا بہت بڑا سامان کرنے کا حکم دیا - داروغۂ باورچیخانہ کو بُلا کے کہا کہ نہایت ہی لذیذ اور اعلی درجہ کا کھانا تیار ہو - اور جہان تک بنے اندلسی اور عربی غذائین تیار کی جائین - جن چیزون سے مسلمانون کو پرہیز ہے وہ دسترخوان پر ہرگز نہ لائی جائین" یہ احکام دے کے وہ تو شہر کے باہر نکلا - اور پھاٹک کے کھلا رکھنے کی تاکید کر کے عربی لشکرگاہ مین آیا - مگر قلعے والون کو اس کے بیان کا یقین نہ تھا - اور سب کے سب شاہزادی کے گرفتار ہو جانے کے خیال سے نہایت ہی پریشان تھے - یہ کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ شاہزادی کی گرفتاری کے بعد کسی مناسب شرائط صلح ہو سکے گی - بلکہ ہر ایک کو یقین تھا کہ دم بھر مین اندلسی سپاہی اندر گھس کے شہر کو لوٹین گے اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو جائے گا -

چودھوان باب

شادی کا پیام

اسی دن شام سے پہلے عثمان ابن ابی نیسعہ اور شاہزادی منینہ بڑے پُر شوکت جلوس کے ساتھ سوتیوم مین داخل ہوئے۔ آگے آگے سرویلوس پانچ ہزار فرانسیسی فوج کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد عثمان۔ اور اُسکے رفقا۔ شاہزادی اور اُس کی سہیلیان عربی و اُندلسی سوارون کے جھُرمٹ مین تھین۔ اور دو متخاصم فریقون کے مل کے شیر و شکر ہوجانے سے اتحاد اور امن و امان کا عجیب دلکش جلوہ نظر آرہا تھا۔ یہ مشرقی فاتح جو مغرب سے ہو کے آئے تھے شہر مین داخل ہوئے تو دیکھنے کے لیے سڑکون پر اہل شہر کا ہجوم تھا۔ لوگ اس دوستی و یکجہتی پر خوشی کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اور قتل و غارت کا اندیشہ جو شہر والون کے دلون مین سمایا ہوا تھا وُور ہوتا جاتا تھا۔ آخر یہ جلوس شہر کی آباد سڑکون کا ایک چکر لگا کے ایوان شہریاری کے سامنے پہونچا جہان استقبال کا بہت کچھ سامان کیا گیا تھا۔ ہر طرف سے خوشی کے نعرے اور جوش مسرت کے کلمات سُن کے اور تماشائیون کے مسرور و بشاش چہرون پر ایک اجمالی نظر ڈال کے عثمان نے اپنے دوست لیث سے کہا "ہم فتح کر کے صد ہا شہرون مین داخل ہوئے۔ بڑے بڑے زبردست بہادرون کو مغلوب کر کے اُن کے قلعون پر قابض ہوئے اور اُن کے بُرجون پر اپنے جھنڈے نصب کیے مگر اس سے زیادہ پُر لطف داخلہ بھی آج تک کہین ہوا تھا؟ دیکھو وہی لوگ جو ایک گھڑی بیشتر ہمارے دشمن تھے کیسے خوش ہین؟ اور ہمین کیسی محبت کی نگاہون سے دیکھ رہے ہین؟"

لیث "بے شک یہ نہایت ہی دلکش اور فرحت بخش منظر ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ یہ اعتدال سے گزری ہوئی مہربانی کوئی بُرا نتیجہ نہ پیدا کرے"

عثمان "کیا تمھارا خیال ہے کہ یہ لوگ بے وفائی کرین گے؟"

لیث "یہ لوگ بے وفائی کرین۔ یا خود اندلس کی حکومت بے وفائی کرے

حالت خطرے سے خالی نہین ہے ؟

عثمان "اونھ ! جو کچھ ہوگا مین سمجھ لون گا"

اب عثمان قصر شاہی مین اُترا - جہان شاہزادی منینہ میزبان تھی اور وہ مہمان تھا - پہلے محل کے ایک بیرونی ہال مین ٹھہر کے وہ سوتیوم کے تمام معزز سرداروں فوجی افسرون پادریون - اور اُن کے تمام لوگون سے جو حاضر تھے ملا - ہر ایک سے اُس کے حسب حیثیت باتین کین - اور سب کی تسلی و دلدہی کی - یہان تک کہ مغرب کا وقت آگیا - اور یہ پہلا دن تھا کہ فوجی موذنون نے سوتیوم کے قصر مین اذان کے لیے کھڑے ہو کے نعرۂ "اللہ اکبر" بلند کیا - اور قصر کے بیرونی صحن مین سب نے عثمان کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کی - شاہزادی اُس کی سہیلیون اور تمام معززین سوتیوم نے حیرت و مرعوبیت کی نظر سے دیکھا - خاصتہً اس بات کو کہ جو شخص مسلمانون کا سپہ سالار ہے وہی اُن کا امام اور پیشوا بھی ہے -

بعد مغرب عثمان ابن ابی نسعہ محل کے اندرونی کمرون مین گیا جو خاص اُس کے ٹھہرنے کے لیے مخصوص کیے گئے تھے - دو ہزار عرب سپاہی جو ہمراہ تھے اُن مین سے اکثر نے محل کے صحن مین اپنے خیمے کھڑے کر لیے - اور بہتون کو قریب کے مکانون مین جگہ دی گئی جو اُن کے لیے خالی کرا لیے گئے تھے - اب وہ اپنے کمرے مین لیٹا اور دو ایک عربی سردارون سے باتین کر رہا تھا کہ شاہزادی منینہ نے آکے کہا "آپ اب ہمارے مہمان ہین - اور ہمارا فرض ہے کہ جہان تک بنے آپ کی راحت کا سامان کرین - مہربانی کر کے فرمایئے کہ آپ کو یہان کسی بات کی تکلیف تو نہین ہے ؟"

عثمان "ایک بات کی تکلیف ہے اور سخت تکلیف"

منینہ "جس بات کی تکلیف ہو ضرور ارشاد فرمایئے"

عثمان "آپ ہمارے پاس جم کے نہین بیٹھتین - اور بار بار اُٹھ کے چلی جاتی ہین"

منینہ - (ندامت سے نظرین نیچی کر کے) "مین حاضر ہون" یہ کہہ کے

عثمان کے قریب بیٹھ گئی - اور اُس کی سہیلیان بھی اُس کے برابر خاموش بیٹھ گئیں -

عثمان :- "آپ یہان موجود رہین تو پھر نہ کسی بات کی تکلیف ہے اور نہ کسی چیز کی ضرورت"

منیبہ :- "مگر مین یہان بیٹھی رہون گی تو آپ کی خدمت کون کریگا"

عثمان :- "خدمت کرنا ہمارا کام ہے - ہمارے لیے اس سے بڑا کوئی لطف نہین کہ آپ یہین بیٹھی رہین - لیکن ہان ایک اور ہے"

منیبہ :- "وہ کیا؟"

عثمان :- "وہی لباس جسے زیب بدن کرکے آپ نے میدان جنگ مین جلوہ دکھایا تھا اُسی کو پھر ایک دفعہ پہن کے وہی جلوۂ حسن پھر دکھا دیجے
ع قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے"

منیبہ - (خندۂ ناز کے ساتھ) "وہ لباس تو وہین کے لیے تھا - اور اب مجھ اُس لباس مین کوئی نہ دیکھ سکے گا"

عثمان :- "تو میری یہ تمنا دل ہی مین رہے گی؟"

منیبہ :- "نہ ہونے والی چیز کی تمنا ہی کیا!"

عثمان :- "مگر یہ تمنا تو دل سے نہین نکل سکتی - کبھی تو وہ جلوہ پھر نظر آجائیگا اور جس نے ایک ہی جھلک مین مجھے ازخود رفتہ کردیا تھا"

منیبہ :- "اب ایسی گستاخی کی مجھے جرأت نہین ہو سکتی"

فلاویا جو شاہزادی کے برابر ہی بیٹھی تھی بولی "ہماری شاہزادی اُسی لباس مین اب وہی دیکھے گا جو اُن کا ہاتھ پکڑے گا اور اُن کا دولھا بنے گا"

عثمان :- "یہ خوش نصیبی خدا جانے کس کی قسمت مین ہے؟"

مگر یہ کہہ کے عثمان خاموش ہو رہا اور شاہزادی نے ٹالنے کے لیے کہا "اب اجازت ہو تو دسترخوان چُنا جائے؟" عثمان نے اجازت دی اور خدام اور غلامون نے نہایت سلیقہ کے ساتھ پاس کے کمرے مین

کھانا چنا۔ اور سب نے ساتھ بیٹھ کے کھایا۔ اُس کے بعد بھی دیر تک باتین ہوتی رہین۔ اور جب رات زیادہ آئی تو سب اپنے اپنے بچھونون پر جاکے سو رہے۔

دوسرے دن عثمان نے تڑکے ہی ایک فوجی افسر کو بُلا کے حکم دیا کہ "فوراً قوقصہ مین جاکے لیث کو حکم دو کہ لڑائی موقوف کرکے مع اپنے تمام لشکر کے یہان چلے آئین۔ اب ہم سے سلطنت اکوئی طانی سے صلح ہوگئی ہے" تھوڑی دیر کے بعد شاہزادی مینینہ نے آکے مزاج پوچھا۔ اور ادھر اُدھر کی باتین ہونے لگین۔ جن مین عثمان بار بار اپنے شوق اور عشق کو ظاہر کرتا اور شاہزادی ٹال کے ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگتی۔ چنانچہ ایک دفعہ اسی ٹالنے مین اُس نے پوچھا "معلوم نہین قوقصہ کا کیا حال ہے؟ وہان تو لڑائی ہو رہی ہوگی"

عثمان "مجھے نہین معلوم کہ ان آخری چار دنون کے اندر وہان کیا ہوا؟ اُس سے پہلے ہماری فوج محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ اور شہر والون نے نکل نکل کے مقابلہ کیا۔ لیکن اُس کا کچھ نتیجہ نہین ہوا۔ اب آج مین نے حکم بھیج دیا ہے کہ لڑائی موقوف کی جائے۔ اور وہان کی فوج یہان چلی آئے"

مینینہ "وہان آپ کی کتنی فوج ہے؟"

عثمان "بیس ہزار آدمیون کا لشکر وہان مین نے بھیجا تھا۔ اور اب امید ہے کہ ہسپانیہ سے کچھ اور لشکر بھی آگیا ہوگا"

مینینہ "اب اس صلح کے بعد اُن شہرون کے بارے مین کیا کارروائی ہوگی جن پر آپ قبضہ کر چکے ہین؟"

عثمان "مناسب یہ ہے کہ اس بارے مین ہم سے اور آپ کے والد سے ایک معاہدہ ہو جائے۔ مین آج ہی ایک خط شاہ یودیز کو لکھتا ہون۔ اور اگر مضائقہ نہ ہو تو آپ بھی یہ سب حالات جو گزرے ہین لکھ بھیجیے"

مینینہ "مین تو اپنی گرفتاری۔ پھر آپ کی دوستی اور ان تمام مہربانیون کا حال اُنھین رات ہی کو لکھ کے بھیج چکی۔ اور ایسا تیز قاصد گیا ہے کہ آج ہی کسی وقت اُن کو خبر ہو جائے گی۔ مگر آپ اُنھین کیا لکھین گے؟"

عثمان - (ہنس کے) "میرا جو جی چاہے گا لکھون گا - آپ کو اُس سے کیا غرض؟"

منینہ - (شرما کے) "نہ بتائیے - مگر اس مین کوئی حرج نہ تھا"

عثمان "اچھا تو مین لکھتا ہون اور جب لکھ چکون گا تو آپ کو خط دکھا دون گا"

یہ کہہ کے اُس نے قلم دوات منگوا کے لکھنا شروع کیا - اور مکمل کر کے چپکے چپکے اُسے پڑھا تو اُس مین الفاظ یہ تھے :—

"جلیل القدر شاہ اکوئی طانی - سلام شوق - مین جس طرح یہان تک پہونچا ہون اُس کا حال آپ کو اپنی فوج کے افسرون سے معلوم ہوتا رہا ہوگا سو تیوم کے چند روز کے محاصرے کے بعد جس طریقہ سے مین قلعہ اور شہر کے اندر داخل ہوا ہون اُس کا حال غالباً آپ کو اپنی صاحبزادی کی تحریر سے معلوم ہو گیا ہوگا - بڑی خوشی کی بات ہے کہ شاہزادی منینہ کی خوبیان اور اُن کا بے نظیر حسن و جمال اتحاد و دوستی کا باعث ہو گیا - اب مین صلح پر آمادہ ہون - اور قوقصہ مین بھی حکم بھیج دیا ہے کہ لڑائی موقوف کی جائے۔ لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ ہم مین آپ مین صلح کی شرطین کیا ہون؟ مین آپ کی موافق تمام شرطون کے قبول کرنے کو موجود ہون - آپ کا جتنا ملک لیا گیا ہے واپس کر دیا جائے گا - عربی حکام اور عساکر آپ کے اُن تمام شہرون سے ہٹا لیے جائین گے جو ہمارے قبضہ مین ہین - مگر اس کے معاوضہ مین مین صرف چند باتون کا خواستگار ہون - اول تو یہ کہ کچھ تھوڑی سی رقم ہمارے سپاہیون کو دے دی جائے تاکہ وہ اپنی اس زحمت کا کسی قدر معاوضہ پا جائین - دوسرے یہ کہ کچھ یونہین سا برائے نام سالانہ خراج مقرر کر دیا جائے تاکہ مین والی اندلس اور خلافت اسلامی کو اپنی کارگزاری کے متعلق اطمینان دلا سکون - مگر اپنے لیے آپ سے مین ایک بہت ہی قیمتی چیز کا آرزومند ہون جو آپ کو جس قدر زیادہ عزیز ہے اُسی قدر میری نظر مین باوقعت ہے اور امید ہے کہ اُس کے دینے مین آپ بخل نہ کرین گے - اس لیے کہ صلح کا دارومدار اسی شرط پر ہے - وہ چیز آپ کی پری جمال و مہ جبین بیٹی شاہزادی منینہ ہے بہتر ہو کہ ان مراتب کے طے کرنے کے لیے آپ خود یہان تشریف لے آئین -

اور مجھے اپنی زیارت کا موقع دین۔

آپ کا مخلص۔ عثمان ابن ابی نسعہ اللخمی الخثعمی۔

اب اُس نے اپنے ایک مترجم کو بلا کے کہا "اس خط کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کر دو۔ اور اسی وقت صاف کر کے دو۔ شاہزادی منینہ عثمان کو لکھنے مین مصروف دیکھ کے چلی گئی تھی جب فرانسیسی زبان مین ترجمہ ہو کے صاف ہو چکا تو اُس نے ریحانہ کو بھیج کے شاہزادی کو بُلوایا اور جیسے ہی وہ آئی کہا "لیجیے یہ خط تیار ہو چکا۔ پڑھ لیجیے۔ مین نے اس مین صلح کے شرائط لکھ دیے ہین۔ اگر کوئی بات ناپسند ہو تو نکال ڈالیے۔" یہ کہہ کے خط شاہزادی کے ہاتھ مین دے دیا۔ اس نے کھول کے پڑھا۔ آخر پر پہونچ کے پڑھتے پڑھتے شرما گئی۔ اور مسکرا کے کہا "اس پچھلی شرط کو پہلے مجھ سے طے کر لیجیے پھر ابا جان سے طے کیجیے گا۔ ہمارے یہان اس کا اختیار خود لڑکیون کو ہوا کرتا ہے۔"

عثمان "تب تو مین بڑا خوش نصیب ہون۔ آپ میری محبت کی قدر سب سے زیادہ کرین گی۔"

منینہ "جی مین ایسے فقرون مین نہین آتی۔ ابھی مین آپ کے مذاق مزاج اور طبیعت سے بالکل واقف نہین ہون۔ کیونکر سمجھ لون کہ آپ کے ساتھ میرا نباہ ہو جائے گا؟ یون آپ نے فتح کر لیا ہے اپنی لونڈی بنا لیجیے۔ مگر بی بی بنانا مشکل ہے۔"

عثمان "اور مین بی بی ہی بنانا چاہتا ہون۔ مگر وعدہ کرتا ہون کہ کبھی کوئی امر آپ کی مرضی اور خوشی کے خلاف نہ ہو گا۔"

منینہ "مگر مین اپنی سہیلیون اور اپنے دوستون سے مشورہ کیے بغیر حامی نہین بھر سکتی۔"

عثمان "مجھے امید ہے کہ شاہ یوویز میری سفارش کرین گے۔ آپ یہ خط تو اُن کی خدمت مین بھیجنے دین۔"

منینہ "بھیجیے۔ مگر کیا وہ مجھ پر جبر کرین گے؟"

عثمان "اُن کو اختیار ہے چاہین جبر کرین چاہے آپ کو سمجھائین مگر مین اُن سے سفارش ضرور اُٹھوا دون گا۔" یہ کہہ کے عثمان نے ایک افسر کو بُلا کے حکم دیا کہ دس اندلسی سوارون کو ساتھ لو۔ اور یہ خط کل شام تک بروی غالہ مین

شاہ پرویز کے پاس پہونچادو - اور پرسون شام تک مجھے جواب مل جائے"
اب اطمینان اور امن و امان کا زمانہ تھا - دونون لشکر آرام اور اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے - خصوصاً ابن ابی بیسعہ کو شاہزادی کی صحبت اور اُس کی محبت بھری مہمان نوازی مین ایسا لطف آ رہا تھا کہ تمام باتون کو بھولا ہوا تھا - اُسے نہ اپنے قومی و ملکی فرائض یاد تھے اور نہ دنیا و مافیہا کی خبر تھی -

یہان اُسے سب سے زیادہ مانوس ہیلینا کے ساتھ ہونا چاہیے تھا جس پر وہ دل و جان سے فریفتہ تھا اور جو ایک زمانے سے اُس کی محبوبہ تھی - مگر اب قلعہ سوبتوم کے اندر وہ اُس سے رُکا ہوا نظر آتا ہے - شاہزادی کی سب سہیلیون سے بولتا ہے مگر اُس سے نہین بات کرتا - اس حال کو جب دو دن گزر گئے تو ہیلینا نے بھی اسے محسوس کیا - پہلے وہ سمجھی کہ شاہزادی کے حسن و جمال نے امیر عرب کو میری یاد بھلادی ہے - مگر یہ بات دل مین نہ جمتی تھی - دوسرے دن رات کو کھانے کے وقت عثمان شاہزادی کے دل پر اپنی وفاداری کا نقش بٹھا رہا تھا کہ سلوریا نے شوق کی وضع سے کہا "شاہزادی حضور ان کی باتون مین نہ آئین - اول تو مردون کی محبت کا اعتبار ہی نہین - اور ہو بھی تو ان کا اعتبار بالکل نہین ہے"

عثمان "کیون؟ تم نے مجھے کیونکر بے اعتبار جان لیا؟"

سلوریا - (شاہزادی سے) "ابھی چار روز ہوئے یہ ہماری دوست ہیلینا پر جان دیتے تھے - اُن کے لیے بیتاب تھے - اور اب حضور کا چاند سا مکھڑا دیکھ لیا تو جیسے اُن سے کوئی تعلق ہی نہ تھا - اُنھین تو ان کی خوشی کا یہان تک خیال ہو کہ انھون نے نونون کے کپڑے ناپسند کیے تھے - انھون نے فوراً اُتار کے پھینک دیے - مگر ان کو ذرا پروا نہین"

عثمان - (متانت کے ساتھ جس مین کسی اندرونی تکلیف کی حس ملی ہوئی تھی) "اس کا ذکر جانے دو"

سلوریا "کیون نہین؟ اب تو اُن کا نام سننا بھی ناگوار ہے"

شاہزادی:"اے ہان کیا آپ ان سے خفا ہو گئے ہین جو کبھی بات بھی نہین کرتے؟"
عثمان:"مین ان سے بات کرتے ڈرتا ہون؟"
یہ جملہ سُن کے ہیلینیا چونک پڑی - اور بولی "کیون؟ مین ہوّا کیون ہو گئی؟"
عثمان:"مین نے تم سے محبت کی - تم پر جان دی - تمھارے لیے ہر بات گوارا کی - اور جہان تک ہو سکا تمھاری ہر خواہش کو پورا کیا - اور بھاگ آنے کے بعد بھی جب تم نے خط بھیج کے آنے پر آمادگی ظاہر کی تو اسے مین اپنی خوش نصیبی سمجھا - مگر افسوس یہ سب میری غلطی تھی - اور مین نے ان باتون کا غلط اندازہ کیا تھا"
شاہزادی - (متحیر ہو کے) "آخر کچھ ان کا قصور بھی بتایئے گا؟"
عثمان:"وہ نہ جانتی ہون تو بتاؤن"
شاہزادی - (ہیلینیا سے) "کیون تم جانتی ہو کہ انھین کس بات کا ملال ہے؟"
ہیلینیا:"کچھ کہا ہو تو جانون - اور یون مجھے پہیلیان بوجھنا تو نہین آتین"
عثمان:"ان کو مین اپنا خیر خواہ سمجھے ہوئے تھا - مگر جب آپ کی نگاہ ناز کے تیر اور آپ کے حسن کے جلوے نے مجھے از خود رفتہ کیا تو سب کے پہلے جس نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے گرفتار کرانا چاہا وہ یہ تھین - حالانکہ مین انھین آپ کی صحبت مین اپنا ہمدرد خیال کرتا تھا - آپ کی تمام سہیلیون اور سوتیوم کے ہر سپاہی کو حق تھا کہ مجھے گرفتار کرے مگر یہ ان کا کام نہ ہونا چاہیے تھا"
منیفہ - (مسکرا کے) "اس کی وجہ یہ تھی کہ اب یہ میری صحبت مین اور میری نوکر تھین"
عثمان:"یہی مین بھی کہتا ہون کہ یہ اب میری نہین رہین بلکہ آپ کی ہو گئین"
ہیلینیا:"وہ ن بھی آپ کی لونڈی تھی اور لون بھی آپ کی لونڈی ہون - اور امید ہے کہ شاہزادی کے لیے اگر مین قصوروار ہوئی ہون تو وہی میرا قصور معاف کرادین گی"
سلوریا:"مگر مین پوچھتی ہون کہ وہ محبت اب کہان چلی گئی؟"
عثمان - (ہنس کے) "مجھے محبت ہے - یہ خوبصورت چہرہ دل پر اب بھی اپنا نقش بٹھائے ہوئے ہے - مگر پہلے ایک خوشنما پھول سمجھتا تھا اور اب خوبصورت شمع خیال کرتا ہون جس کے پاس ہاتھ لیجانے مین جل جانے کا اندیشہ ہے"
ہیلینیا پھر کچھ کہنا چاہتی تھی مگر شاہزادی نے اشارے سے روکا - اور

کھانے کے بعد جب سونے کو اپنے کمرے مین گئی تو اُسے تنہائی مین سمجھا دیا کہ ابھی چند روز خاموش رہو۔ موقع دیکھ کے مین صفائی کرا دون گی۔"

پندرھوان باب

صلح اور صبح وصال

دو چار روز تک یہی لطف و محبت کی صحبتین رہی تھین کہ خبر آئی شاہ یودیز خود ہی آ رہے ہین۔ اور پرسون سوتیوم مین داخل ہون گے۔ خبر کے ساتھ ہی اُس کے استقبال کا سامان ہونے لگا۔ اور تیسرے دن عثمان ابن ابی لیسعہ اور شاہزادی اور دیگر فرانسیسی اور عربی سردارانِ فوج اُس کی پیشوائی کے لیے شہر سے باہر کئی میل تک چلے گئے۔ اور جیسے ہی عثمان کا اور اُس کا سامنا ہوا دونون گھوڑون سے اُتر کے گرمجوشی سے ملے۔ بیٹی کی صورت دیکھ کے یودیز آبدیدہ ہو گیا۔ اور کہا "مین کہتا تھا کہ میرے ساتھ رہو۔ افسوس تم نے نہ مانا۔ اور کیا بتاؤن کہ جب تمھارے محصور اور اختیار سے باہر ہو جانے کا حال سنا ہے تو میری کیا حالت ہوئی ہے؟ مگر مسیح کا ہزار ہزار شکر ہے کہ پھر تمھاری صورت دیکھنا نصیب ہوئی۔"

منینہ ۔(عثمان کی طرف اشارہ کر کے) "یہ فقط اِن کی مہربانی سے ہوا۔ انھون نے مجھے اسیر کر لیا۔ اور قلعے کے فتح ہو جانے مین کوئی بات نہین اُٹھ رہی تھی۔ مگر مجھے فتح اور اسیر کرنے کے بعد یہ مہربان ہو گئے۔ میری ہر شرط مان لی۔ اور قلعہ کے فتح کرنے کے بجاے ایک مہربان دوست بن کے ہمارے مہمان ہوئے ہین۔"

یودیز ۔"یہ اِن کی اتنی بڑی فتح ہے جس کا جواب نہین ہو سکتا۔ اس فتح سے انھون نے ہم سب کو غلام بنا لیا۔ اور افسوس ایسا غلام بنایا کہ کوئی بات ہمارے بس کی نہین رہی۔"

عثمان ۔"آپ ایسا نہ فرمائین۔ ہر چیز یہان تک کہ مین بھی آپ کے اختیار مین ہون۔"

یودیز ۔"یہ آپ کی نیکی اور شریف النفسی ہے۔"

ان باتون کے بعد یوویز قصر شاہی مین آیا - اور جب بیٹی سے تنہائی مین ملاقات ہوئی تو کہا "مینیہ - افسوس مین نہ چاہتا تھا کہ تو ایک عرب مسلمان کی بی بی بنے اور اسی لیے مجھے نہین گوارا تھا کہ تو عربون کے مقابلے کے لیے میدان جنگ مین آئے - مگر تو نے نہ مانا - اور واقعات نے ایسی صورت پیدا کر لی کہ کچھ زور نہین چل سکتا"

مینیہ "اباجان آپ ملال نہ کرین - مین نے اول ہی مین کہہ دیا تھا کہ سب چیزین اباجان کے اختیار مین ہین - اور اُن کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا - آپ جس بات کو ناپسند کرین اُس سے انکار کر دین - امید ہے کہ عثمان بدعہدی نہ کرین گے"

یوویز "کاش تو نے عرب سردار کو مہمان بنا کے اپنے قصر مین نہ رکھا ہوتا - قید رہتی مگر اس کو گوارا نہ کرتی کہ دشمن کے احسانات ہم کو اور ہماری فوج کو غلام بنا لین - اُس کی خواہش ہے کہ تجھے اپنی بی بی بنائے - اور جو احسان وہ کر چکا ہے اُن کے بعد ہمارے لیے انکار یا کسی قسم کے عذر کی گنجایش نہین باقی رہی - اب مجھے اس معاملہ مین فقط تیری خوشی دریافت کرنی ہے"

مینیہ "میری خوشی سے زیادہ مقدم سلطنت کی مصلحتین ہین - پہلے آپ اُن کا خیال فرمائین"

یوویز "دو باتین ہین - ملکی مصلحت اور قومی عزت - ملکی مصلحت کے لحاظ سے اس سردار عرب کے ساتھ تیری شادی ہونے مین ہر طرح کے فائدے ہین - عربون سے دوستی اور تعلقات قائم ہو جانے سے ہماری سلطنت کو استقلال ہو جائے گا - ہمارے سامنے سے تمام خطرے دُور ہو جائین گے - اور اُن کی مدد سے چند ہی روز مین ہم فرانس کے تمام نوجوانون اور حکمرانون کو شکست دے دین گے - اور ایک سلطنت قائم کر لین گے جس کی سرحد مشرق مین رومہ سے اور شمال مین جرمانیا سے ملی ہوگی - لیکن قومی عزت کا خیال اس کے بالکل خلاف ہے - سلطنت کو اس شادی سے چاہے کیسی ہی قوت حاصل ہو جائے مگر خاندانی عزت اور شرافت خاک مین مل جائے گی - ہم اپنے ہم وطن کے حکمرانون سے چار آنکھین

گرنے کے قابل نہ رہین گے"

منینہ - (افسردگی کے ساتھ) "مگر عزت سب پر مقدم ہے"

یوویز - "عزت مقدم ہے لیکن حکومت اور قوت سے تھوڑی ہی بہت تسلی ہوسکتی ہے - یاکم سے کم یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص ہمارے منہ پر ہمین بُرا نہ کہہ سکے گا - اس لیے اس بے عزتی کو مین گوارا کرسکتا ہون بشرطیکہ تُو خود اس عرب سردار کی بی بی بننا پسند کرتی ہو"

منینہ - "اس معاملہ مین بھی مجھے آپ ہی مشورہ دین - اُس کی صورت - حالت - اُس کی مہربانیان - اور لطف و محبت کی باتین - پھر اُس کے احسانات اور جہان تک مجھے معلوم ہوا ہے اُس کا مذاق اور اُس کی وضع قطع ان سب باتون نے میرے دل کو اُس کا گرویدہ بنا دیا ہے - وہ رحم دل اور خلیق ہے جس سے امید پڑتی ہے کہ میرے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرے گا - وہ پھولون اور موسم بہار کی دلچسپیون کا عاشق - اور کوہستان پیرے نیز کی بہار دیکھنے کا رسیا ہے - جو باتین خاص میرے مذاق کی ہین - اور صورت شکل مین بھی اُن سب کاونٹون اور ڈیوکون سے اچھا ہے جو اس گھڑی تک مجھ سے شادی کرنے کے آرزومند ہوچکے ہین - یہ بھی جانتی ہون کہ اُس کی بی بی بننے مین مجھے جیسی حکومت حاصل ہو جائے گی اور کسی طرح نہین نصیب ہوسکتی"

یوویز - (افسردگی کے ساتھ) "تو یہی کیون نہین کہتی کہ اس مسلمان سردار کو تو اپنا دل دے چکی؟ اور اُس کی ظاہری خوبیون پر فریفتہ ہے؟"

منینہ - "آپ اِسے دل دینا یا فریفتہ ہونا جو چاہین کہین - مین نے اپنے دل کی حالت بیان کردی - لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہتی ہون کہ اگر آپ ناپسند کرین گے یا آپ کے نزدیک مصلحت کے خلاف ہوگا تو مین اس خیال کو چھوڑ دون گی اور آپ کے حکم سے باہر نہ ہون گی"

یوویز - "مین یہ نہین چاہتا کہ تیری شادی تیری مرضی کے خلاف کرون - یہ مین آج ہی نہین کہتا ہون بلکہ ہمیشہ مین نے یہی کہا ہے - لیکن تو نے اس کا بھی خیال کرلیا ہے کہ عثمان مسلمان ہے؟ اور ہمارے دین کو بُرا اور کفر سمجھتا ہے"

منیفہ۔ "جی ہان وہ مسلمان ہے مگر مسیحیہ عورتون کے ساتھ شادی کرنا اس کے عقد میں جائز ہے - رہا یہ کہ وہ میرے دین کو جھوٹا سمجھتا ہے تو دل مین چاہے سمجھے مجھے یقین ہے کہ اپنے خلق اور محبت کی وجہ سے میرے سامنے وہ مسیحیت کی نسبت کوئی ایسا لفظ اپنی زبان پر نہ لائے گا جو مجھے ناگوار ہو"

یوویز۔ "مین نے مانا کہ اس بارے مین وہ تیری خاطرداشت کرے گا لیکن مسلمان کسی ایک بی بی کے پابند نہین ہوتے - ایک ہی وقت مین چار چار بیبیان رکھتے ہین - اور لونڈیون کی کوئی حد ونہایت نہین ہوتی - جتنی چاہین اپنے محل مین بھرلین - کیا تو اسے بھی برداشت کرلیگی؟"

منیفہ۔ "ایک گھڑی کو بھی برداشت نہین کرسکتی - مگر وہ وعدہ کرتا ہے کہ مسلمانون مین چاہے رواج ہو مگر وہ میرے سوا کسی عورت سے تعلق نہ رکھے گا - اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ اپنے وعدے مین سچا ہے"

یوویز۔ "اس کا بھی تجھے خیال ہے کہ عثمان کی بی بی ہونے کے بعد تو اپنے وطن مین نہ رہ سکے گی ماں باپ - گھر بار - قوم اور مذہب سب کو چھوڑ کے ہسپانیہ مین جانا ہوگا - اور اگر دمشق کے خلیفہ نے اُسے کسی اور ملک مین بھیج دیا تو پھر تو بھی اُس کے ساتھ دنیا کی خاک چھانتی پھرے گی - سنتا ہون کہ عربون کی حکومت ہندوستان اور چین تک ہے - اگر وہان جانا پڑا تو تو کیا کرے گی؟"

منیفہ۔ "عثمان وعدہ کرتا ہے کہ مجھے ہمیشہ کوہسار پیرینیز کی جان فزا گھاٹیون مین رکھے گا - اور اگر اس ملک کے چھوڑنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اُس کے ساتھ جا کے دنیا کی خاک چھاننے مین مجھے تامل نہ ہوگا - مین سفر کی شوقین ہون - اُس کے ساتھ سفر بڑے لطف مین کٹے گا - اور دُور و دراز کی سیر مین میرا دل خوب لگے گا"

یوویز۔ (مایوسی کے ساتھ) "تو پھر تامل کرنے کی کیا وجہ؟ مین اُس کے ساتھ تیری شادی کردون گا - مگر آہ! میری یہ تمنا تھی کہ اگر غیر ملک اور غیر قوم مین تیری شادی ہوتی اور تجھے قربان کرکے قومی بے عزتی گوارا بھی کی جاتی تو پھر تو کسی ایسے تاجدار کی ملکہ بنتی جس سے زیادہ عزت کسی دوسرے کی نہ ہو - عثمان صرف ایک فوجی افسر ہے - اور گو آج دگر فتح کے جھنڈے اُڑا رہا ہے مگر کوئی ذاتی عزت نہین رکھتا - وہ امیر ہسپانیہ کا ماتحت اور خلیفۂ دمشق کا غلام ہے - کاش تو دمشق کی ملکہ اور اس عربی خلیفہ کی بی بی بنتی"

منیفہ۔ "مین محبت کی بھوکی ہون اور محبت چاہتی ہون - عثمان مین محبت ہے اور اسی لیے

مجھے اُس سے محبت ہے۔ اور اس محبت بھری صحبت عیش کی ایک گھڑی بھی مجھے اُس زندگی بھر کی حکمرانی وجہان پناہی سے زیادہ عزیز ہے جس مین مجھے ایک ایسے تاجدار کے پہلو مین بٹھینا پڑے کہ اُسے نہ مجھ سے محبت ہو اور نہ مجھے اُس سے۔"

یودیز "تو اب زیادہ گفتگو کی ضرورت نہین ہے۔ تجھے اس شادی مین اپنی فلاح نظر آتی ہے اور مین بھی مروت کی وجہ سے انکار کی جرأت نہین کرسکتا تو آج ہی رات کو اس سردار سے طے کر لون گا۔ اور کل ہی تم دونون کی شادی ہوجائے گی۔ اس کام کو کرنا ہے تو جلدی کرنا چاہیے۔"

میمنہ "میری باتون سے آپ کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ میرے دل کو عثمان بن ابی لیسعہ کے ساتھ کیسا لگاؤ ہوگیا ہے۔ لیکن اس پر بھی اگر آپ کے نزدیک مصلحت نہ ہو۔ یا آپ خوشی سے اجازت نہ دین تو مین اپنے دل کو روکون گی۔ اور وہی ہوگا جو آپ کہین گے۔"

یودیز "مین خوشی سے اجازت دیتا ہون۔ میرے خیالات بدل گئے۔ اور صاف نظر آرہا ہے کہ میرا اور تیرا دونون کا نفع اسی مین ہے۔"

اس گفتگو کے بعد یودیز اپنے پرائیوٹ کمرے مین گیا۔ اور منینہ عثمان ابن ابی لیسعہ کے پاس آکے بیٹھ گئی۔ اُس کی سہیلیان بھی یہین تھین۔ پلشیریا اپنی شاہزادی کی صورت دیکھتے ہی کہنے لگی "حضور کہان جاکے بیٹھ رہی تھین؟ آپ کے مہمان بار بار یاد کرتے تھے۔ اور ہم پر تاکید تھی کہ جہان ملین ڈھونڈھ لاؤ۔"

منینہ "اباجان کی باتون مین دیر ہوگئی۔ اُن سے بہت کچھ کہنا سننا تھا۔"

اس وقت نہ ریحانہ تھی اور نہ کوئی اور ترجمہ کرنے والا پاس تھا اور اس کا بالکل اندلیشہ نہ تھا کہ اُن کی زبان سے جو کچھ نکلے گا فاتح قائد عرب کی سمجھ مین آسکے گا۔ اس نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کے سلوریا نے پوچھا "تو پھر کیا طے ہوا؟ اور حضور کب دُلھن بنین گی؟"

منینہ "اباجان نے منظور تو کرلیا۔ مگر خوش نہین معلوم ہوتے۔"

سلوریا "اس رشتہ سے ظاہر مین تو کوئی بھی خوش نہ ہوگا۔ لیکن ایک طرف تو مجبوری ہے اگرچہ یہ کہتے یہی ہین کہ زبردستی نہ کرین گے۔ مگر یہ فقط دکھانے کا اخلاق ہے۔ دوسری طرف ان سے دوستی اور یگانگت ہوجانے مین ہماری سلطنت کا فائدہ

کتنا بڑا ہے؟ کیا ان باتون کا وہ نہین خیال کرتے ؟"

منینہ:" اسی خیال سے تو مجبور ہو کے راضی ہوئے ہین ؟"

پلشیریا:" مجھے تو بس یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ اپنے دین مین کس قدر مضبوط ہین ؟"

منینہ:" مین اپنا دین تو ہرگز نہ چھوڑون گی ؟ مسیح کو چھوڑ کے مین محمد (صلعم) کی پرستش نہین کر سکتی ؟

پلشیریا:" تو شادی ہونے مین کوئی مضائقہ نہین بلکہ مجھے امید ہے کہ آپ اپنے اثر سے اپنے دولھا کو بھی عیسائی بنالین گی ؟"

منینہ:" چاہتی تو یہی ہون اور اس کی کوشش بھی کرون گی ؟"

فلاویا:" اور آپ کا اُن پر اثر اس قدر ہے کہ آپ کے کہنے سے باہر نہ ہون گے ؟"

پلشیریا:" اسی لیے تو کہتی ہون کہ یہ تو ثواب کا کام ہے (فلاویا سے) چلو کل صبح کو ہم سب بادشاہ کو سمجھا کے راضی کر لین ؟"

منینہ:" راضی تو وہ اب بھی ہین - مگر انھین خوش کرنا ہے ؟"

پلشیریا:" ہم خوش بھی کر لین گے ؟"

اتنے مین ریحانہ آگئی - اور اس گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا - دوسرے دن عثمان ابن ابی نسعہ نماز پڑھ کے بیٹھا تھا - کئی سرداران عرب صحبت مین تھے اور اس امر مین گفتگو ہو رہی تھی کہ فوج کے لیے کس قدر روپیہ یودیز سے طلب کیا جائے - اور اس کے ذمہ کس قدر سالانہ خراج واجب الادا کیا جائے - تھوڑی دیر ردّو بدل مین طے ہو گیا کہ فوج کے لیے کم سے کم پانچ لاکھ اشرفیان مانگی جائین اور پچاس ہزار اشرفیون کا خراج سالانہ مقرر ہو - اتنے مین لیث بن خنظلة الفہری آگیا - اسکے دیکھتے ہی عثمان نے کہا - خوب آئے - اس وقت تمھارے ہونے کی ضرورت تھی - ہم نے فوجی نذرانہ کے بابت پانچ لاکھ اور سالانہ خرچ کی پچاس ہزار اشرفیان تجویز کی ہین - تمھاری کیا راے ہے ؟"

لیث:" میرے نزدیک تو یہ رقم کم ہے - لیکن آپ یہی مناسب سمجھتے ہین تو مضائقہ نہین لیکن مین اس وقت یہ عرض کرنے کو حاضر ہوا ہون کہ ابھی دریاے غرونہ کے کنارے سے خلف بن عباس الخزاعی کا قاصد خط لے کے آیا ہے - اور بیان کرتا ہے کہ وہ دریاے غرونہ کے اس پار اُتر آئے ہین - اور تو سیو دس فرسخ پر ہے جس کیا

وہ کل حملہ کرین گے؛ عثمان نے فوراً قاصد کو بُلوا کے خط لیا۔ اُسے کھول کے پڑھا۔ اور کہا "خلف نے بڑی بہادری سے کام لیا۔ ہمارے برابر ہی وہ بھی آپہونچا۔ ہم سے اُس سے توسیو ہی مین ملنے کا وعدہ تھا نہ؟ خیر اب صلح ہوگئی تو یہان سوتوم مین آکے ملے گا؟"

لیث :- اگر آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہو تو اُسے توسیو پر قبضہ کر لینے دیجیے۔ یودیز یہان آیا ہوا ہے۔ بُردی غالہ مین کوئی فوج جمع کرکے بھیجنے والا موجود نہین ہے۔ اور راکوئی طانی کی ساری سپاہ ادھر اُدھر منتشر پڑی ہے۔ موقع بہت اچھا ہے۔ اسی سلسلہ مین اُس شہر پر بھی قبضہ ہوگیا تو پھر ان لوگون کو کہین قدم جمانے کا موقع نہ ملے گا؟

عثمان :- لیکن اب لڑائی روک دی گئی ہے تو ایسی بدعہدی نہ کرنی چاہیے۔ تاہم مین غور کرکے جواب دون گا؟

اتنے مین خبر آئی کہ شاہ یودیز امیر الجیش عثمان سے ملنے کو آتا ہے۔ عثمان نے اُٹھ کے دور تک استقبال کیا۔ تعظیم و تکریم سے لاکے بٹھایا۔ اور اپنے اُن سرداران فوج سے ملایا جو صحبت مین حاضر تھے۔ ریحانہ بھی مترجم کی خدمت ادا کرنے کے لیے حاضر ہوگئی اور باہمی سوال و جواب کا ذریعہ بنی۔ تھوڑی دیر کے بعد یودیز نے تنہا ملنے کی خواہش کی اور تخلیہ ہوگیا۔ سب لوگون کے اُٹھ جانے کے بعد عثمان نے کہا "مین خود ہی آپ کی خدمت مین حاضر ہونے والا تھا۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارا ایک سردار فوج خلف بن عباس جو زبونہ سے فوج لے کے شمال کے شہرون پر قبضہ کرتا ہوا آرہا تھا دریاے غرونہ سے اُتر چکا ہے۔ اور کل تک شہر توسیو کا محاصرہ کر لے گا؟"

یہ سنتے ہی یودیز کا چہرہ اُتر گیا۔ اور اندوہگینی کی وضع سے بولا "تو کیا مین یہان اسی لیے بُلایا گیا ہون کہ بُردی غالہ واپس جانے کے قابل بھی نہ رہون؟ مین یہان گھیر کے پکڑ لیا جاؤن؟ اور دھوکے مین توسیو اور بُردی غالہ پر قبضہ کر لیا جائے؟"

عثمان :- (ندامت کے ساتھ) "اس کا تو خیال بھی نہ کیجیے کہ ایک عرب سے کسی قسم کی دغابازی ظاہر ہوگی خلف کو التواے جنگ کی خبر نہین ہے۔ اور جس وقت یہان سے حکم جائے گا وہ فوراً حملہ سے باز آجائے گا؟"

یودیز :- تو کب یہان سے حکم جائے گا؟ جب وہ توسیو پر قبضہ کر چکے گا؟"

عثمان "اس کا قاصد اسی لیے روک لیا گیا ہے - آج ہی میرا حکم لے کے جائے گا - اور خلف یہین آ کے آپ سے ادب و تعظیم کے ساتھ ملے گا"

یوویز "تو جلدی بھیجیے - ایسا نہ ہو کہ وہان کی رعایا پر کوئی ظلم ہو جائے"

عثمان "ابھی بھیجتا ہون - مین تو اب تک حکم بھیج چکا ہوتا مگر مناسب معلوم ہوا کہ شرائط صلح طے ہو جائین تو ایک ہی ساتھ اُسے تمام امور کی خبر دون"

یوویز "اور اسی لیے مین اس وقت آیا ہون - پہلے یہ بتایئے کہ فوج کے نذرانے مین آپ کس قدر رقم چاہتے ہین؟"

عثمان "آپ کو کس قدر روپیہ دینے مین آسانی ہو گی؟"

یوویز "ملک تباہ ہو رہا ہے - خزانے مین کچھ ہے نہین - جو کچھ دینا پڑے گا اسی تباہ شدہ رعایا سے جبراً وصول کیا جائے گا - مین تین چار لاکھ اشرفیون سے زیادہ نہ دے سکون گا -"

عثمان "مین نے سرداران فوج کو پانچ لاکھ پر راضی کیا ہے"

یوویز "خیر آپ کی خوشی ہے تو پانچ ہی لاکھ کی رقم فراہم کر دی جائے گی - اور سالانہ خراج آپ کس قدر مانگتے ہین؟"

عثمان "مین تو شاہزادی کے خیال سے کچھ بھی نہ مانگتا مگر خلافت کو اطمینان دلانا ہے - آپ کس قدر آسانی سے ادا کر سکین گے؟"

یوویز "زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ اشرفیان"

عثمان "مین نے اس سے بھی کم یعنی صرف پچاس ہزار تجویز کی ہین"

یوویز "نہایت مہربانی و عنایت - مین اسے خوشی سے اور شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہون - اب صرف منینہ کی شادی کا معاملہ باقی ہے - اس مین اگرچہ ہمارے مسیحی شہرون مین میری بدنامی اور رسوائی نظر آتی ہے مگر اسے بھی مین خوشی سے قبول کرتا ہون - لیکن ایک شرط ہے"

عثمان "وہ شرط بھی ارشاد ہو"

یوویز "ہم سے آپ سے یہ معاہدہ ہو جائے کہ ہمارے ملک پر فرانس کے مسیحی حکمرانون مین سے کوئی حملہ کرے یا ہم ہی کسی دشمن پر چڑھائی کرین تو عربی لشکر پوری قوت سے ہمارا ساتھ دے اور ہماری مدد کرے - تاکہ آپ کی مدد سے مین سارے فرانس کا

بادشاہ ہو جاؤن"

عثمان "اِس کی مین ذمہ داری کرتا ہون - مین ہمیشہ آپ کا ساتھ دون گا - اور میرا سارا لشکر آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوگا"

یو ویز "بس اب مجھے کوئی عذر نہین - مینیہ خود بھی راضی ہے - اس لیے مہربانی کر کے اسی وقت معاہدہ لکھ کے ہم دونون دستخط کر دین - اور اُس کی ایک ایک نقل مرتب کرا کے آپ اپنے قبضے مین کر لین - اس کے بعد آج ہی رات کو گرجے مین شادی ہو جائے"

عثمان "معاہدہ مین اسی وقت مکمل کیے دیتا ہون - مگر شادی گرجے مین نہین بہین ہوگی - اور اسلامی اصول کے مطابق ایجاب و قبول ہوگا"

یو ویز "اگر آپ کی یہ خوشی ہے تو مجھے اس مین بھی عذر نہین"

اس قرارداد کے مطابق اسی وقت اچھے خوشنویس بُلوائے گئے - فرانسیسی اور عربی زبانون مین معاہدہ لکھا گیا - جس پر دونون فریقون نے دستخط کیے - تمام اُمرائے عرب و فرانس جو موجود تھے اُن کی گواہیان لکھوائی گئین - اس معاہدے کے مکمل ہوتے ہی یو ویز اُٹھ کھڑا ہوا - اور کہا "اب آپ شادی کی تیاریان کرین - مین آج ہی رات کو عقد کر دون گا - اور ایک ہفتہ کے اندر آپ کو نذرانے اور ایک سال کے خراج کی رقمین وصول ہو جائین گی"

یہ کہہ کے یو ویز چلا گیا - اور عثمان نے خلف بن عباس کے قاصد کو اس مضمون کا خط دے کے واپس کیا کہ "اب سلطنت اکوئیٹانی سے ہم سے صلح ہو گئی ہے - لہذا لڑائی موقوف کی جائے - اور تم مع اپنے لشکر کے سوتیوم مین آ کے مجھ سے ملو تاکہ بہادرون کو اُن کی کارگزاری کا انعام دیا جائے"

قاصد کے جانے کے بعد عثمان نے ریحانہ سے کہا "آج شاہزادی نہین آئین اجازت ہو اُنھین فرصت ہو تو بُلا لاؤ" وہ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد شاہزادی مینیہ کی سہیلیون نے آ کے شادی کے طے ہو جانے پر مبارکباد دی - اور کہا "اب شاہزادی شادی کے بعد آپ سے ملین گی"

عثمان "تو آج کا دن ہجر و فراق کی تکلیف مین کٹے گا؟ مجھے یہ معلوم ہوتا تو شام سے پہلے ہی اِن باتون کو انجام دے لیتا"

ہیلینیا:۔ "انتقام مین بھی لطف ہے۔ آج کا مبارک دن شادی کے اہتمام اور انتظام مین صرف کیجیے۔ بغیر ہجر کے وصال مین مزہ نہین ہے۔ کیا آپ چاہتے ہین کہ اتنا بھی انتظار نہ کرنا پڑے اور وصل ہو جائے؟"

عثمان بن لسیعہ ہیلینیا سے یہ سُن کے خاموش ہو رہا۔ اور اپنے افسرون اور دوستون کو حکم دیا کہ شادی اور دعوت کا سامان کرین۔ دن گرمجوشی اور ہر قسم کی آراستگی اور محفل عقد کی تیاریون مین صرف ہوا۔ بعد مغرب عثمان نے پُرتکلف کپڑے پہنے۔ اور دوسو معزز عرب کے پُرتکلف جلوس سے اُس قصر زرنگار مین گیا جس مین دُلھن کی طرف سے استقبال و دعوت کا سامان کیا گیا تھا۔ خود یودیز کی وکالت سے قاضی ابوساعد خولانی نے جو عساکر اسلام کے قاضی تھے ایجاب و قبول کے بعد خطبۂ نکاح پڑھا۔ مبارک سلامت کا غل ہوا اور سنت رسالت کے زندہ کرنے کے لیے چھوہارے جو بڑی جستجو سے فراہم کیے گئے تھے حاضرین مین لٹائے گئے۔

اس شادی نے عثمان اور یودیز مین تعلقات قرابت کے ساتھ ایسی یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا کر دی کہ عرب کا حسن پرست سپہ سالار فرانس کی زندہ دل رعایا مین یودیز سے بھی زیادہ ہر دلعزیز تھا۔ اُمراے سوتیوم جوش و خروش سے اس کی دعوتین کرتے جن مین دونون دولھا دولھن جاتے اور لوگ اُنھین سچے خلوص اور نہایت ہی تعظیم و تکریم سے سرون پر بٹھاتے۔

شادی کے پانچین دن صبح کو عثمان بعد غسل و نماز اپنی مہ جبین بی بی کے پاس بیٹھا تھا اور اُس کی انیسین جلیسین اور شوخ ادا خواصین گھیرے ہوئے تھین اب وہ تھوڑی بہت فرانسیسی زبان بھی سمجھنے لگا تھا اور بغیر کسی ترجمان کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین اپنا مطلب نکال لیتا۔ شکستہ الفاظ مین کہا "سوتیوم پر اب ہماری فوج کا بار پڑ رہا ہے۔ پچاس ہزار سے زیادہ لشکر پڑا ہوا ہے۔ ضرورت ہے کہ مین ان سب کو اندلس مین واپس لے جاؤن۔"

فلاویا:۔ "اب آپ ہماری شاہزادی کو چھوڑ کے کہان جا سکتے ہین؟ سب سپاہیون کو بیشک حکم دے دیجیے کہ واپس چلے جائین۔"

عثمان:۔ "یہ غیر ممکن ہے۔ مجھے خود واپس جا کے والی اندلس کو اس مہم کی کیفیت

بتانا ہے؟

فلاویا "ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ شاہزادی کے ساتھ جا کے ہنی مُون کا مہینہ بُندی خانہ مین بسر کرین گے۔ مگر آپ اُلٹے گھر جانے کو کہتے ہین"

عثمان "ہنی مُون کیا؟"

فلاویا "اے ہے! کیا ہنی مُون آپ کے وہان نہین ہوتا؟ شادی کے بعد پہلے چاند بھر دولہا دُلھن کسی نہایت ہی دلچسپ اور خاموش مقام مین رہتے اور ایک دوسرے کی صحبت سے لطف اُٹھاتے ہین۔ اسی چاند کو ہنی مُون کہتے ہین"

عثمان "طریقہ تو لطف کا ہے۔ شادی کی اور سب رسمین تو عربون کے طریقے سے ہوئین مگر مسیحیون کی اس رسم کو مین ضرور ادا کرون گا۔ لیکن میرا ہنی مون پیرینز کی وادیون اور مرغزارون مین ہوگا"

پلشیریا "تو پھر انتظار کس بات کا ہے؟"

عثمان "خلف بن عباس قوسیو سے آجائے تو اُسے اپنے ساتھ لے کے واپس روانہ ہون۔ اتنے دنون مین بادشاہ وہ رقم بھی بھیج دین گے جس کا فوج والے انتظار کر رہے ہین"

اس جواب پر سب خاموش ہو رہے اور یہ خبر یودیز کو پہونچ گئی جس پر اتنی کثیر التعداد فوج کی رسد رسانی کی وجہ سے ایک آفت نازل ہو رہی تھی۔ دوسرے ہی دن اس نے رقم مطلوبہ فراہم کر کے بھیج دی۔ اور اتفاقاً اسی وقت خلف بن عباس بھی اپنے تیس ہزار لشکر کے ساتھ آگیا۔ اور عثمان تمام سرداران عرب کو جمع کر کے انعام تقسیم کرنے مین مصروف ہوا۔ لیکن اب شہر والون پر بجائے پچاس ہزار کے اسّی ہزار فوج کا بار پڑ گیا تھا جو بالکل ناقابل برداشت تھا۔ باپ کو مصیبت مین دیکھ کے شاہزادی منینہ نے دوسری شب کو تنہائی مین موقع پا کے عثمان سے کہا "ہنی مون نہ ہونے سے مین اپنی قوم مین رسوا ہو رہی ہون۔ مجھ مین اور ایک لونڈی مین کیا فرق ہے؟ یہی ہنی مون کا امتیاز تھا تو اس کا آپ کو خیال نہین"

عثمان "مین ہنی مون کو اس قدر ضروری نہین جانتا تھا۔ اچھا تو کل ہی یہان سے کوچ کر کے ہم شہر الباب مین چلین گے جہان کی بہار دیکھنے کے قابل ہے۔

منیبہ "مین آپ کو ایک ایسی بہار کی جگہ لے چلون گی جس کے سامنے الباب یا بربر کے کسی مرغزار کی اصل و حقیقت نہین۔ آپ میرے ساتھ اِسی پہاڑ کے اندر شہر اُنوس مین چلیین اور نہر نیو کی بہار دیکھین۔ اُس سے زیادہ بہار کی جگہ ساری دنیا مین نہ ہوگی۔ اور اُدھر ہی سے ہسپانیہ کو سیدھا راستہ بھی گیا ہے"

عثمان "اچھا تمھاری خاطر سے مین وہین چلون گا۔ مگر ایک شرط ہے۔ جس وضع مین تم نے پہلے پہل موسم بہار کی ملکہ اور حسن کی ایمان شکن دیوی بن کے میدان جنگ مین مجھے اپنا جلوہ دکھایا تھا اُسی وضع مین ایک بار اور جلوہ دکھا دو۔ پھر جو کہو گی بے عذر اُس کے کرنے کو تیار ہو جاؤن گا"

منیبہ "اگر تمھین ایسا ہی شوق ہے تو وہ جلوہ بھی دکھا دون گی۔ مگر وہین چل کے۔ اُس وضع کے لیے اُس سرزمین سے بہتر کوئی جگہ نہین ہو سکتی"

عثمان "تو کل ہمارا اسی طرف کوچ ہوگا۔ مین اپنے تمام سرداران فوج کو اسی وقت روانگی کا حکم دیے دیتا ہون۔ تم بھی مع اپنی سہیلیون کے تیار ہو جاؤ"

راتون رات سفر کی تیاریان ہو گئین۔ اور دوسرے دن عثمان ابن ابی نسعہ نے اپنے سُسرے شاہ یودیز اور دیگر معززین شہر سے رخصت ہو کے جنوب کی راہ لی۔ لیث کو ایک ہزار منتخب آدمیون کے ساتھ اپنے ساتھ لیا۔ باقی فوج کو حکم دیا کہ ابو عامر کے ساتھ الباب ہوتی ہوئی اسپین واپس جائے۔ اور سب لوگون کو واپسی کی اجازت دیدی۔ اور خلف بن عباس کو نربونہ واپس جانے کی اجازت ملی۔ غرض ایک ہی دن مین سو تیوم اس عظیم الشان لشکر سے خالی ہو گیا۔

سولھوان باب

انجام بد کے آثار

اب ہم ان سب لوگون کو یہین چھوڑ کے اندلس کے دار السلطنت شہر قرطبہ مین آتے ہین جو عبد الرحمن بن عبد اللہ الکلبی کی خوش تدبیری اور اُس کی زبردست حکومت کی وجہ سے نہایت ہی بارونق اور امن و امان کا آغوش عیش بن گیا ہے۔ عبد الرحمن ملک کا پورا دورہ کر کے اور تمام سرکشون اور باغیون کو مغلوب و مقہور کر کے اپنے

دار السلطنت مین واپس آیا ہے - اور سارے شہر مین ایک زندہ دلی پیدا ہو گئی ہے
اس وقت وہ قصر امارت مین بیٹھا ہوا ہے - اُس کے ہم صحبت قاضی ابو الفرح
عدی بن زیان - محمد بن سلام شیبانی - ابو بکر بن کلثوم الطائی - عبد الواحد بن عمر بن
حارث القریشی اور دیگر اُمرا و سرداران فوج اور اکثر عمائد شہر حاضر ہین - مختلف
معاملات مین گفتگو ہو رہی ہے - جس مین اکثر مباحث کا خاتمہ امیر حال کی بیدار مغزی و
خوش تدبیری کے اثبات اور اُس کی تعریفون پر ہوتا ہے - چنانچہ اسی سلسلہ
مین عبد الواحد نے کہا "الحمد للہ کہ تمام جھگڑے طے ہو گئے - اور اب ملک مین
ہر جگہ امن ہے"

ابو بکر "اگر چند روز بھی یہان کے انتظامات کی طرف سے اطمینان رہے تو ہم بہت
جلد فرانس پر قبضہ کر لین - ہم جتنی جلدی فتح کر لیتے ہین اُتنی جلدی انتظام نہین کر سکتے -
اور ہم مین یہ بڑا عیب ہے کہ بہادر فاتح تو کثرت سے ملتے ہین مگر خوش تدبیر مدبر سلطنت
بہت ہی کم ملتے ہین"

قاضی ابو ساعد "اس کمی کو بفضلہ تعالی ہمارے امیر نے پورا کر دیا - لیکن فرانس
پر قبضہ کرنے کے لیے غالباً دربار خلافت سے منظوری لینی پڑے گی"

عبد الرحمن "اس کی مطلقاً ضرورت نہین - جہاد کے لیے کوئی امر مانع نہین ہو سکتا -
ہمین البتہ تیار ہو جانا چاہیے - میرا تو ارادہ ہے کہ جس قدر جلد بن پڑے پیرینیز
کے اُدھر کے ملکون کو فتح کر لیا جائے"

عدی بن زیان "عثمان بن ابی نسعہ تو اس مہم پر گئے ہوئے ہین اور وہ بڑے زبردست
سپہ سالار اور نامور شجاعون مین ہین"

عبد الواحد "ہان اس کام کے لیے وہ ہر طرح موزون ہین - مگر اُن مین بڑا نقصان
یہ ہے کہ بہادر ہونے کے ساتھ عیش طلب ہین"

عبد الرحمن "مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے - کوہسار کی بہار دیکھنے اور رنگینین
عورتون کی ہم آغوشی کے سوا اور کسی کام مین اُن کا دل نہین لگتا - مین اُنھین
بڑا مستعد اور زبردست قائد خیال کرتا تھا - لیکن تجربہ اس کے خلاف ہو رہا ہے - محمد بن عبد اللہ
اشجعی نے چند ہی روز مین یہان کے لوگون کو خوب پہچان لیا تھا - جب اُنھون نے عثمان کی

نسبت یہ رائے ظاہر کی تو مجھے یقین نہ آتا تھا۔ مگر اب دیکھتا ہون تو وہ بالکل سچ کہتے تھے
عدی "اب وہ کہان ہین؟ اور کیا کر رہے ہین؟ فوج تو اُن کی کمک کے لیے برابر یہان سے جا رہی ہے"
عبدالرحمن "کوئی طاقی کے حاکم یودیز سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ اُس کے بہت سے شہرون پر قبضہ کر لیا ہے۔ مگر شہر سوتوم پر پہونچ کے خدا جانے کیا ہو گیا کہ وہان سے قدم آگے نہین بڑھتا۔ بعض لوگ جو وہان سے آتے ہین اُن کا بیان ہے کہ کسی حسین عورت کے پھیر مین پڑے ہوئے ہین۔ اور عشق بازی نے جہاد بھُلا دیا ہے"
عدی "اگر ایسا ہے تو بڑے غضب کی بات ہے۔ اُنھون نے عربون کے نام کو داغ لگا دیا۔ فوراً انھین واپس بُلا کے کسی دوسرے سردار کو بھیجیے۔ جہاد مین جس قدر دیر ہوتی ہے اُسی قدر مجاہدون مین بددلی پیدا ہوتی ہے۔ مجاہدون کی بسر نبرد آزمائی پر ہوتی ہے۔ دو چار روز بھی لڑائی رُک گئی تو فاقے کرنے لگتے ہین"
عبدالرحمن "اس کی مُجھین پروا نہین" یہی باتین ہو رہی تھین کہ حاجب دربار نے ایک نئے شخص کو لا کے اس تقریب کے ساتھ پیش کیا کہ "انھین حاکم نربونہ خلف بن عباس خزاعی نے ایک ضروری اور رازداری کا خط دے کے بھیجا ہے۔ اور تاکید کر دی ہے کہ حضور کے سوا اور کسی کے ہاتھ مین نہ دین" عبدالرحمن نے اُس شخص سے سلام علیک کر کے وہ خط لیا۔ اور زبانی پوچھا "خلف کہان ہین؟ اور ہماری فوجین اب کہان تک پہونچین"
قاصد "خلف نے نربونہ جاتے وقت طولوس سے یہ خط بھیجا ہے۔ اور عساکر اسلام اب واپس آ رہے ہین۔ بشکنش مین سب لوگ پہونچ گئے ہون گے"
عبدالرحمن "واپس! واپسی کی کیا وجہ؟ خیر شاید خط سے معلوم ہو" یہ کہہ کے خط کھول کے پڑھنے لگا۔ خط پڑھتا جاتا تھا اور چہرے کی رنگت بدلتی جاتی تھی۔ آخر پڑھتے پڑھتے خط ہاتھ سے رکھ دیا اور قاضی ابوالفرح کی طرف دیکھ کے کہا "عثمان بن ابی نسعہ کو مین عیش پرست جانتا تھا مگر یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ دشمن اسلام ہو جائے گا؟"

یہ الفاظ سنتے ہی تمام حاضرین دربار چونکتا ہو گئے۔ سب گھبرا گھبرا کے امیر عبدالرحمن کی صورت دیکھنے لگے۔ اور آخر یہان تک بے صبر ہوئے کہ قاضی ابوالفرح

نے پوچھا "کیا وہ مرتد ہو گیا؟"

عبدالرحمن :- "مرتد ہو جاتا تو مجھے اتنا ملال نہ ہوتا۔ افسوس وہ مسلمان ہے مگر علیسائیوں کا غلام ہے"

عبدالواحد:- "حضور کچھ ارشاد فرمائین کہ اُنھون نے کیا کیا؟"

عبدالرحمن :- "سنیے۔ یہ خط خلف بن عباس الخزاعی عامل نربونہ کا ہے جسے حکم دیا گیا تھا کہ اس جہاد مین امیر الجیش عثمان بن ابی نسعہ کا ساتھ دے۔ جبال البرطات کے پار اُترتے ہی عثمان نے اسے لکھا کہ نربونہ سے براہ راست حملہ شروع کر کے شہر قوسیلو مین پہونچے اور آپ دوسری طرف سے رد اللہ ہو کے مختلف شہرون پر قبضہ کرتا اور اکوئی طانی کی فوجون کو شکستین دیتا ہوا قلعۂ سوتیوم پر جا پہونچا۔ سوتیوم مین دشمنون کے پاس بہت ہی کم فوج تھی اور ایک ہفتہ سے زیادہ وہ شہر مقابلہ کی تاب نہ لاسکتا تھا۔ سارا ملک فتح ہو گیا تھا۔ اور صرف اتنی کسر باقی تھی کہ عثمان سوتیوم پر قبضہ کر کے قوسیلو کی طرف بڑھے۔ یہان خلف بھی حسب قرار داد آجاتا۔ اور دونون لشکر اُسے مغلوب کر کے بُردی غالہ پر حملہ کرتے۔ اور اُس سلطنت کا خاتمہ ہو جاتا۔ اس نمایان فتح مین کوئی کسر نہین باقی رہی تھی۔ فقط ایک مہینہ بھر کا اور کام تھا۔ مگر افسوس سوتیوم پہونچتے ہی عثمان اکوئی طانی کے بادشاہ یودیز کی بیٹی پر عاشق ہو گیا۔ اور سارا کیا دھرا خاک مین ملا کے رکھ دیا"

قاضی ابوالفرح :- "یودیز کی بیٹی ایسی حسین تھی کہ عثمان اندلس کی ماہ وش پری جمالون کو بھول گیا؟"

عبدالرحمن :- "اس لڑکی کے بھی عجیب وغریب حالات لکھے ہین"

قاضی :- "وہ کیا ہے؟"

عبدالرحمن :- "اس کے حسن کا سارے فرانس مین شہرہ ہے۔ حسین ہونے کے ساتھ وہ بہادر اور شجاع بھی ہے۔ چہرے پر نقاب ڈال کے میدان جنگ مین آتی اور مقابلہ کرتی ہے۔ اور جس کسی کو نقاب اُلٹ کے اپنا چہرہ دکھا دیتی ہے غش کھا کے گر پڑتا ہے۔ یہی ساحرانہ عمل اُس نے عثمان پر بھی کیا"

غرض اول سے آخر تک سارا واقعہ اور صلح کے شرائط وحالات بیان کر کے

عبدالرحمن نے حاضرین سے پوچھا "یہ خلافت اور اسلام کے ساتھ دشمنی ہے یا نہیں؟"
سب نے بالاتفاق کہا "یہ تھوڑی دشمنی ہے؟ اور ہم کو ایک عربی نژاد قائد فوج سے ایسی امید ہرگز نہ تھی"

اب عبدالرحمن نے دربار برخاست کیا۔ اور اپنی خلوت گاہ میں جا کے سوچنے لگا کہ اس معاملہ میں کیا کارروائی کرے۔ اسی فکر میں تین دن گزر گئے۔ چوتھے دن گھر میں خاموش بیٹھا تھا اور عدی بن زیان سے عثمان کے بارے میں مشورہ کر رہا تھا کہ لیث بن حنظلۃ الفہری عثمان بن ابی نسعہ کی ایک تحریر لے کے آیا۔ جسے عبدالرحمن نے بے صبری کے ساتھ لے کے پڑھا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ "میں نے نصف کے قریب مملکت اکوئی طانی کو فتح کر لیا تھا کہ شاہ یوویز نے اطاعت قبول کر لی۔ اظہار عجز کیا۔ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ پہلے سال کا خراج وصول کر کے آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ صلح کے بعد تمام مفتوحہ ملک واپس کر دیا گیا۔ اور اُس سے صلح کر لی گئی۔ صلح نامہ کی اصلی دستاویز ملاحظہ کے لیے مرسل خدمت ہے۔ اس بادشاہ کی دوستی سے ہمیں بڑی مدد ملے گی۔ اور اُس کی مدد سے ہم دیگر ملوک فرانس کی قلمرو پر بہ آسانی فتحیاب ہو سکیں گے"

یہ خط پڑھ کے عبدالرحمن نے لیث پر ایک برہمی کی نظر ڈالی اور کہا "تم بھی ایک فوجی افسر اور تجربہ کار سپاہی ہو۔ تم ہی بتاؤ کہ عثمان کو بغیر مجھے خبر کیے اور مجھ سے منظوری لیے صلح کر لینے کا حق تھا؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ میں حاکم اندلس ہوں۔ اور کوئی معاہدہ بغیر میری منظوری کے کالعدم اور ناجائز ہے؟"

لیث نے "وہ یہ جانتے ہیں مگر اُنھیں حضور کی نیک نفسی سے امید تھی کہ یہ معاہدہ جو موقع سے بہتر سمجھ کے کر لیا گیا اُسے آپ منظور فرمائیں گے"

عبدالرحمن نے "یہ تم اُن کی دوستی اور رفاقت کا حق ادا کر رہے ہو۔ مگر عثمان کی سرشت سے میں خوب واقف ہوں۔ اُنھیں میری حکومت پسند نہیں ہے۔ اور اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ مستحق حکومت خیال کرتے ہیں۔ چند روز تک حکومت کرنے سے اُنھوں نے ولایت اندلس کو اپنا حق سمجھ لیا۔ حالانکہ امیرالمومنین کو اختیار ہے

کر جسے چاہین موقوف کر دین۔ اور جسے چاہین مقرر کرین۔ یہ اسی خیال اور دعوی کا نتیجہ ہے جو اُنھون نے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہین سمجھی۔ مگر یہ میری نہین امیر المومنین کے حکم کی بے وقعتی ہے۔ بہرحال مین اس صلح کو ایک گھڑی کے لیے بھی جائز نہین رکھ سکتا۔ اُن سے کہو کہ فوراً یودیز کو گرفتار کر کے پابزنجیر میرے پاس بھیجین۔ اور اُس کے پورے ملک پر قبضہ کر لین"

لیث "حضور کو اختیار ہے مگر اس مین آپ ہی کے ایک سردار فوج کی بے وقعتی ہو گی۔ اور آیندہ کے لیے عربی معاہدون کا اعتبار اُٹھ جائے گا"

عبدالرحمٰن "اعتبار اس سے نہین بلکہ اس قسم کی شہوت پرستیون سے اور اپنی نفسانی خواہشون پر اسلام اور خلافت کے حقوق پامال کرنے سے اُٹھے گا۔ اور اگر یہ صلحنامہ جائز رکھا جائے تو جانو کہ اُٹھ گیا۔ مین اس معاہدے کو ہرگز نہ مانون گا۔ اور ہان یودیز کی بیٹی مننیہ سے جو اُنھون نے شادی کی ہے اُس کا حال تو اُنھون نے لکھا ہی نہین۔ تم تو اُن کے ساتھ موجود تھے۔ بتاؤ تو سہی کہ یہ شادی کیسی دھوم دھام سے ہوئی؟ اور مننیہ مسلمان ہوئی یا وہ خود عیسائی ہو گئے؟"

عبدالرحمٰن کی زبان سے یہ الفاظ سُن کے لیث ایک سنّاٹے مین آ گیا۔ اور جب دیکھا کہ یہ حالات فرمان روائے ہسپانیہ کو معلوم ہی ہو چکے ہین تو بولا "یودیز کی بیٹی سے اُنھون نے عقد بے شک کیا ہے۔ اور محض اس خیال سے کہ وہ ہمیشہ دولت اسلام کا مطیع و منقاد بنا رہے۔ اور اُس کے نصرانی رہنے مین کیا مضائقہ ہے؟ نصرانیہ عورت سے نکاح کرنا ہماری شرع مین جائز ہے۔ مگر صلح کو اس عقد سے کوئی تعلق نہین"

عبدالرحمٰن "اسی بات کا امتحان کرنے کے لیے مین اُنھین حکم دیتا ہون کہ فوراً واپس جا کے مملکت اکوئی طانی اور اُس کے دارالسلطنت پر قبضہ کرین۔ اور یودیز کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجین" اس کے جواب مین لیث عاجز تھا۔ اور عبدالرحمٰن نے اُسی وقت عثمان بن ابی یسعہ کے نام اسی مضمون کا ایک تاکیدی حکم لکھ کے اور اپنی مہر کر کے اُس کے حوالے کیا اور کہا "اس حکم کو تم ہی لے جاؤ۔ اور اگر عثمان کے دوست ہو تو اُن سے اس کی تعمیل کراؤ"

وہ یہ فرمان لے کے اُلٹے پاؤن واپس آیا۔ اور شہر اُنوس مین عثمان سے ملا جہان وہ اپنی معشوقہ شاہزادی منینہ کے ساتھ موسم گل کے مزے لوٹ رہا تھا۔ تمام واقعات بیان کیے۔ اور امیر عبدالرحمٰن کا خط اُس کے ہاتھ مین دیا۔ اُسے پڑھ کے عثمان بہت بگڑا۔ اور کہا "لڑائی کے معاملات کا ذمہ دار مین ہون۔ عبدالرحمٰن کو کوئی حق نہین ہے کہ میرے امور مین دخل دے۔ مین نے صلح کی ہے۔ اور مین نے اپنے دستخط سے یودیز کے ساتھ معاہدۂ صلح کیا ہے۔ اس کو کوئی نہین توڑ سکتا۔ مین تو اعلی افسر فوج اور جنگ و صلح کے معاملات کا ذمہ دار تھا۔ کسی ادنی مسلمان کا معاہدہ بھی جو دشمنون سے ہو چکا ہو نہین توڑا جا سکتا۔"

لیث:۔ "اصولاً آپ یہ صحیح فرماتے ہین۔ مگر اس کا کیا جواب ہے کہ عبدالرحمٰن نہین منظور کرتا اور اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے؟"

عثمان:۔ "کیسے نہ منظور کرے گا؟ مین لکھتا ہون۔" یہ کہہ کے اُس نے اِس مضمون کا خط لکھا: "از جانب عثمان ابن ابی نسعہ بہ جانب امیر ہسپانیہ۔ السلام علیکم یا امیر۔ آپ کے حکم کے مطابق مین فوراً اکوئی طانی پر حملہ کر دیتا مگر افسوس کہ دولت اسلام سے اور اُس سلطنت سے معاہدۂ صلح ہو چکا ہے۔ اور اسلام کے معاہدے ٹوٹنے کے لیے نہین ہوتے ہین۔ اگر اس امر مین آپ نے زیادہ اصرار کیا اور کسی قسم کی بے عنوانی ہوئی تو مملکت فرانس مین دولت اسلامیہ کا اعتبار اُٹھ جائے گا۔ والسلام" یہ کہہ کے اپنی مہر کی۔ اور ایک دوسرے ذی ہوش سردار فوج علقمہ بن سلمۃ النخعی کو دے کے کہا "اس خط کو فوراً امیر عبدالرحمٰن کے پاس لے جا کے جواب لے آؤ۔" علقمہ اُسی دن روانہ ہو کے قرطبہ گیا۔ اور بیسوین دن امیر اندلس کا جو خط جواب مین لایا اُس کا مضمون یہ تھا "میرے نزدیک اس ناجائز معاہدے سے اسلام کو ضرر پہونچا ہے اُس سے زیادہ خطرناک یہ ہے کہ سرداران اسلام شہوت پرستی کے جوش مین اپنے قومی اور دینی حقوق کو بھول جائین۔ مین اس رخنے کو گھڑی بھر کے لیے بھی نہین برداشت کر سکتا اور مکرر تاکید کرتا ہون کہ فوراً اکوئی طانی پر بن واپس جاؤ۔ اور اُس سلطنت کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کے پھینک دو۔"

اب عثمان بالکل بے دست و پا تھا۔ کچھ بنائے نہ بنتی تھی کہ کیا کرے۔

اور کیونکر اپنے معاہدے کے خلاف بے وجہ وسبب پھر اُسی مملکت پر یورش کر دے جس سے ابھی ابھی صلح کیے چلا آتا ہے؟ اور جس سے تعلقات قرابت پیدا ہو گئے ہین؟ آخر اپنی وضع کے خلاف ذلت وعاجزی گوارا کر کے اُس نے عبد الرحمٰن کو پھر ایک خط بھیجا۔ اور نہایت ہی لجاجت وادب سے لکھا "مین تسلیم کرتا ہون کہ بغیر آپ سے اجازت لیے صلح کر لینے مین مین نے غلطی کی اور وعدہ کرتا ہون کہ پھر ایسا قصور نہ ہو گا۔ لیکن اس گذشتہ قصور کو معاف کر کے میری غلطی کو نباہ دینا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ مجھے دشمنون اور جوار کی سلطنتون کی نظر مین ذلیل وخوار نہ کرین گے۔ اور میری اس عاجزانہ درخواست کو قبول فرمائین گے"

اُسے یقین تھا کہ عبد الرحمٰن اس درخواست کو ضرور قبول کرے گا۔ مگر اُنیسوین روز خلاف امید جو جواب ملا یہ تھا کہ "میرا حکم نہین بدل سکتا۔ اس کی بے عذر اور بلا تاخیر تعمیل ہونی چاہیے۔ قصور معاف کیا جا سکتا ہے مگر قصور سے جو ناگوار نتائج ظاہر ہوئے ہین وہ نہین برداشت کیے جا سکتے۔ آیندہ مراسلت مین وقت نہ ضایع کیا جائے۔ اگر اسی مہینہ کے اندر تم اکوئی طانی پر حملہ آور نہ ہوئے تو مین کسی دوسرے سپہ سالار کو روانہ کرون گا جو ہمارے اکوئی طانی مین خون کی ندیان بہا دے گا۔ اور یودیز کے ساتھ تمھین بھی پابزنجیر میرے سامنے حاضر کرے گا"

یہ آخری خط تھا جسے پڑھ کے عثمان سوچ مین پڑ گیا۔ اور غور کرنے لگا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

سترھوان باب

دیندار و قوم پرست عاشق

اب عثمان کا نہ شہر الوس کے چمنون مین دل لگتا ہے اور نہ گل بیرہن قلّہ ہائے پیرے نیز کی گھاٹیون مین۔ نہ نہر تیو کی لہرین اُس کا دل بہلاتی ہین نہ نسیم چمن کے زندگی بخش جھونکے۔ شب وروز اسی فکر مین رہتا ہے کہ کیا کرون۔

اگر لڑائی چھیڑتا ہون تو محبوبۂ ماہ طلعت سے کیونکر چار آنکھین کرون ؟ اور شاہ یودیز کو کیا صورت دکھاؤن ؟ بار بار دل مین آتی کہ شاہ یودیز کو ان تمام واقعات کی خبر کر دے مگر جرأت نہ ہوتی - یہان سے بھاگ جانے کا قصد کرتا مگر خیال آتا کہ دلدار ناز آفرین کو اس بہار کے موسم مین گلزار پیرے نیز سے نکال کے دور لیجانا مچھلی کو پانی سے جدا کرنا ہے - منلینہ اُس کی ان فکرون کو دیکھتی تھی) اور خاموش ہو جاتی - آخر ایک دن پھولون اور چمنون کی سیر مین اُسے ملول و حزین دیکھ کے بولی - "مین کئی دن سے دیکھ رہی ہون کہ اب میری صحبت مین تمھارا دل نہین لگتا - مجھ سے تمھاری دلداری مین کوئی قصور ہوا ہے یا تمھارا ہی جی عیش و نشاط سے بھر گیا؟"

اس سوال پر عثمان اور پریشان ہو گیا - چاہا کہ بظاہر آپ کو خوش اور بشاش دکھا کے ٹال دے مگر کامیابی نہ ہوئی - جو جو ٹالنے کی کوشش کرتا چہرہ اور اُترتا جاتا - اور حسرتناک چہرے پر مایوسی کے آثار ظاہر ہوتے جاتے - اور آخر اپنی کمزوری سے خود ہی مغلوب ہو کے بولا "شاہزادی سچ یہ ہے کہ مین نہایت پریشان ہون نہ آپ نے میری دلداری مین کمی کی ہے اور نہ آپ کے باغ حسن کی بہار سے کسی کا دل بھر سکتا ہے - مگر بدقسمتی ان تمام نعمتون اور سارے لطفون کو بے مزہ کر رہی ہے"

منلینہ - (بتعجب و حیرت سے) "آخر کیون ؟ اور اس بدقسمتی کا سبب کیا ہے ؟"

عثمان "آہ ! شاہزادی میرا دل صد چاک کسی طرح نہین گوارا کرتا کہ اپنے غمون سے آپ کے نازک دل کو صدمہ پہونچاؤن - مجھے میری بدنصیبی مین مبتلا رہنے دیجیے اور نہ پوچھیے کہ یہ اندوہ و ملال کیون ہے"

منلینہ "یہ نہین ہو سکتا - مین تمھاری غمگسار ہون - اور اسی لیے ہون کہ تمھارے رنج و راحت مین شریک ہون - خدا کے لیے کچھ بتاؤ تو سہی کہ یہ کیا آفت اُٹھ کھڑی ہوئی - تم کو خدا نے صبر و تحمل دیا ہے مگر مین بے صبر ہون - اور اتنی برداشت کی طاقت نہین رکھتی"

عثمان "اسی لیے کہتا ہون کہ ع نہ سنو میری داستان نہ سنو"

منلینہ "نہین - مین سنون گی اور تمھین سنانا پڑے گا - اب شادی کے بعد تمھین حق نہین ہے کہ مجھے اپنے رنج و الم مین نہ شریک کرو - اب میری لذت و مسرت ہی یہ ہے

کہ تمھارے غم مین شریک ہون "

عثمان "افسوس شاہزادی تم نہین مانتین - مین نہین چاہتا تھا کہ تمھارے آغوش علیش مین پلے ہوئے دل کو کوئی خفیف سا بھی صدمہ پہونچے - لیکن تمھارے حکم کے خلاف بھی نہین کر سکتا - اصل یہ ہے کہ والی اندلس میرا دشمن ہو گیا ہے - اور جو معاہدہ تمھارے والد سے کر چکا ہون اُسے کسی طرح منظور نہین کرتا - تاکید پر تاکید چلی آتی ہے کہ پھر چڑھائی کرون - اور شاہ یودیز کو گرفتار کر کے قرطبہ روانہ کرون - اور یہ اب میرے امکان سے باہر ہے - اور انجام یہ ہوگا کہ ہسپانیہ کی فوجین میرے مقابلہ پر آئین گی - اور پھر اُس کے بعد جو نتیجہ ہو "

یہ سُن کے منینہ دیر تک سوچتی رہی - پھر بولی "کیا یہ نہین ہو سکتا کہ تم ابا جان کے ساتھ مل کے مسلمانون سے لڑو؟ اور تمھاری بہادری سے امید ہے کہ ہمارے سپاہی بہادری سے مقابلہ کرین گے "

عثمان "جس طرح یہ غیر ممکن ہے کہ مین تمھارے والد سے لڑون اُسی طرح یہ بھی ممکن نہین کہ مین تمھارے والد کی طرف سے عربون کا مقابلہ کرون - اور اگر اس بے غیرتی کو گوارا کر بھی لون تو کچھ نتیجہ نہ ہو گا "

منینہ "اچھا تو ابا جان کو خط بھیج کے بروی غالہ سے یہان بُلا لو - اور اُن سے مشورہ کرو - وہی کوئی تدبیر نکالین گے "

عثمان "اب اس کا بھی وقت نہین رہا - جب تک وہ یہان آئین آئین ہسپانیہ کا لشکر یہان آ پہونچے گا - مگر مین اُنھین اس کی اطلاع کیے دیتا ہون " یہ کہتے ہی باغ سے مکان کے اندر جا کے یودیز کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا "معزز شاہ یودیز یہ میَن نے آپ سے جن شرائط پر صلح کی ہے افسوس اُن کو والی ہسپانیہ نہین مانتا - اور سوا لڑائی جاری رکھنے کے کوئی بات نہین منظور کرتا - مین نے بہت سمجھایا - عاجزی و ذلت گوارا کر کے اُس سے التجا کی کہ اب اس جھگڑے کو دور کرے - مگر وہ نہین مانتا - اور لڑائی ہی پر تُلا ہوا ہے - اور اگر مین اس مین ذرا بھی تامل کرون تو مجھے بھی قتل کی دھمکیان دیتا ہے - اب اُس نے اس کا بھی موقع نہین باقی رکھا کہ عذرات پیش کیے جائین - اور عنقریب اُس کی فوجین اس مہم پر

چل کھڑی ہون گی۔ جو شاید سب سے پہلے مجھ پر حملہ کرین۔ مگر مین نے عہد کر لیا ہے کہ نہ اُس کے حکم کی تعمیل کرون گا اور نہ اُس معاہدے کو توڑون گا جو آپ سے کر چکا ہون۔ چاہے کوئی میرا سر بھی اُڑا دے یہ نہ ہوگا کہ آپ کے خلاف تلوار اُٹھاؤن۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اپنی قوم سے بغاوت کر کے خود اُس کے مقابلے کے لیے تیار ہون۔ بہرحال میرا چاہے جو انجام ہو اور جو واقعات پیش آئین مین اُن کو ایک شریف بہادر کی طرح صبر و سکون سے برداشت کرون گا۔ لیکن آپ کو مطلع کیے دیتا ہون کہ عربی فوج آپ کے ملک پر آیا ہی چاہتی ہے اپنی حفاظت کا جو انتظام ہو سکے کیجیے اور میری فکر نہ کیجیے۔

آپ کا خادم عثمان"

یہ خط لکھ کے اُس نے منینہ کو سنایا۔ اور کہا "بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو لے کے تم خود چلی جاؤ اور ان آفتون سے محفوظ رہو جو مجھ پر آنے والی ہین۔ اس لیے کہ عبد الرحمن کو مجھ سے عناد ہے۔ اور سب سے پہلے وہ میری جان کا خواہان ہو گا"

منینہ۔ (نہایت حسرت کے ساتھ) "مین ساتھ چھوڑنے کے لیے تمھارے پاس نہین آئی ہون۔ اب تو جو مصیبت آئے گی ہم دونون پر آئے گی۔ اور جو تمھارا حشر ہو گا وہی میرا بھی ہو گا"

عثمان۔ "شاہزادی! آہ! اتنی باوفا نہ بنو کہ مجھے بھی گوارا نہ ہو۔ میری خوشی اور مسرت تک میرا ساتھ دو۔ اور مصیبت مین مجھ سے الگ ہو جاؤ"

منینہ۔ "مجھ سے اس کی امید نہ رکھو۔ تم جانتے ہو کہ مین نے بڑے بڑے فرمان رواؤن اور بادشاہون کو بھی اُن کے پیام شادی نامنظور کر کے مایوس و ذلیل کر دیا۔ اور یہ صرف اس لیے تھا کہ چاہتی تھی جس کی ہون بس اُسی کی ہو جاؤن۔ اور اب تمھین اختیار کیا ہے تو یہ سمجھ کے اور دل سے عہد کر کے کہ تمھارے سوا کسی کی صورت نہ دیکھون گی۔ تمھاری زندگی تک زندہ ہون گی اور تمھارے مرنے مین تمھارا ساتھ دون گی۔ یہ خط اباجان کو کسی آدمی کے ہاتھ بھیج دو۔ اور اگر مجھے بھیجنا چاہتے ہو تو تم بھی میرے ساتھ چلو"

عثمان :- "مین نے سارا لشکر واپس کر دیا ہے۔ فقط سو دو سو آدمی میرے ساتھ رہ گئے ہین۔ دو چار روز مین عبدالرحمٰن کا لشکر یہان آپہونچا تو مجھے اپنی جان سے زیادہ تمھاری جان کی فکر ہو گی۔ اور کوئی پناہ کی جگہ نہ ملے گی"

منیّہ :- "اگر تم مقابلہ کرنا چاہو تو یہین کے بہت سے پہاڑی اور اندلس کے ہزارون راہب تمھارے جھنڈے کے نیچے لاکے کھڑے کر دون گی"

عثمان :- "مجھ سے نہ ہو گا۔ اپنے ہم مذہبون اور ہم وطنون سے نہین لڑ سکتا"

منیّہ :- "تو مین تمھین یہان سے کسی ایسی سنسان اور پوشیدہ گھاٹی مین چھپا دون گی جہان پرندہ تک پر نہ مار سکے گا"

عثمان :- (ایک ٹھنڈی سانس بھر کے) "تمھین اختیار ہے۔ مین نے اپنی زندگی تمھارے ہاتھ مین دے دی۔ جو چاہو کرو" یہ کہہ کے ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ خط شاہ یودیز کے پاس بھیج دیا۔ اور منیّہ سے کہا "اب میرے دل پر سے رنج و الم کا بار ہٹ گیا۔ اور آؤ زندگی کے باقی ماندہ ایام عیش و طرب اور سیر گل مین صرف کر دین۔ اپنی سب سہیلیون کو بھی بلا لو۔ اور چلو کوہستان کی سیر کرین۔ درختون کی تازگی اور پھولون کی شادابی ہمارے دل کو ترو تازہ اور مسرور و بے پروا کر دے گی۔ اور سب سے بڑھی غم بھلانے والی اے دلدار ناز آفرین تو ہے"

منیّہ :- "ان فکرون اور پریشانیون مین سیر گل کیا مزہ دے گی؟"

عثمان :- "تمھاری صحبت اور اس وادی کی نزہت و فرحت مین کوئی فکر نہین باقی رہ سکتی۔ تمھارے خاندان سے اور اندلس کے پرانے شاہی خاندان سے قرابت ہے۔ سنا ہے کہ اُس خاندان کا پہلا تاجدار اسی پہاڑ کی گھاٹیون اور ان زندگی بخش مرغزارون کی سیر ہی کے لیے یہان آیا تھا"

منیّہ :- "ہان اُس نے ایک ادمی شاہزادی سے شادی کی۔ اور اُسے لے کے یہان آیا تھا کہ اس جنت ارضی مین ٹھہر کے دنیا کی نیرنگیون اور زندگی کی لذتون سے لطف اُٹھائے"

عثمان :- "اپنی سب سہیلیون کو لے کے چلو۔ اور جو سب سے زیادہ

دلفریب اور فرحت بخش وادی ملے اُس مین بیٹھ کے اُس پُرانے باغ قدرت کے عاشق کا حال بیان کرو۔"

منینہ نے چارون ہم سن سہیلیون کو ساتھ لیا۔ دو ایک خواصین اور لونڈیان بھی لے لین۔ اور سب کے سب سیر و تفریح کے لیے روانہ ہوئے۔ بہت سی گھاٹیون اور نہرون کی سیر کرتے اور مختلف دلکشا وادیون اور مرغزارون سے گزرتے ہوئے ایک ایسے مقام مین پہونچے جہان باغبان قدرت نے دلکشی کے تمام سامان فراہم کر دیے تھے۔ رنگ برنگ پھولون کے تختے حد نظر تک چارون طرف پھیلے ہوئے تھے۔ پہاڑون نے حُلہ ہاے گل پہن لیے تھے۔ اور کئی نہرین لہراتی ہوئی دُور دُور تک نکل گئی تھین اور معلوم ہوتا کہ گویا پھولون سے چھلی چھلیا کھیلتی اور اُن کے پہلوؤن مین گدگداتی پھرتی ہین۔ مست خرام نسیم کے جھونکے بڑھ بڑھ کے نونہالان چمن کو گلے لگاتے اور اپنے حسن پر اترانے والے پھولون کے لب و رخسار کے بوسے لے رہے تھے۔

اس وادی مین قدم رکھتے ہی بے اختیار عثمان بن ابی لیسعہ کے منھ سے نکلا "واہ! کیا پُرفضا اور کیا روح افزا مقام ہے۔ شاہزادی۔ یہ جنت ارضی ہو۔ تم سی ملائک فریب حور پہلو مین ہو۔ اور تمھاری خوبصورت سہیلیون کی سی شوخ ادا اور زندہ دل جلیسین انیس صحبت ہون تو پھر انسان کو دنیا مین کیا چاہیے؟"
منینہ "تو آؤ یہین ٹھہر کے دو گھڑی دل بہلائین۔" اس تجویز کو عثمان نے پسند کیا اور سب جا کے ایک بلند چٹان پر بیٹھ گئین جس کے تین طرف طواف کر کے ایک چشمہ نشیب کی طرف بہ گیا اور خوب پھیل کے آبشار کی وضع سے دُور تک گرتا چلا گیا تھا۔ لالہ و سوسن کے ہزارہا پھولون کا جھنڈ اُس چٹان کو اپنے آغوش مین لیے ہوئے تھا۔ اور قریب ہی ایک درخت پر ہزارون طیور بیٹھے اپنا ارغنون بجا رہے تھے۔ عروس بہار کے دلدادہ ہمرو ارعب نے کچھ دیر یہ بہار دیکھی۔ طائران نواسنج کا نغمہ سنا۔ اور پھر شاہزادی سے جو اُس کے پہلو مین بیٹھی تھی کہا "اب اُس عاشق بہار کا حال بیان کرو جس نے ہم سے پہلے اِن وادیون مین ٹھہر کے مشاطۂ بہار کی حسن آرائیون کی داد دی تھی؟"

منینہ۔ "وہ زبردست شاہ گوتھ الارق کا وارث تاج و تخت اڈولفوس تھا جس نے سارے روم اور فرانس کو فتح کر لینے کے بعد انھین پُرفضا وادیون کے شوق مین عظیم الشان سلطنت کو لات مار دی۔ رومتہ الکبریٰ کے عیش و عشرت کو چھوڑ دیا۔ سلطنت روم کی حکومت و دولت مین سے صرف وہان کی گلبدن شاہزادی پلاقیدیا کو اختیار کیا۔ اُس کے دل مین جگہ پیدا کر کے اُسے یہان لایا۔ اور اِسی سرزمین میو آئین مین اُس سے شادی کی۔ غرض تمام شاہانہ کامیابیون مین سے فقط اُس باہوش شاہزادی اور اِس روح افزا وادی کو اپنے لیے رکھ لیا۔ اور باقی سب چیزین چھوڑ دین۔ اس جنت ارضی کو اُس نے اس قدر پسند کیا تھا کہ یہان آیا تو یہین کا ہو گیا۔ یہین رہا۔ یہین پیوند زمین ہوا۔ اور اُسی کی یادگار مسلمانون سے پہلے کا شاہی خاندان اندلس تھا۔"

عثمان۔ "تو اِس زمانہ کا اڈولفوس مین ہون۔ اور میری پلاقیدیا تم ہو۔ ہان ان دو نعمتون کے بعد مجھے بھی کچھ نہین چاہیے۔ اس دولت کے آگے ساری دنیا ہیچ ہے۔ مین بھی اڈولفوس کی طرح اب یہین رہون گا۔ ان مرغزارون کی سیر کرون گا۔ اور یہین مرون گا۔"

شاہزادی۔ "نہین۔ تم کو نفس پروری کے شوق مین انجام سے غافل نہ ہونا چاہیے۔"

عثمان۔ "مین غافل نہین ہون۔ مگر حاکم اندلس میرا دشمن ہے۔ اور اُسے موقع حاصل ہے کہ خلافت اسلامیہ اور سارے مسلمانون کو میرا دشمن بنا دے۔"

منینہ۔ "تو تم ایک کام کرو۔ مسلمان دشمن ہو گئے ہین تو فرانس کے مسیحی حکمرانون کو اپنا دوست بنا لو۔ فرانس مین تمھاری بہادری کی شہرت ہے۔ اور جب سے مین تمھاری بی بی ہون تمھاری اور زیادہ دھاک بیٹھ گئی ہے۔ اگر عیسائی حاکمون کو ذرا بھی معلوم ہو گیا کہ تم اُن کا ساتھ دیتے اور اُن کی طرف سے لڑنے کو تیار رہو تو تمھین آنکھون پر بٹھائین گے۔ اور خلافت دمشق کے سارے افسران فوج جمع ہو جائین تو بھی تمھارا بال بیکا نہ کر سکین گے۔"

عثمان۔ "یہ مشکل ہے۔"

منینہ "کوئی مشکل نہین"۔ یہ کہتے وقت منینہ اُس سے ہم کنار ہو گئی۔ گلے مین بانہین ڈال دین۔ اپنی اداؤن اور دلربائی کی حرکتون سے مدہوش واز خود رفتہ بنا دیا۔ اور بولی"۔ ابا جان سے تمھین اس کام مین بڑی مدد ملے گی۔ وہ فرانس اور جرمنی کے سارے ڈیوکون اور بطریقون کو تمھارے قدمون پر لا کے گرا دین گے۔ اسلامی سلطنت مین تو تم خلیفہ کے غلام اور حاکم اندلس کے فرمان بردار رہنے پر مجبور ہو مگر ہم لوگون مین تمھین نظر آئے گا کہ سارے ملک اور تمام ڈیوکون اور رئیسون کے حاکم تم ہو"۔

عثمان ۔ "وہ لوگ ایک مسلمان کا کیسے اعتبار کر لین گے؟"

منینہ "تو یہ کون مشکل ہی کہ عزت وحکومت حاصل کرنے کے لیئے تم مسیحی بن جاؤ؟ مین تمھاری خاطر سے مسلمان بننے کو نہین تیار ہو گئی تھی؟ مین تو یہ چاہتی ہون کہ عیسائیت کے بہانے ہم ساری مسیحی دنیا کو اپنا گرویدہ اور فریفتہ بنا لین اور اُن کو موافق کر کے ہم فرانس مین ایسی زبردست سلطنت قائم کرین جو والی ہسپانیہ کا حوصلہ پست کر دے۔ کل مسیحی ڈیوک اور اُمرا اُس کے غلام ہون۔ اسلامی خلافت کا اُس پر کوئی زور نہ چلے۔ اور اُس کے تم بادشاہ ہو اور مین ملکہ ہون۔ پھر ہم اس پہاڑ کی تمام گھاٹیون اور وادیون کو مسلمانون سے خالی کرا کے اپنے قبضہ مین کرین اور اسے اپنی تفرج گاہ اور اپنا عیش کدہ بنا لین"۔

عثمان ۔ (کسی قدر طیش سے) "تمھارا یہ مطلب ہی کہ مین دین کو چھوڑ کے دنیا کو اختیار کرون؟"

منینہ (اُس کی چشم وابرو سے اُس کے دینی استقلال کا پتہ لگا کے) "مین یہ تھوڑا ہی کہتی ہون کہ تم سچ مچ عیسائی ہو جاؤ۔ میرا مطلب تو صرف یہ ہی کہ لوگون کے دکھانے کے لیئے تم ظاہر مین مسیحی بن جاؤ۔ اگر اس تدبیر سے دنیا مین ایک زبردست سلطنت اور زندگی بھر کا عیش حاصل ہو جائے تو کیا مضایقہ ہی؟ دین تو دل سے ہی۔ دل سے تم اپنے پیغمبر کے معتقد رہو۔ مین تو فقط ظاہرداری کے لیئے کہتی ہون۔ اور وہ بھی صرف چند روز کے لیئے"۔

عثمان "اسلام کے لئے یہ دونون باتین شرط ہین - دل سے اعتقاد رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا - سچائی کو بغیر اقرار کیے صرف دل مین رکھنا جھوٹ کا جامہ پہن لینا ہی"

منینہ "اگر یہ گناہ بھی ہو تو صرف چند دنون کے لیے ہی"

عثمان - (نہایت ہی متین صورت بنا کے) "منینہ - مجھے تم سے بے انتہا محبت ہی - تمھارے رُخ زیبا کا شیدا اور تمھاری زلف گرہگیر کا اسیر ہون - لیکن یہ نہ سمجھو کہ یہ فریفتگی مجھے اپنی قوم اور اپنے دین سے غافل کر دے گی - مجھے دین سے زیادہ کوئی چیز نہین عزیز ہی - اور اس کی مجھ سے ہرگز امید نہ رکھنا کہ تمھارے عشق مین مبتلا ہو کے اپنی قوم کے ساتھ دغا بازی کرون گا"

منینہ - (مسکرا کے اور ایک ادا ے ساحرانہ سے) "مین یہ نہین کہتی کہ اپنا دین چھوڑ دو یا اپنی قوم کے ساتھ دغا بازی کرو - میری فقط اتنی خواہش ہی کہ تمھاری قوم تمھارے ساتھ جیسا سلوک کرے ویسا ہی سلوک تم اُس کے ساتھ کرو"

عثمان "یہ بھی ممکن نہین - قوم کو اور اسلامی سلطنت کو مجھ پر حکومت کرنے کا حق ہی مگر میرے لیے اُس کے حکم سے سرتابی کرنا جُرم ہی"

منینہ "اچھا تو اپنی جان بچانے کے لیے یہان سے فرانس کے دور و دراز شہرون مین بھاگ چلو"

عثمان "اس موسم بہار اور ان فرحت بخش وادیون کو چھوڑ کے مین کہین نہین جا سکتا"

عثمان اور منینہ انھین باتون مین مصروف تھے کہ عثمان ابن ابی لیسعہ کے غلام طلیح نے آ کے کان مین کہا "حضور چند پہاڑی مخبر آئے ہین اور خبر لائے ہین کہ عدی بن زیان ایک زبردست لشکر کے ساتھ ادھر بڑھتا چلا آتا ہی"

عثمان - (سخت سراسیمگی سے) "افسوس وہ آ ہی گیا! یہان سے کتنی دور ہو گا؟"

طلیح "چار فرسخ سے زیادہ مسافت پر نہ ہو گا - قریب آ گیا ہی - اور آج ہی یہان آ پہونچے گا"

عثمان: "اور اُس کے ہمراہ کتنا لشکر ہے؟"

طلیح: "یہ پہاڑی لوگ صحیح اندازہ نہین کر سکتے۔ مگر اُن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پچاس ہزار سے زیادہ سوار اُس کے ہمراہ ہین"

یہ سنتے ہی عثمان گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ منینہ کو بھی ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا۔ اور کہا "لو اب بھاگنے کا سامان کرو۔ عربی لشکر آپہونچا۔ اور ایسا زبردست لشکر جس کا مقابلہ نہین ہو سکتا" سنتے ہی شاہزادی کی رنگت بھی زرد پڑگئی۔ مگر اپنے آپ کو سنبھال کے بولی "مین پھر کہتی ہون کہ اِ نوس سے بھاگ کے بُروی غالہ مین چلو۔ ابھی موقع ہے۔ اگر ہم اسی وقت بھاگ کھڑے ہوئے تو عرب ہماری گرد بھی نہ پائین گے"

عثمان: "ان پہاڑون کی گھاٹیون سے بہتر نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے اور نہ کوئی فرحت کا مقام"

یہ کہتے ہی وہ شاہزادی اُس کی سہیلیون اور چند مخلوص ملازمون کو لے کے پہاڑون کے اندر بھاگا۔ اور چند ہی منٹ مین کوہستان کی وادیون مین غائب ہو گیا۔

اٹھارھوان باب

مفتوح فاتح

اس واقعہ کے دس روز بعد شہر انوس سے تقریباً دس میل کی مسافت پر جنوب کی طرف ایک نہایت پیچیدہ گھاٹی مین ایک وسیع غار کے دہانے کے پاس ایک مسطح چٹان پر جو باغبان بہار کی چمن آرائی سے مختصر سا صحن گلشن بنی ہوئی ہے ہم دیکھتے ہین کہ ایک پُر تکلف قالین بچھا ہے جس پر عثمان اور منینہ بیٹھے ہین۔ اور سامنے کی بہار کو دیکھ دیکھ کے لطف اُٹھا رہے ہین۔ تھوڑی دیر مطالعۂ قدرت کرنے کے بعد عثمان نے کہا "پیاری ملکہ۔ تمھین اس تنہائی اور غریب الوطنی کا صدمہ ہو گا۔ جو سامان عیش و طرب اور جو تکلفات دولت چھوڑ کے یہان آئی ہو یاد آتے ہون گے۔ مگر کیا کسی چیز مین اس بہار کی دولت اور گردِ کے پھولون کی صحبت سے زیادہ لطف ہو سکتا ہے؟

دیکھو اُس لالے کے تختہ کا رنگ کس قدر آنکھوں مین کھُبا جاتا ہے؟ اور اُس آبشار کی نازک لہرون مین ننھا ننھا کے سوسن کے پھول کیسے خوش ہو ہو کے مسکرا رہے ہین؟ اُس طرف دیکھو نرگس کے شاداب پودھے ہمین کیسی مستانہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہین؟ آہ! وہ بنفشہ کی بیلین ہین یا تمھاری پیچ در پیچ زلفین ہین۔ ان نعمتون سے بڑی نعمت کون ہو سکتی ہے؟ مگر سب سے بڑی نعمت تمھاری محبت ہے۔ یہ تمھاری ہی محبت ہے جو ایک عالمگیر حسن بن کے ان تمام پھولون اور پودھون اور یہان کے مرغزارون سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اور یہ تمھاری ہی الفت کے جھونکے ہین جو اس وقت نسیم بن بن کے آتے اور دل مین سرور اور آنکھون مین میٹھی نیند پیدا کر رہے ہین۔" یہ کہہ کے وہ عثمان کے زانو پر سر رکھ کے لیٹ گئی۔ اور باتین کرتے کرتے سو گئی۔

شاہزادی کی آنکھ لگتے ہی عثمان کا خیال مقامی کیفیتون کو بھول کے اپنی حالت کی طرف مائل ہوا اور دل ہی دل مین کہنے لگا "آہ! زمانے کا کیا انقلاب ہے؟ مین کیا تھا اور کیا ہو گیا؟ یا تو علم خلافت میرے ہاتھ مین تھا اور لاکھون بہادرون کا لشکر جرار میرا تابع فرمان تھا۔ شہرون اور ملکون کی قسمت میرے ہاتھ مین تھی۔ سلطنتون اور حکومتون کو تہ و بالا کر دینا میرے ایک اشارے کا کام تھا۔ یا آج ایک چھوٹے سے لشکر کے خوف سے یہان چھپا بیٹھا ہون۔ امیر اندلس چاہتا ہے کہ عاشقی کے جرم پر مجھے قتل کی سزا دے۔ خلافت کا حکم ہے کہ مین خاک مین ملا دیا جاؤن۔ کافر ماجرا محبوبہ چاہتی ہے کہ بے دین بنا کے مجھے آخرت مین روسیاہ کرے۔ یودیز کی خواہش ہو گی کہ مین اُس کی رفاقت اختیار کر کے قومی نمکحرام بنون۔ غرض اپنا پرایا دوست دشمن جو ہے عزت و آبرو کا خواہان ہے۔ مگر مین مر جاؤن گا اور ایسی بے حمیتی نہ گوارا کرون گا۔" شاہزادی کا خوبصورت چہرہ دیکھ کے جو زانو پر تھا "آہ! اس دلفریب چہرے۔ اس دلربا حسن۔ اور ان پیچ در پیچ زلفون نے مجھے کہین کا نہ رکھا! مگر اس سے بڑی نعمت کون ہو سکتی ہے؟ ایسی ماہوش پہلو مین ہو تو کس چیز کی ضرورت ہے؟ مجھ سے زیادہ نہ کوئی خوش نصیب ہے اور نہ مجھ سے بڑھ کے کسی کے پاس

سامان عیش وعشرت ہو۔ بلکہ یہ اس قدر حد سے گذری ہوئی مسرت ہو کہ اس سے زیادہ ممکن نہین۔ اور اپنی اس مقصدوری کے خیال سے بار بار میرے دل مین آتا ہو کہ دنیا مین مجھ سے زیادہ مسرت کسی کو نہین حاصل ہو۔ اور میرا جام عیش چھلکنے ہی کو ہو"

یہ خیالات ایک مزہ دار خواب کی طرح اُس کے دل مین گزر رہے تھے کہ ریحانہ گھبرائی ہوئی آئی اور بولی "حضور جلدی بھاگئے۔ دشمن آپہونچے"

عثمان - (اُسے اشارے سے روک کے) "آہستہ بات کرو۔ ایسا نہ ہو میری نازنین محبوبہ کی نیند اُچٹ جائے" پھر اُسے قریب بلا کے "کیسے دشمن؟"

ریحانہ "حضور کئی سو عربون نے آکے اس وادی کو گھیر لیا ہو۔ اور اب وہ لوگ ہماری طرف آرہے ہین؟"

عثمان "مجھے تو سامنے کوئی نہین دکھائی دیتا" یہ کہہ ہی رہا تھا کہ غار کے دونون پہلوؤن سے بہت سے مسلح عرب نمودار ہو کے اُس کی طرف بڑھے۔ جن کے آگے آگے ایک تنومند عرب کو دیکھ کے بے اختیار اُس کی زبان سے نکلا "عدی بن زیان! آہ یہ شیطان کی طرح یہان بھی آگیا؟ افسوس مین اپنی محبوبہ کو بیدار نہین کرسکتا۔ ورنہ حسن وعشق کے اس حرم مین گستاخانہ وضع سے گھس آنے پر مین اسے سخت سزا دیتا (اب ریحانہ بھی دشمنون کو سر پر دیکھ کے بھاگ گئی تھی۔) افسوس میرے اسلحہ غار کے اندر ہین۔ نہ یہان نیزہ ہو۔ نہ تلوار ہو۔ نہ تیر کمان ہین۔ آہ! کیا کرون؟ یہ بدتمیز گستاخ اس دربار حسن کا ادب نہین کرتے اور دڑانے گھسے چلے آتے ہین!"

اتنے مین عدی بن زیان اور اُس کے پندرہ بیس رفقا بالکل قریب آگئے۔ اور عدی نے ڈانٹ کے کہا "عثمان! یہ کیا حالت ہو؟ وہ بہادری اور شجاعت کیا ہوئی؟"

عثمان "اتنی زور سے نہ بولو کہ میری مہ جبین نازنین کے خواب استراحت مین فرق آجائے"

اس جواب پر عدی ایک سوکھا ٹھٹھا مار کے ہنسا۔ اور عثمان کی آنکھ سے

اپنی بے بسی پر گرم آنسو کا ایک قطرہ ٹپک کے شاہزادی کے رخسار تابان پر گرا۔ اُس نے گھبرا کے آنکھین کھول دین۔ اور کمال بدحواسی سے پریشان زلفون کو سنبھالتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کے اُٹھتے ہی عثمان بھی بجلی کی طرح تڑپ کے اپنی جگہ سے اُٹھا۔ کمر سے خنجر کھینچ لیا اور چلا کے کہا "خدا کی قسم اپنی محبوبہ کی زلفون کی اس بے حرمتی کا کانٹا اس بیقرار دل مین قیامت تک کھٹکتا رہے گا۔ خیر اتنا ٹھہرو کہ اس نازنین کو کسی امن کی جگہ پہونچا آؤن پھر آ کے تم سے مقابلہ کرون گا"۔

عدی "افسوس شہوت پرستی نے اسے مجنون بنا دیا۔ امیر کا حکم ہی کہ تم اور تمھاری نصرانیہ جورو دونون زندہ گرفتار کر کے اُن کے سامنے پیش کیے جائین"۔

عثمان "کیا؟ مجھے زندہ گرفتار کرو گے؟ غیر ممکن! اگرچہ نہتا ہون مگر دیکھ لینا کہ اسی خنجر سے کتنون کو موت کے گھاٹ اُتارتا ہون۔ مانا کہ میرا دشمن عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی اندلس کا حاکم ہی۔ مگر مین بھی ایک شریف و آزاد گھرانے کا عرب مسلما ہون۔ اور کبھی تمھارا حاکم بھی تھا"۔

عدی "تم شریف ہو بہادر ہو۔ مسلمان ہو۔ اور ہمارے حاکم بھی تھے۔ مگر تم سے زیادہ شریف دیندار بہادر اور زبردست حاکم موسی بن نصیر کا بیٹا عبدالعزیز تھا۔ اور تمام عرب سرداران اسپین و افریقہ اُس کے تابع فرمان تھے۔ مگر جب اُس نے برگشتہ بخت شاہ گوتھ رادرق کی نصرانیہ ملکہ سے شادی کی تو چند ہی روز کے اندر نہ اُس مین شرافت باقی تھی نہ دینداری۔ نہ حکومت رہی تھی نہ دینی حمیت۔ اس لیے کہ اُس مسیحیہ ملکہ نے اُس سے پوچھا "میرے پہلے تاجدار شوہر کی طرح اہل عرب تمھین سجدہ کیون نہین کرتے؟"

عبدالعزیز نے کہا "اس لیے کہ اسلام مین سوا خدا کے کسی مخلوق کو سجدہ کرنا حرام اور شرک ہی" لیکن تھوڑے دنون بعد اُس نصرانیہ جورو نے اُسے اپنے رنگ پر لگا لیا۔ جس کے کہنے سے اُسنے دربار

ع اُس عہد تک شریف عورتون کا چہرہ اور ہاتھ نامحرمون کے مقابل اس قدر ستر مین نہ داخل تھے جس قدر کہ بالون کے چھپانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور عورتون کے بالون پر کسی نامحرم کی نظر پڑ جانا سخت بے حرمتی و رسوائی تصور کیا جاتا۔

کے لیے ایک مکان بنوایا۔ اور اُس کی آمد ورفت کا راستہ ایسی تنگ اور نیچی کھڑکی مین سے رکھا کہ لوگ اُس مین سے داخل ہونے کے لیے جُھکتے تو وہ بی بی سے کہتا "لو دیکھو۔ لوگ مجھے بھی سجدہ کر رہے ہین۔" اُس کی فرعونیت کی خبر لوگون کو ہوئی تو فوراً بگڑ کھڑے ہوئے۔ اور وہ اشبیلیہ کے گرجے مین تھا کہ سب نے نرغہ کرکے مار ڈالا۔ اس واقعہ سے تم نے عبرت تو نہین پکڑی مگر اپنی قسمت کا فیصلہ اور اپنی شہوت پرستی کا انجام معلوم کر لو۔" یہ کہہ کے عدی اُس پر حملہ کرنے کے لیے جھپٹا۔ اُسے اپنی طرف آتے دیکھ کے عثمان خنجر کھینچ کے چاہتا تھا کہ اُس کا کام تمام کر دے کہ عدی کے ایک ساتھی کے نیزے نے اُسے زخمی کرکے گرا دیا اور ساتھ ہی اُس پر چھ سات نیزے پڑ گئے جن مین سے دو سینے اور پیٹ کو چھید کے باہر نکل آئے۔ بغیر اس کے کہ زبان سے اُف بھی نکلے عثمان حسرت آمیز غصہ سے دونون مٹھیان کس کے آگے کی طرف جھکا اور ایک ہی جھٹکے مین جان دے دی۔

شاہزادی منینہ نے عاشق دلگیر کو اس حالت مین دیکھا تو دوڑی کہ بلند چٹان پر سے پھاند کے اپنی جان دے دے۔ مگر کسی زبردست ہاتھ نے بازو پکڑ لیا۔ سہم کے مُڑی اور دیکھا تو وہ ہاتھ عدی کا تھا۔ ایک چیخ کے ساتھ بولی "اچھا مجھے خودکشی نہین کرنے دیتے تو تم ہی مار ڈالو۔" اور یہ کہہ کے اپنا نازک سر جھکا دیا۔ اس کے جواب مین عدی کے ہمراہیون مین سے ایک نے فرانسیسی زبان مین کہا "تمھین مرنے کی اجازت نہین ہے۔ تم ہمارے والی کے سامنے پیش ہوگی۔ وہ تمھین دیکھ کے جو حکم چاہین گے دین گے۔"

اب عثمان بن ابی یسعہ کا سر کاٹ لیا گیا۔ اور شاہزادی زنجیرون مین جکڑ لی گئی۔ اور چند منٹ کی جستجو مین اُس کی چارون سہیلیان بھی گرفتار کرکے اُسی کے برابر بٹھا دی گئین۔ جن کو دیکھ کے عدی اپنی کامیابی پر بےحد مسرور ہوا۔ اور اُسی وقت والی اسپین عبدالرحمن کلبی کے نام ایک خط لکھ کے ایک ہزار سوارون کی حراست مین عثمان بن ابی یسعہ کا سر اور شاہزادی اور اُس کی سہیلیون کو قرطبہ روانہ کیا۔ اور خود اپنی لشکرگاہ کی راہ لی۔

اُنیسوان باب

فرنگستان پر حملہ

یہ کامیاب گروہ اور نازک بدن اسیران جنگ جس وقت قرطبہ مین قصر حکومت مین داخل ہوئے ہین عثمان کے سر کو دیکھ کے عبد الرحمن کلبی زمین پر سجدے مین گر پڑا۔ پھر سر اُٹھا کے حاضرین دربار سے کہا "الحمد اللہ کہ بہت بڑا کانٹا ہمارے راستہ سے نکل گیا۔ مجھے اس دشمن اسلام مسلمان سے بڑا اندیشہ تھا۔ مسیحیون سے وہ چاہے قسطلہ کے ہون یا فرانس کے مین نہین ڈرتا۔ لیکن ہان اپنے ہی گروہ کے ایک باغی سے مجھے طرح طرح کے اندیشہ نظر آتے تھے۔ اور خیال کرتا تھا کہ یہ بہت پریشان کرے گا۔ مگر عدی نے بڑی ہوشیاری و مستعدی سے کام لیا کہ اسے سنبھلنے یا بھاگنے کا موقع نہ ملا اور فوراً قضاے مبرم کی طرح اس کے سر پر جا پہونچا۔ اب مین اطمینان کے ساتھ اُس مہم کو پورا کرون گا جو اس سرکش عشق باز کی بے حمیتی سے ناکام پڑی رہ گئی تھی۔"

اب اُس افسر نے جو عدی کا خط لایا تھا ادب سے قدم آگے بڑھا کے خط پیش کیا۔ جسے کھول کے عبد الرحمن نے پڑھا۔ اور جوش مسرت کے ساتھ کہا اُس کی وہ مسیحیہ جورو بھی گرفتار کر لی گئی؟ خوب ہوا! تو وہ کہان ہے؟" جو پابزنجیر عورتین ندامت سے نظرین نیچی کیے سامنے کھڑی تھین اُن پر نظر ڈال کے "اِن مین سے کون یو ویز شاہ اکوئی طانی کی بیٹی ہے؟"

افسر۔ (شاہزادی کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے) "حضور یہ شاہزادی ہے اور باقی سب اِس کی سہیلیان ہین۔ اس شاہزادی نے عثمان کے مارے جاتے وقت پہاڑ سے گر کے جان دے دینے کا ارادہ کیا تھا مگر ہمارے سردار عدی نے فوراً ہاتھ پکڑ لیا۔"

عبد الرحمن۔ "عدی نے اس مہم کو بڑی کامیابی کے ساتھ بالکل میری خواہش اور مرضی کے مطابق پورا کیا۔ عثمان پہاڑون مین بھاگ کے چھپ رہا تھا۔ اور گھاٹیون کے اندر پتہ لگا لینا اور عین موقع پر جا پہونچنا کوئی معمولی کام نہین ہے۔"

خیر اب یہ سر تو قرطبہ کے قبرستان مین دفن کر دیا جائے مگر شاہزادی کو مع اُس کی سہیلیون کے مین دمشق مین امیر المومنین کی خدمت مین بھیجون گا۔"

اس قرارداد کے مطابق عبدالرحمٰن نے اسی وقت خلیفۂ دمشق ہشام بن عبد الملک کے نام ایک عرضداشت لکھی جس مین کل واقعات بیان کر کے شاہزادی منینہ کی سرگزشت ظاہر کی تھی۔ اور اس کے بعد اپنا پورا یہ ارادہ لکھا تھا کہ مین مملکت فرانس پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوتا ہون۔ وہی سردار جو منینہ اور عثمان کے سر کو پیرے نیز سے لایا تھا اپنی جمعیت کے ساتھ ارض شام کی طرف روانہ کیا گیا تاکہ والی اسپین کے خط اور اسیر شاہزادی فرانس کو امیرالمومنین کے سامنے پیش کرے۔

دوسری صبح کو اُسے افریقہ کی طرف روانہ کر کے عبدالرحمٰن نے عدی کو حکم بھیجا کہ جہان ہو وہین ٹھہر کے میرے آنے کا انتظار کرو۔ اور فوج کشی کی تیاریان کرنے لگا۔ تمام شہرون مین تیاری جہاد کا حکم بھیج دیا۔ اور ایک ہفتہ کے اندر قرطبہ اور اُس کے جوار سے پچاس ہزار مجاہدین جرار جمع کر کے کوہستان کی طرف کوچ کر دیا۔ جو جو آگے بڑھتا جاتا تھا سپاہیون کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ کیونکہ اندلس کا ہر شہر اُس کی ہمراہی کے لیے اپنے بہادر نبرد آزماؤن کو پیش کر رہا تھا۔ کوہستان پیرے نیز تک پہونچتے پہونچتے اُس کے جھنڈے کے نیچے ایک لاکھ سے زیادہ جانباز جمع تھے۔ عدی شہر انوس مین پچاس ہزار لشکر کے ساتھ پہلے سے موجود تھا۔ اُس سے مل کے اُس کی کارگزاری کی داد دی۔ اور ڈیڑھ لاکھ مجاہدون کے ساتھ سلطنت اکوی طانی کے شہرون کو فتح کرتا ہوا چلا۔

یوویز بروی غالہ مین بیٹی اور داماد کی قسمت پر خون کے آنسو بہا رہا تھا کہ اس عربی سیلاب کی خبر پہونچی اور ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ اب نہ اُس کے پاس لشکر تھا اور نہ روپیہ تھا۔ تاہم تھوڑی بہت فوج جمع کر کے مقابلہ کو روانہ کی اور قرب وجوار کے تمام فرمان روایان فرانس کو عربون کی یورش سے آگاہ کر کے مدد مانگی۔ اور لکھا کہ "اپنی خیریت چاہتے ہو تو میری مدد کرو۔" لیکن باہر سے کوئی کانی کمک نہ ہوئی۔ اور اُس کی فوج مین مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ جن

لوگون پر عربون اور اہل اندلس کی ہیبت چھائی ہوئی تھی وہ بھلا کیا مقابلہ کرتے؟ شکستون پر شکستین ہوتی گئین اور شہر کے بعد شہر پر حملہ آورون کا قبضہ ہوتا جاتا تھا۔ عبد الرحمٰن کو اُس کی قلمرو مین داخل ہوئے پورے تین مہینہ بھی نہین ہوئے تھے کہ طرّبیس۔ اویرون۔ طراسقو۔ اغن۔ قوقصہ۔ تیوتیوم۔ نقطورہ۔ قوسیو۔ اور اغم وغیرہ شہرون پر عبد الرحمٰن کا قبضہ تھا۔ اور سواران عرب نے اکوئی طانی کے خاص دار السلطنت بُروی غالہ یعنی موجودہ بورڈو کا محاصرہ کرلیا۔

پندرہ ہی روز کے محاصرے مین شہر کی حالت دگرگون ہونے لگی۔ جلدی مین یودیز کو رسد کے فراہم کرنے کا بھی موقع نہین ملا تھا۔ اتنے ہی مختصر زمانے مین قحط پڑ گیا۔ نہ غلہ ملتا تھا نہ گوشت۔ سپاہی جو محاصرہ کرنے والون کا سامنا کرتے منہ چراتے تھے رعایا مین لوٹ مار کرنے لگے۔ اور اہل شہر کی خواہش تھی کہ جس طرح بنے لڑائی ختم کی جائے۔ یہ رنگ اور حالت دیکھ کے یودیز کو بالکل یاس ہوگئی۔ ایک چھوٹا جہاز قصر کے نیچے دریاے غرونہ مین موجود رہا کرتا تھا اُس پر تمام اہل و عیال کو سوار کرا کے روانہ کر دیا کہ سمندر سے گزر کے فرانس کے شمالی سواحل پر جا کے پناہ لین۔ اُس کے بعد ایک دن رات کو ایک چھوٹی سی کشتی پر بیٹھ کے غرونہ کے پار اُترا۔ وہان گھوڑے پر سوار ہو کے اس طرح بے تحاشا بھاگا کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا۔ اور اپنی سلطنت کے ساتھ دار السلطنت کو بھی اُس کی قسمت پر چھوڑ دیا۔

اُس کے جانے کے دوسرے ہی دن افسران فوج اور اُمراے شہر نے عبد الرحمٰن کی خدمت مین حاضر ہو کے اظہار اطاعت کیا۔ اور ساری ہی قلمروِ اکوئی طانی حاکم ہسپانیہ کے زیر فرمان تھی۔ عبد الرحمٰن ان فتوحات کی خوشی مین اگرچہ سب باتون کو بھولا ہوا تھا مگر اُس کے دل مین یہ خیال اکثر اوقات ایک کانٹے کی طرح کھٹک جاتا کہ مین نے عثمان بن بیسعہ کی جان نہایت بے رحمی سے لی۔ وہ اس سزا کا مستوجب نہ تھا۔ اور خصوصاً یہ واقعات سُن کے کہ بہادر ابن ابی لبیعہ اس لیے نہ جان بچا کے بھاگ سکا اور نہ مقابلہ کر سکا کہ اُس کی محبوبہ اُس کے زانو پر سر رکھے سو رہی تھی۔ اُس نے جان دینا منظور کر لی مگر اسے گوارا نہ کیا کہ دلدار ناز آفرین کی نیند مین

خلل ڈالے - اِن جگر خراش واقعات کو یاد کرتے کرتے بعض وقت اُس کے دل مین جہان سوز بجلی کی طرح یہ خیال گزر جاتا کہ ایسا نہ ہو منتقم حقیقی مجھ سے اس کا انتقام لے - لیکن جہاد مین ایسی ایسی کامیابیان حاصل ہو رہی تھین کہ تمام فکرین بھول گئی تھین -

اُس کے ہمراہی سپاہیون نے ہر شہر کو جی کھول کے لُوٹا تھا - چاندی - سونا - جواہرات - اور جو قیمتی سامان ملا اُنھون نے لوٹ کے اپنے قبضہ مین کیا - اور جس سرزمین پر ان لوگون کا گزر ہوتا وہان کی ساری دولت اپنے قبضہ مین کر لیتے - اور ستم زدہ پامال حوادث رعایا کو ایسا مفلس کر کے چھوڑ جاتے کہ سوا فاقہ کرنے کے کسی کے لیے بہبود و فلاح کی کوئی امید نہ باقی رہتی - اس تاخت و تاراج کا یہ نتیجہ تھا کہ جب عبد الرحمن نے بروی غالہ سے آگے قدم بڑھایا ہر سپاہی کے پاس اتنی دولت تھی اور سونے چاندی کا اس قدر خزانہ ہر مجاہد کے اسباب مین بندھا ہوا تھا کہ اُس کا لیجانا دشوار تھا - اگرچہ مفتوح شہرون کی رعایا مین سے طاقتور لوگون کو بیگار پکڑ پکڑ کے یہ قیمتی بوجھ لشکر کے ساتھ آگے بڑھایا جاتا مگر خرابی یہ تھی کہ اُن مجاہدون کو جو خالصۃً لدین اللہ لڑنے کو گھر سے نکلے تھے سب سے زیادہ فکر اس سامان دولت اور گران بہا مال غنیمت کی حفاظت کی رہا کرتی -

اگر عبد الرحمن کلبی اکوئی طانی کو فتح کر لینے کے بعد چند روز کے لیے ہسپانیہ مین واپس چلا آتا اور سپاہیون کے لیے اتنا موقع پیدا کر دیتا کہ اس وقت تک جو کچھ ہاتھ آیا ہے اُسے گھر مین رکھ دین تو یہ دشواریان ہرگز نہ پیش آتین - مگر عرب حملہ آورون کی عموماً یہی شان رہی ہے کہ جہاد کو نکلے تو گھر بار کو چھوڑ کے نکلے - اور وطن کے اعزا و احباب کو اس طرح بھول گئے کہ گویا اس زندگی مین پھر اُن سے ملنا ہی نہین ہے - اس مین اُولو العزمی ضرور ہے مگر ناعاقبت اندیشی بھی ہے جس سے اگر کبھی ضرر پہونچ گیا تو وہ انتہا سے زیادہ سخت ہوتا ہے - تم جو دنیا کے تمام مفتوح عرب ممالک مین آج اُن کی نسلون کو آباد دیکھتے ہو اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ جہان جاتے وہین کے ہو جاتے - اور گویا واپس آنے کے لیے جاتے ہی نہ تھے -

یہی طرز عمل اس فوج کشی مین عبد الرحمن سے ظاہر ہوا - اکوئی طانی کو فتح

کرکے اُسے آگے کی دُھن بندھ گئی۔ وطن۔اعزا۔اقارب۔ دوست۔ احباب۔
سب کی یاد کو لوح دل سے مٹا کے دولت سے لدے پھندے سپاہیون کو بہ جبر
ہنکاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور چونکہ اقبال ساتھ تھا اس لیے
جس علاقہ اور جس شہر کی طرف رخ کیا وہ سراطاعت جھکائے بہ ادب نذرانہ
فتح پیش کر رہا تھا۔

بورڈو کو فتح کرنے کے بعد علاقہ ہاے پیری غورد اور لیموسین کے تمام
شہرون کو لوٹا۔ اور سابق کی حاصل کی ہوئی دولت پر بہت کچھ اضافہ کرکے
علاقۂ انطونیا مین گھسا۔ یہان پہونچ کے اور فرانسیسی فوجون کو منتشر اور وطنی
قوتون کو مضطر و مضطرب دیکھ کے اپنی فوج کو مختلف حصون پر تقسیم کرکے جدا جدا
افسرون کے ماتحت کیا۔ اور ہر طرف کے شہرون اور علاقون مین اُنھین پھیلا دیا۔
چنانچہ عربی سپاہی مشرق سے مغرب تک تمام بلاد فرانس مین پھیل گئے۔ اور جس شہر پر
پہونچے اُسے پہلے ہی حملے مین مطیع و تابع فرمان بنا لیا۔

اس تاخت و تاراج نے سارے فرانس مین آفت مچا دی۔ امرا اور دولت مند
گھر بار چھوڑ چھوڑ کے دوسرے ملکون اور شمالی علاقون کی طرف بھاگے جاتے تھے۔
اور وہان کے صاحب تاج و تخت فرمان رواؤن سے پناہ مانگتے تھے۔ بہر حال سارے
ملک مین ایک بیقراری پھیلی ہوئی تھی۔ اور ہر زبان سے یہی صدا بلند تھی کہ اگر
عربون کی رفتار نہ روکی گئی تو سارا ملک اُن کی جولان گاہ بن جائے گا اور
ساری قوم اُن کی غلام ہوگی۔

اس کے ساتھ یہ تھا کہ مسلمانون اور عربون مین سے ہر ہر سپاہی نے لوٹ لوٹ
کے اپنے ساتھ اتنا خزانہ جمع کر لیا تھا کہ اُس کا حفاظت سے لے جانا دشوار تھا۔
اور چونکہ وہی اُن کا سرمایۂ زندگی تھا اس لیے اُنھین سب سے زیادہ فکر اُسی کے
حفاظت سے رکھنے کی تھی۔ اس عزیز اور قیمتی بوجھ نے اب مسلمانون کی رفتار
اُسی طرح کم کر دی تھی جس طرح چلنے مین ایک عیش پرست موٹا اور بھدا آدمی
دُبلے پتلے جفاکشون سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ مگر عبدالرحمٰن کی اُلوالعزمی اس کی
مطلق پروا نہ کرتی تھی۔ اور اپنے لدے پھندے سپاہیون کو بلا لحاظ اُن کی

رضامندی کے یا بغیر اس کے کہ اُن کی حالت کا اندازہ کرے برابر آگے بڑھاتا لیے چلا جاتا تھا۔

آخر جاتے جاتے وہ علاقہ ہاے پوا طو۔ مارش۔ بیری۔ پر بھی قابض و متصرف ہو کے صوبۂ طورین مین جا پہونچا۔ اور آدھی سے زیادہ مملکت فرانس اُس کے قبضے مین تھی۔ ہسپانیہ مین ان فتوحات کی خبرون پر خوشیان منائی جا رہی تھین اور مسیحی دنیا کو یقین ہوتا جاتا تھا کہ مملکت ہسپانیہ کی طرح سارا ملک فرانس بھی خلافت اسلامی کی قلمرو مین داخل ہوا چاہتا ہے۔

یہان یہ سب ہو رہا تھا اور خون کی ندیان بہ رہی تھین۔ مگر افریقہ مصر اور خاص دار الخلافت دمشق مین کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ ہمارا ایک والی یا سپہ سالار کتنی بڑی اُلوالعزمی کا کام کر رہا ہے۔ اور اُس کی یہ مہم کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔ وزراے دربار خلافت مین یہ واقعات ایک سرحدی جد وجہد سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ اس لیے وہان اِس کی ضرورت نہ سمجھی گئی کہ تازہ دم فوج بھیج کے عبد الرحمن کی قوت بڑھائی جائے۔ یا اس مہم کو جبکہ شروع کر دی گئی ہے تو کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہونچایا جائے۔

بلکہ بخلاف اس کے عبیدہ والی افریقہ جو عبد الرحمن کا افسر بالا دست تھا اُس کی فتحون اور کامیابیون کو حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ چنانچہ اُسے ایک بار خبر پہونچی کہ عبد الرحمن کو فرانس کے کسی شہر مین خالص سونے کی ایک مرصع چیز ملی جو نہایت قیمتی تھی۔ اور عبد الرحمن نے کمال سادگی و بے پروائی سے اُسے توڑ کے اور ٹکڑے کر کر کے مستحق مجاہدون مین بانٹ دیا۔ یہ حال سنتے ہی عبیدہ بہت بگڑا اور عبد الرحمن کو دھمکی دی کہ "تم نہایت ہی بیباکی سے شاہی حقوق کو پامال اور مال غنیمت کو غارت کر رہے ہو۔ وہ قیمتی چیز اس قابل تھی کہ امیر المومنین کی نذر کی جائے"۔ اس کے جواب مین عبد الرحمن نے لکھا کہ "زمین خدا کی ہے۔ اور مال غنیمت مجاہدون کا۔ لہذا مجھے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتون سے کیون محروم کیے جائین"۔ عبیدہ نے اس کی رپورٹ دمشق مین کر دی اور کیا عجب کہ وہان سے سخت تہدید کے ساتھ اُس پر عتاب ہوتا۔ لیکن اُسے

شوق جہاد اور ذوق شہادت مین اس کی مطلقاً پروانہ تھی برابر فتح کرتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا تھا۔

بیسوان باب

مظلوم عشق کی خونابہ افشانی

مفرورین فرانس اب بھاگ بھاگ کے شمالی فرانس مین جمع ہو کے خائف تھے کہ عربون کا لشکر یہان بھی آ پہونچا تو بھاگ کے کہان جائین گے؟ یہان سب سے زبردست فرمان روا شاہ فرانس تھیری تھا۔ اگرچہ اُس کی قوت فرانس کے اور ڈیوکون کے دیکھتے زیادہ زبردست تھی مگر اُسے عربون سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ شاہ یوویز جس کی نسبت مسلمانون کا خیال تھا کہ بُروی غالہ کی لڑائی مین مارا گیا وہ زندہ تھا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین وہ اپنے آپ کو مایوس و بے دست و پا دیکھ کے دریا کے راستے سے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ ابنائے زمانہ سے وہ اس درجہ خائف تھا کہ تن تنہا ایک چھوٹی سی کشتی پر بیٹھا۔ اور تن بہ تقدیر اسے دریا کے دھارے پر ڈال دیا۔ دریاے غردنہ نے چند گھنٹون کے اندر سمندر مین پہونچا دیا۔ اور خلیج بسکے کی بے رحم موجین کشتی کو تھپیڑے دے دے کے نشیب و فراز عالم کا تماشا دکھانے لگین۔ اُسے اب نہ زندگی کی آرزو تھی اور نہ جی بچنے کی امید۔ مگر زندگی تھی اور اُسے ابھی دنیا مین بہت کچھ کرنا تھا۔ کشتی ہر مصیبت سے بچتی ہوئی فلانڈرس کے سواحل پر پہونچی۔ اور ڈبونے کی کوشش مین ہاری ہوئی موجون نے ایک رات کو اُسے خشکی پر پھینک دیا۔

پانی سے نکل کے خشکی پر گیا۔ اور سکون پاتے ہی ایک صاف چٹان پر پڑ کے سو گیا۔ صبح کو چند مچھلی والون نے آکے جگایا۔ اور اُس کی حالت پر ترس کھا کے حال پوچھا۔ اُن کی زبان سے وہ سمجھ گیا کہ شمالی فرانس کی سرزمین ہو۔ مگر احتیاطاً پوچھا "یہ کون ملک اور کس کی قلمرو ہو؟" انھون نے بتایا کہ شاہ پے پن کے بیٹے شاہ چارلس کا علاقہ اور فلانڈرس کا ملک ہو۔ اور دوبارہ اس کے حال کے جویا ہوئے دل مین کہا "چارلس! آہ بڑی قسمت! ایک دشمن سے بچایا تو دوسرے دشمن کے

حوالے کر دیا! شیر کے منہ سے نکال کے اژدھے کے منہ مین! خیر جو قسمت دکھائے گی دیکھون گا"
اور دل مضبوط کر کے اُن لوگون سے کہا" ایک تباہ حال تاجر ہون۔ جہاز پر مال لے کے آنگل تیر (انگلستان) سے چلا تھا کہ فرانس مین آ کے سوداگری کرون۔ جہاز ڈوب گیا مال واسباب سمندر کی نذر ہوا اور مجھے ایک تختے نے یہان لا کے پھینکا ہی کہ فرانس اور فلانڈرس کے شہرون مین بھیک مانگون"
ایک مچھلی والا۔ تمھاری زبان سے معلوم ہوتا ہی کہ اکوئیطانی کے رہنے والے ہو۔ اگر وہان سے آئے ہو تو کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ پکڑ لیے جاؤ گے۔ ہمارے بادشاہ کا حکم ہی کہ اکوئیطانی کا کوئی آدمی اُن کے ملک مین قدم نہ رکھنے پائے"
یوویز" خوش نصیبی سے مین وہان سے آتا بھی نہین ہون۔ رہنے والا وہین کا ہون مگر مدت ہوئی وطن سے سروکار نہین رہا"
مچھلی والا" یہ بھی کسی کو نہ بتانا کہ وہان کے رہنے والے ہو"
یوویز" مین تمھاری عنایت کا شکر گزار ہون۔ اور کسی سے نہ کہون گا" اسکے بعد کمر ٹٹولی تو گوشت کے سوکھے ٹکڑے جو باندھ لایا تھا قریب قریب ختم ہو گئے تھے۔ اُن سے کچھ کھانے کو مانگا۔ انھون نے ایک روٹی اور تھوڑی سی چھوٹی مچھلیان دین جنھین اپنے ہاتھ سے پکا کے کھایا۔ اور سوچنے لگا کہ" اب کیا کرون؟ اور کہان جاؤن؟"
جس فرمان روا کی سرزمین پر ہی وہ اُس کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہی۔ چارلس کے آبا و اجداد کبھی فرانس کے زبردست بادشاہ تھے۔ اور پیرینیز سے جرمنی تک اُن کی سطوت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ لیکن چند روز بعد یہ نسل اسقدر کاہل اور بزدل ہو گئی کہ اُسکے آخری تاجدار سوا گھر مین پڑے رہنے کے کبھی میدان جنگ کی صورت بھی نہ دیکھتے تھے۔ اُنھین اپنی مہ جبین دلرباؤن کی صحبت سے فرصت نہ ملتی۔ اور ملک کے تمام صوبہ دار اور والی باغی و سرکش ہو گئے تھے۔ آخر صرف کومپانیا کا چھوٹا ضلع تو اُن کے قبضہ مین رہ گیا باقی سارا ملک اُن عہدہ دارون کا ہو گیا جو اسی خاندان کے مقرر کئے ہوئے تھے۔ پےپن کی یہ حالت تھی کہ موٹاپے کے باعث گھر کے باہر نہ نکل سکتا۔ اور سال مین صرف ایک بار

ایک بیلون کی رتھ پر بیٹھ کے باہر آتا - اور اُسی پر لیٹے لیٹے نئے کوتوال یا لارڈ میر کے تقرر کی منظوری دے دیتا۔

اُس کا وارث سوا ایک ولد الحرام لڑکے چارلس کے کوئی نہ تھا۔ اُمراے شہر نے اُسی کو تخت نشین کر دیا۔ تاکہ پرانے شاہی خاندان کی نسل فنا نہ ہونے پائے۔ چارلس اپنے باپ دادا کے خلاف بڑا ہوشیار ذہین اور بہادر تھا۔ اس کے ساتھ اس مین انتظامی قابلیت بھی ایسی اعلی درجہ کی تھی کہ ایک ہی سال کے اندر کوتم پانیا کی ساری رعایا کو اپنا جان نثار بنا لیا۔ پھر اچھے اچھے بہادر شہسوار اور پہلوان اپنے دربار مین جمع کیے۔ اور کافی قوت پیدا کر کے آزاد شدہ سرکش صوبون کو پھر مطیع فرمان بنانے لگا۔ اور سب صوبے تو دوبارہ اُس کے تابع فرمان ہو گئے مگر شاہ اکوئی طانی نے مخالفت کی۔ اور دونون مین لڑائی چھڑ گئی۔ اس لڑائی مین یودیز کو محض اپنی بیٹی مینہ کی وجہ سے کامیابی ہوئی۔ اور چارلس اُس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

یہ عداوت اب تک چلی جاتی تھی۔ اور اب کوشش کر کے چارلس نے پھر قوت پیدا کر لی تھی کہ جس طرح بنے یودیز کو اپنا مطیع فرمان بنائے۔ اِس کی یودیز کو فکر تھی۔ مگر اب ابن ابی یسعہ کے ساتھ مینہ کی شادی ہو جانے سے اس کے دل مین خیال پیدا ہوا تھا کہ عربون کی مدد سے مین چارلس کو پوری شکست دے کے اُس کے تمام مملکت پر قبضہ کر لون گا۔ اور سارے فرانس کا بادشاہ ہو جاؤن گا۔

لیکن قسمت نے پانسہ پلٹ دیا۔ وہ عربون کی دوستی و قرابت ہی اُسکی تباہی کا باعث ہو گئی۔ اور قسمت نے اُسے خاص چارلس کی قلمرو مین لا ڈالا جس سے سوا ذہنی کے کسی قسم کی ہمدردی کی امید نہین۔ تاہم دل مضبوط کر کے اُس نے شہر کوم پانیا کی راہ لی۔ اور چند ہی روز مین وہان پہونچ کے ایک نائٹ سے دوستی پیدا کی۔ اپنے آپ کو بھی سینٹ ڈنس کے گروہ کا ایک نائٹ بتایا۔ اور چونکہ فنون جنگ اور آداب سپہگری سے بخوبی واقف تھا اس نائٹ کو اپنے کمالات شجاعت کا گرویدہ بنا لیا۔ اُس نائٹ نے لیجا کے شاہ چارلس سے ملایا جو ہمیشہ بہادرون کی تلاش مین رہا کرتا تھا۔ اور تجربہ کار سپاہیون کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اس نے فنون جنگ مین یودیز کا امتحان لیا۔ اور ہر فن مین باکمال پا کے اپنے دربار کے مخصوص نائٹون مین شامل کر لیا۔

اب یودیز ہر وقت چارلس کی صحبت مین رہتا۔ اور روز بروز اپنا حلیہ اور اپنی وضع بدلتا جاتا تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ ایک دن چارلس صبح سے دوپہر تک فوجی ورزشون مین مصروف رہا۔ اور جب بالکل تھک گیا تو یودیز سے کہا "آج مین بہت خستہ ہوگیا۔ اب ہم چل کے کھانا کھائین گے تو حواس درست ہون گے"۔ یودیز نے مسکرا کے کہا "مگر میری سمجھ مین نہین آتا کہ آپ اس قدر محنت کیون کرتے ہین؟ شمال کے جرمنی دشمنون کو آپ نے شکست دے ہی دی۔ تمام صوبے سرکشی سے دست بردار ہو کے آپ کے فرمان بردار ہوگئے۔ ایک یودیز باقی تھا اُس کا عربون کے ہاتھ سے خاتمہ ہوگیا"۔

چارلس "سپاہی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ خدا جانے کب اور کیا ضرورت پیش آجائے؟"

یودیز "آپ کو تو جنگی تیاری کی اس قدر فکر ہی۔ مگر شاہ تھیری کو ذرا بھی فکر نہین حالانکہ عرب لوگ اُس کی مملکت کے قریب پہونچا چاہتے ہین"۔

چارلس "عرب کیا برابر بڑھ رہے ہین؟"

یودیز "لوگون سے تو یہی سنتا ہون"۔

چارلس (حیرت سے) "اور تھیری کو فکر نہین! افسوس یہ فتنہ مشرق کی طرف سے اُٹھا تھا اور ہمارا خیال تھا کہ بغیر قسطنطنیہ اور رومہ کو پامال کیے ہم تک نہ پہونچ سکے گا۔ مگر پہونچ ہی گیا ہم مشرق کی طرف دیکھتے رہ گئے اور یہ لوگ بغلی ڈوب کے مغرب کی طرف سے نمودار ہوئے اور سارے ہسپانیہ پر قبضہ کر لینے پر بھی خاموش نہین بیٹھتے"۔

یودیز "اُنھون نے ملک گیری کو تو ایک بہانہ بنا لیا ہی۔ اصل مین اپنا دین پھیلانا چاہتے ہین۔ وہ ملک ہی نہین چاہتے ہمارا دین و ایمان بھی چاہتے ہین"۔

چارلس "تو کیا اُن کی کوئی روک نہین ہو سکتی؟"

یودیز "روکے کون؟ ہسپانیہ والے پامال ہوگئے۔ آپ کے دشمن یُودیز نے پہلے مقابلہ کیا۔ جب یون زور نہ چلا تو بیٹی دے کے دوستی پیدا کر لی۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹی بھی ہاتھ سے گئی اور ملک بھی گیا۔ اور دوسرے لوگ اُس کا انجام دیکھ کے ڈر گئے"۔

چارلس "یہی حال ہی تو وہ لوگ یہان تک بھی پہونچ جائین گے۔ مجھے اکوئی طانی کی تباہی کا بڑا صدمہ ہوا۔ مین یودیز کا دشمن نہ تھا۔ بلکہ اگر وہ مجھ سے مدد مانگتا تو بڑا زبردست لشکر اُس کی کمک کو بھیجتا۔ مگر اُسے گوارا ہی نہ تھا کہ مین یا میرے سپاہی اُس کے ملک مین جائین

میری فقط اتنی خواہش تھی کہ اگلے زمانے کی طرح وہ میری ماتحتی کو قبول کرلے - اور یہ میرا حق تھا مگر اُس نے خیال نہ کیا - اور اپنی زندگی خراب کی - لیکن جس طرح بنے اِن عربون کو روکنا چاہیئے "

یوڈیز - " ابھی تو اُن سے شاہ تھیری سے سابقہ پڑے گا - پھر اس کے بعد آپ کی نوبت آئے گی "

چارلس " بجاے اس کے کہ ہم اُن لوگون کے یہان تک پہونچنے کا انتظار کرین ضرورت ہو کہ تھیری کی مدد کرین "

یوڈیز " مگر جب شاہ تھیری بھی لڑنے کا ارادہ کرے ؟ وہ کمک کا خواستگار ہی نہین تو آپ کس کی کمک کرین گے ؟ "

چارلس " - چلو ہم اُس سے ملین اور اُسے لڑائی پر مجبور کرین - وہ میرا مطیع ہو - اور اُس کا فرض ہو کہ میرا حکم مانے "

یوڈیز " اس طرح دبا ڈالنے کا یہ انجام نہ ہو کہ وہ عربون سے مل جائے - اور اُن کو ساتھ لے کے خود آپ پر حملہ کر دے - ایسے کمزور دل کے لوگ اکثر ایسی حرکت کر گزرتے ہین "

چارلس " تو مین حاکم کی حیثیت سے نہین بلکہ دوست بن کے اُسے سمجھاؤن گا - کیا وہ یہ نہ سمجھے گا کہ عربون کے روکنے ہی مین ملک اور مذہب کا بچاؤ ہو - ورنہ ہم سب اُن کے غلام ہو جائین گے ؟ "

یوڈیز " مجھے تو امید نہین - مگر شاید آپ کے سمجھانے سے سمجھ جائے - بہر حال آپ کے وہان چلنے مین فائدہ ہی ہے "

یوڈیز نے عربون کی جو حالت بیان کی تھی اُس نے چارلس کو بہت ہی خوف زدہ کر دیا تھا اور وہ آمادہ ہو گیا تھا کہ عربون کے روکنے مین اپنی جان تک دے دینے مین دریغ نہ کرے - چنانچہ اسی قومی اور دینی مہم کو اپنی زندگی کا مقصد اصلی قرار دے لیا - اور دوسرے ہی دن یوڈیز نے بہت سے ہمراہی نائٹون کو لے کے تھیری کے دارالسلطنت کا قصد کر دیا - اور ایک ہفتہ کے اندر وہین تھا - شاہ تھیری نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا - اور ملاقات کے وقت اُسکی بہادری مستعدی اور بیدار مغزی کی بے انتہا تعریف کی - چارلس نے کہا " اگر عربون کو نہ روکا جائے تو ساری بہادری بیکار ہو - اور اُن کی غلامی سے

مر جانا بہتر ہو۔"

تھیری (نظر نیچی کرکے) "مگر اُن سے مقابلہ کرنے کی کس مین تاب ہو؟ ہسپانیہ والون نے مقابلہ کیا اور فنا ہو گئے۔ یوڈیز نے اُن کا مقابلہ بھی کیا اور اُن سے صلح بھی کی۔ اور دونون طرح اپنی قسمت کو آزما لیا۔ انجام یہی ہوا کہ وہ اور اُس کی سلطنت خاک مین مل گئی۔ اب اور کوئی مقابلہ کرکے کیا بنا لے گا؟"

چارلس" تقدیر مین جو ہونا ہو ہوگا مگر ایسے دشمنان دین کے مقابلے مین بزدلی دکھانے سے بھی بڑا کوئی عیب نہین ہو۔"

تھیری" عیب ہو یا ہنر مگر کوئی تقدیر سے نہین لڑ سکتا۔"

چارلس" ہان مین لڑون گا۔ دین کی توہین۔ عزت و شرافت کا خاتمہ۔ ملک کی تباہی۔ قوم کی بربادی۔ ہمارے بچون اور ہماری عورتون کا بے دینون کی لونڈیان بننا بھلا برداشت کے قابل چیزین ہین؟ ہمین ان جری لٹیرون اور دین کے بے باک دشمنون سے باہم مل کے ایک زبردست مقابلہ کرنا چاہیے۔ اور اگر ہم جان بازی کو تیار ہو گئے تو خدا ہماری مدد کرے گا۔"

تھیری" آپ اس قدر مصر اور لڑائی پر آمادہ ہین تو مین صاف صاف آپ سے کہے دیتا ہون کہ مین اپنی فوج اور اپنے ملک مین اُن کے مقابلے کی طاقت نہین پاتا۔ دل مین ارادہ کر چکا تھا کہ اُن کی اطاعت قبول کر لون گا۔ لیکن آپ ایسی مستعدی سے لڑائی کو تیار ہین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ خاموش بیٹھ کے آپ کی کارروائی کا انتظار کرون گا۔"

چارلس" یہ نہین ہو سکتا۔ آپ کو ہمارا ساتھ دینا ہوگا۔ اور آپ کی فوج ہمارے ساتھ میدان مین جائے گی۔ اگر آپ نے ذرا بھی پہلوتہی کی تو فرانس کے تمام چھوٹے چھوٹے کونٹ اور حکمران الگ الگ ہو جائین گے۔ حالانکہ مین چاہتا ہون کہ سارا فرانس اُٹھ کھڑا ہو۔ ہر ادنی و اعلی جان دینے کو تیار ہو جائے۔ اور سارے کونٹ امرا۔ اور نائٹ ہمارے جھنڈے کے نیچے ہون۔"

تھیری" اگر آپ ایک میدان مین بھی عربون پر غالب آ گئے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ سارا ملک آپ کا ساتھ دے گا۔ لیکن اگر آپ یہ چاہین کہ کامیابی سے پہلے

لوگ آپ کا ساتھ دین تو یہ بہت دشوار ہی"

چارلس" اس دشواری کو مین آسان کر لون گا۔مگر آپ اپنی کہئے کہ ہمارا ساتھ دیجئے گا یا نہین؟"

تھیری"۔ آپ عربون سے ابھی دور ہین۔ پہلا سابقہ مجھ ہی کو پڑنے والا ہی۔ اور اب اُن سے جو پہلی لڑائی ہوگی میرے علاقے مین اور میری سرزمین پر ہوگی۔ لہذا اگر فتح ہوئی تو اُس سے نفع اٹھانے والے آپ ہون گے اور اگر شکست ہو گئی تو آپ بھاگ کے اپنے ملک مین ہو رہین گے اور آئی گئی مجھ پر ہو جائے گی"

چارلس" مین بھاگنے کے لئے مقابلہ نہ کرون گا۔ اگر فتح نہ ہوئی تو میدان مین اپنی جان دے دون گا"

تھیری" یہ کون کہہ سکتا ہی کہ کیا واقعہ پیش آئے گا؟ فتح شکست اور مرنا جینا خدا کے اختیار مین ہی۔ لیکن آپ اگر قطعی طور پر لڑائی کیلئے آمادہ ہین اور مجھے بھی اپنے ساتھ لینا چاہتے ہین تو مجھ سے آپ وعدہ کیجیے کہ آخر تک میرا ساتھ نہ چھوڑین گے۔ اور ایسا نہ ہوگا کہ رنگ بگڑتا دیکھتے ہی مجھے چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہون۔ اس پر مجھ مین آپ مین ایک تحریری معاہدہ اور قول و قسم ہو جائے"

چارلس" اس کے لیے مین خوشی سے تیار ہون"

تھیری" یہ بھی وعدہ کیجئے کہ جیتنے کی صورت مین اکوئی طانی کا ملک آپ مجھے دے دین گے"

یوویزان باتون کو سُن رہا تھا۔ تھیری کے یہ الفاظ سنتے ہی بولا" یوویز کو مین ڈھونڈھ لاؤن گا۔ اور ہمارے شاہ چارلس کا ارادہ ہی کہ اُس کا ملک فتح کر کے اُسی کو دے دین"

چارلس" ہان مین یہ ملک اُسی کو دون گا اور وہ نہ ملا تو اس کا جو وارث ہوگا اُسے دون گا۔ آپ کے ساتھ یہی سلوک کیا کم ہی کہ مین آپ کے ملک کو عربون سے بچا دون گا؟"

تھیری"۔خیر مین اس پر بھی راضی ہون۔ لیکن مین ابھی سے کہے دیتا ہون کہ میری فوج اور میری رعایا آپ کے ساتھ جائے گی مین اپنی ذات سے بظاہر الگ ہی

رہون گا"

چارلس "یہ بھی مجھے منظور ہی" اِس کے بعد تھیری کے اطمینان کے موافق قول و قسم اور معاہدہ ہوا۔ اور چارلس نے سارے علاقۂ فرانس مین دورہ شروع کیا کہ ہر شہر اور ہر گاؤن کے لوگون کو عربون کے مظالم سے آگاہ کرکے اُنھین اُبھارے اور لڑائی پر آمادہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عربون کی نقل و حرکت کا حال بھی معتبر اور ہوشیار جاسوس بھیج بھیج کے دریافت کرتا رہتا تھا۔

چنانچہ اُسے معلوم ہوا کہ لشکر عرب بڑھتا ہی چلا آتا ہی۔ ملک کو کمزور اور حکمرانون کو خائف و ترسان دیکھ کے اُن کے سردار مشرق سے مغرب تک پھیل گئے ہین۔ اور اُن کا لشکر بیلسیون حصون مین بنٹ کے منتشر ہوگیا ہی۔ لیکن سب سے بڑا اور اصلی لشکر خود امیر ہسپانیہ عبدالرحمن کے زیر علم ہی۔ جو لوگ شہرون اور قریون کو لوٹتے لوٹتے بڑے مالدار ہوگئے ہین۔ ہر ہر سپاہی کے پاس ہزارون لاکھون کی دولت ہی۔ اور لوٹ لوٹ کے اُنھون نے اتنا سامان جمع کرلیا ہے کہ اُس کا لے چلنا دشوار ہی۔ وہ اب سپاہیون کی طرح نہین بلکہ دولت مند اور غنی تاجرون کی طرح آرہے ہین۔ اور اُن کے لشکر قیمتی سامان عیش سے لدے پھندے قافلے بن گئے ہین۔ جن کی اُٹھانے اور لادنے کی فکر اُنھین سب سے زیادہ رہا کرتی ہی۔

اِن خبرون نے اُس کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اور چپکے ہی چپکے اُس نے ایک زبردست لشکر مرتب کرنا شروع کردیا۔ جو مختلف گاؤن اور شہرون مین اس طرح تیار ہو رہا تھا کہ دشمن تو دشمن خود چارلس کے ساتھیون کو بھی اندازہ نہ تھا کہ چارلس نے اپنی کوشش سے کتنی خلقت عظیم کو جانباز سپاہی بنا دیا ہی:

اکیسوان باب

قسمت کا آخری فیصلہ

خزان گزر گئی۔ برفباری موقوف ہوئی۔ پیرے نیز کے راستہ کھل گئے۔ اور اکوئی طانی کے فاتح عرب جو جنوبی فرانس مین مشرق سے مغرب تک پھیل کے

ٹھر گئے تھے کہ سردی کم ہو تو آگے قدم بڑھائین اُن مین پھر حرکت پیدا ہوئی - درختون مین کوپلین اور کوپلون مین کلیان آنا شروع ہوئین - نسیم کے خوشگوار جھونکے مسرور قاصد بہار بن کے پیرے نہر سے مملکت فرانس مین آئے - اور آمد بہار کا مژدہ سنانے لگے -

عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی اپنے ایک زبردست لشکر کے ساتھ شہر پورجس مین تھا - جاڑون کا موسم اُس نے یہین بسر کیا تھا اور اب آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ایک دن صبح کو ابن ابی لیسعہ کے قاتل عدی بن زیان نے آکے کہا "مین سنتا ہون کہ ہماری فوج کے بہت سے لوگ وطن واپس جانا چاہتے ہین کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم لوگ گھر جانے کے بعد پھر واپس آکے آگے بڑھین ؟"

عبدالرحمن "مین تو نہین سمجھتا کہ ہمارے عربی نژاد لوگون مین اتنی سُستی اور حماقت پیدا ہو گئی ہو کہ فضول آمد و رفت مین تضیع اوقات کرنا پسند کرین - مقابلہ کے لیے کوئی زبردست دشمن نظر نہین آتا - ہمارے خوف سے دل دہلے ہوئے ہین - اور سارے ملک پر ہماری ہیبت چھا گئی ہو - ایسے بہترین موقع کو چھوڑ دینا کسی کے نزدیک قرین قیاس نہین ہو سکتا"

عدی "مگر ہمارے بعض جاسوس تو خبر لائے ہین کہ شمالی فرانس کا ایک فرمان روا ہمارے مقابلہ کا سامان کر رہا ہو - اور فوجین جمع کرتا پھرتا ہو"

عبدالرحمن "اونھ ! وہ کیا کر لے گا ؟ یہان اکوئی طانی سے زیادہ زبردست سلطنت کوئی نہین ہو اور اُسے ہم نے فتح کر لیا"

عدی "مگر ہمارے سپاہیون کے پاس مال و دولت کا بوجھ بڑھ گیا ہو - اسے لے کے چلنا دشوار ہو"

عبدالرحمن "کتنا ہی بوجھ ہو باربرداری کا سامان ہم آسانی سے کر سکتے ہین - اور آج تک کبھی اس کام مین مشکل نہین پیش آئی - یقین جانو کہ یہ لوگ ہمارا کچھ نہین بگاڑ سکتے - ہمارے چھ سات سردار کافی فوج کے ساتھ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہین - دشمن جدھر سے آئین گے روکے جائین گے - اور کسی زبردست دشمن کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو پندرہ دن کے اندر سب آکے

مجھ سے مل جائینگے۔ اور ہمارے اتنے بڑے لشکر کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا۔ اِن لغو وہمون سے مین جہاد سے دست بردار نہین ہوسکتا"

عدی" اگر آپ نے یہی قطعی ارادہ کرلیا ہو تو پھر ہمارے لشکر کو آگے بڑھنا چاہیئے"

عبدالرحمن" اب ہمین شاہ تھیری کے علاقے پر حملہ کرنا ہو۔ مگر حملے سے پیشتر اسے اطلاع دے دینا ضروری ہو کہ دین اسلام قبول کرو۔ یا اطاعت قبول کرکے ہمین جزیہ دو۔ اور نہین تو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ"

عدی" تو اسے فوراً اطلاع دے دینی چاہیئے"

عبدالرحمن" مین آج ہی اپنے قاصد کو اُس کے پاس روانہ کردونگا" یہ کہتے ہی اُس نے اپنے قاصد کو ایک خط دے کے تھیری کے پاس بھیج دیا۔ اور اُس کی روانگی کے تیسرے دن لشکر آگے بڑھایا۔ اور تمام سردارون کو حکم بھیج دیا کہ لشکر بڑھائین۔

اب وہ شہر طورس کے قریب پہونچ کے دریاے لُوار سے اُترنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ ناگہان خبر آئی دشمن کا ایک بہت بڑا زبردست لشکر آ پہونچا جس کا شمار اور اندازہ نہین کیا جا سکتا۔ یہ سُن کے عبدالرحمن متحیر ہو گیا اور مخبرون سے کہا "تُم نے پیشتر پتہ نہ لگایا۔ جب وہ لوگ ہمارے سر پر آگئے تو تمھین خبر ہوئی؟"

ایک جاسوس" حضور۔ اس سے پہلے اِن لوگون کا کہین پتہ نہ تھا۔ کسی شہر اور گاؤن مین یہ لوگ نہین گزرے۔ اور سارا ملک بیخبر رہا۔ اتنا سنا گیا تھا کہ شاہ چارلس لشکر جمع کر رہا ہو جس کی خبر ہم نے حضور کو پہونچا بھی دی تھی۔ اس سے زیادہ حال اس لشکر کا فرانس کے شہرون مین بھی کسی کو نہین معلوم ہو سکا۔ معلوم ہوتا ہو یہ لوگ پہاڑون مین چھپے چھپے آئے ہین۔ اور کوشش کرتے رہے ہین کہ اُن کے نقل و حرکت کی کسی کو خبر نہ ہوا کرے"

عبدالرحمن" خیر۔ انشاءاللہ جہاد کا ایک اچھا میدان ہاتھ آئے گا۔ مگر اب مجھے اپنے تمام افسرون اور فوجون کو بلاکے یہان جمع کر لینا چاہیئے۔ ہم اسی دریا کے کنارے ٹھہر کے دشمنون کو روکین گے۔ اور جب ہمارا سارا لشکر جمع ہو جائے گا تو پار اُتر کے مقابلہ کرین گے" یہ کہتے ہی اُس نے چارون طرف اپنے سوار دوڑائے

اور کل افسرون کو حکم بھیج دیا کہ فوراً لوار کے کنارے آکے ہمارے ساتھ جمع ہون۔
اس کے علاوہ آج ہی اُس نے پڑاؤ کو لڑائی کے لیے درست کیا۔ ہمراہی سردارون کو بُلا کے سمجھایا کہ "تمام سپاہیون کو لڑائی کے لیے تیار کر دین۔ اور سمجھا دین کہ بس یہی ایک معرکہ ہی۔ اس میدان کو مار لیا تو پھر سارا فرانس ہمارا ہی۔ نہ کوئی دوسرا لشکر جمع ہو سکے گا۔ اور نہ کسی کو ہمارے مقابلے کی جرأت ہو گی۔ اور اسی لڑائی پر خاتمہ ہی"۔

انھین انتظامون مین شام ہو گئی۔ اور سب لوگ دعا و عبادت مین مصروف ہوئے۔ اور شب گشت کرنے والی فوجون کے بھروسے پر اپنے خیمون مین پڑ کے سو گئے۔ حسب اتفاق رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ اور اکثر لوگ روزہ دار تھے۔ جھون نے سفر کو روزہ شکنی کا بہانہ قرار دینا نہین پسند کیا۔ سحر کے وقت لشکرگاہ اسلام مین پھر چہل پہل ہو گئی۔ اور اُس کے بعد سب نے عبادت و نوافل ہی مین صبح کر دی۔

عبدالرحمن کو اس رات صبح تک نیند نہ آئی۔ اُسے اس بات کا تردد تھا کہ دشمنون کی اتنی بڑی یورش ہی اور ہمارا لشکر دُور دُور تک پھیلا ہوا ہی جس کا فوراً جمع ہو جانا دشوار ہی۔ تاہم دل مضبوط تھا۔ اور اپنی فتح کا یقین کامل تھا صبح کو لشکر کے ساتھ اول وقت مین نماز فجر ادا کر کے رات کے جاگے ہوئے سپاہی سونے کی تیاریان کر رہے تھے کہ ناگہان خبر آئی دشمن راتون رات دریائے لوار کے اِس پار اُتر آئے۔ اور اب اُن کی کوئی روک نہین ہی۔ اس خبر نے عبدالرحمن کو بہت پریشان کر دیا۔ اب اُسے یہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ چارون طرف سے راستہ روک دین۔ اور ہماری فوجین جو ہر طرف سے سمٹ کے آنے والی ہین ہم تک نہ پہونچ سکین۔

تاہم اُس نے ہزارون سپاہیون کو لگا دیا کہ عربی لشکرگاہ کے گرداگرد خندق کھودین تاکہ اگر دشمن حملہ کر دے تو ہم اطمینان سے مقابلہ کر سکین۔ خندقون کا کھودنا شروع ہی ہوا تھا کہ مسلمانون کے داہنے بائین دونون جانب سے فرانسیسی فوج کے جھنڈے دکھائی دیے۔ جو آگے بڑھتے چلے آتے تھے۔ اور اُن کے بُوق و قرنا اور طبل دا غنون

کا شور چارون طرف کی فضا مین گونج رہا تھا۔

عبد الرحمٰن نے بھی لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اور بہادران ہسپانیہ و عرب اپنی خندقون کے اندر صفین باندھ کے کھڑے ہو گئے۔ عبد الرحمن لباس جنگ پہن کے اور گھوڑے پر سوار ہو کے اُن کے سامنے آیا۔ اور یہ تقریر کی "بہادران عرب! اور دلدادگان اسلام! یہی آزمایش کا وقت ہے۔ ناموری۔ عزت۔ دولت اور سب سے بڑھ کے شہادت اور خداوند جل وعلا کی خوشنودی تمھاری شجاعت واسلحہ سے وابستہ ہے۔ اس گھڑی تک تم برابر کامیابی اور فتحمندی سے دشمنون کو پامال کرتے چلے آئے۔ اور اُس سرزمین مین کلمۂ توحید اور تہلیل وتکبیر کا نعرہ بلند کر دیا جہان تم سے پہلے کسی کی زبان سے یہ الفاظ نہین سنے گئے تھے۔ بہت سے دشمنون نے اتفاق کر کے تم پر حملہ کیا ہے۔ آئے ہین کہ تمھاری سعی حق کو روکین۔ مگر خدا کا یہ وعدہ یاد رکھو کہ "واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون" یہ وعدہ پورا ہو گا لیکن تمھارا امتحان لے کے"

ان پُرجوش فقرون نے سب کے دلون مین جوش پیدا کر دیا اور لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ اب فرنج لشکر بالکل قریب آ گیا تھا۔ اور اُن کے بالکل سر پر آ جانے کے بعد نظر آیا کہ مسلمان بالکل گھرے ہوئے ہین۔ سامنے دریاے لوار ہے۔ اور تین طرف دشمنون کا ٹڈی دل۔

عبد الرحمن نے یہ دیکھ کے کہ دشمن برابر بڑھتے ہی چلے آتے ہین۔ اور عنقریب خندقون کے پاس آ پہونچین گے گھوڑا بڑھا کے اپنی ایک قلب شکن تکبیر کے اشارے سے لشکر عرب کو حملہ کا حکم دے دیا۔ اُس کی تکبیر ایک صداے بازگشت کی طرح تمام مسلمان سپاہیون مین گونجنے لگی۔ اور سب نے جوش وخروش سے حملہ کر دیا۔

رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ روزہ دار سپاہیون مین تقلیل غذا سے جس قدر کمزوری تھی اُس سے زیادہ روحانیت اس مقدس مہینے کی برکت سے پیدا ہو گئی تھی۔ امیدواران شہادت اس زمانے کی شہادت کو ازدیاد مدارج اُخروی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اپنے سردار کا اشارہ پاتے ہی خندقون سے نکل کے دشمنون پر ٹوٹ پڑے۔ اور بازار مرگ گرمیان دکھانے لگا۔ عربون نے ویسا ہی زبردست حملہ

کیا تھا جیسا کہ کیا کرتے تھے جو دم بھر مین دشمنون کی صفون کو درہم و برہم کر دیتا تھا اور جس سے بڑے بڑے نبرد آزما سُورما پناہ مانگنے لگتے تھے۔ مگر یہان دشمن کے لشکر عظیم کا اتنا بڑا دریائے ذخار کوسون تک پھیلا ہوا سیل فنا کے ہلکورے دے رہا تھا کہ کسی ایک مقام پر دباؤ پڑنے سے اُس پر ذرا بھی اثر نہ ہوتا۔ ایک گروہ پسپا ہوتا تو دوسرا آپہونچتا اور اس کو مغلوب کرنا ناپیداکنار سمندر مین پیرنا اور زیادہ زور لگا لگا کے ہاتھ پاؤن مارنا تھا جس کا نتیجہ سوا تھک کے ڈوبنے کے کچھ نہین ہوتا۔

چارلس جو فرانسیسیون کے اس لشکر عظیم کا سپہ سالار تھا اس بات کو خوب سمجھا ہوا تھا کہ اگر لڑائی مین ذرا بھی تاخیر ہوئی تو ہسپانیہ سے مسلمانون کی کمک آجائے گی۔ اور تمام سرداران عرب جو مختلف بلاد فرانس مین پھیلے ہوئے ہین آکے جمع ہو جائین گے اور روزمرہ اِن کی قوت بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ اسلیے کہ ہسپانیہ ہی نہین افریقہ مصر اور شام و عرب تک سے زبردست جنگجو آنا شروع ہو جائین گے۔ اور اُن کے جھنڈے کے نیچے اتنا لشکر جمع ہو جائے گا جس سے پیش پانا غیر ممکن ہوگا۔ اسلیے جو کچھ ہو سکے جلدی کر لینا چاہیے۔ اور اسی وجہ سے اُس نے آتے ہی حملہ کر دیا تھا۔

اس پر بھی عبدالرحمن کی تکبیرون سے چونک چونک کے مسلمان حملہ کرتے تو کوہ و جبل لرزہ ڈال دینے والے نعرون سے گونج اُٹھتے۔ اور جدھر اُن کا رخ ہو جاتا حریفون کو بھاگتے ہی بنتی۔ مگر چارلس کے ہمراہ دس بارہ ہزار آہن پوش نائٹ تھے جو فولادی بُرجون یا غیر متحرک پہاڑون کی طرح ایک ہی جگہ کھڑے رہتے۔ اُن پر کسی کی تلوار کارگر نہ ہوتی۔ جتنی ضربین پڑتین اُن کو کمال بےحسی سے جھیل لے جاتے۔ اور اپنا استقلال بھاگنے والے مسیحیون مین بھی پیدا کر دیتے۔

خود چارلس کی یہ حالت تھی کہ وہ اور اُس کا زبردست گھوڑا دریائے آہن مین غرق تھے۔ اگرچہ تمام اسلحہ سے آراستہ اور اوچی بنا ہوا تھا۔ مگر اُس کا خاص حربہ گرز کے عوض ایک بڑا بھاری فولادی ہتھوڑا تھا جسے کندھے پر رکھے ہوئے وہ گھنی رزمگاہون مین چکر لگاتا۔ اور جس پر اُس کا ہتھوڑا پڑ جاتا اُسے ایک رعد کی سی کڑک کے ساتھ اُسی جگہ پر فنا کر دیتا۔ جس جگہ اپنے لشکر کا قدم اُکھڑتے دیکھتا بلائے ناگہان کی طرح آپہونچتا۔ اور لڑائی کو سنبھال لیتا۔

شام تک برابر ایسی ہی سخت لڑائی ہوتی رہی - اگرچہ تھکن سے ہاتھ پاؤن رہ گئے تھے - مگر دونون حریف اُسی جوش جانبازی سے مقابلہ کیے جاتے تھے - آخر رات نے اپنا سیاہ پردہ درمیان مین ڈال دیا - اور غضب آلود بہادر مجبور ہو کے اپنے اپنے خیمون مین واپس آئے - مگر دونون طرف دلون مین اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی - مسیحیون کو اپنی کثرت و شجاعت پر جو ناز تھا ٹوٹ گیا تھا - اور عربون کا یہ استقلال دیکھ کے پریشان ہو گئے تھے - اُدھر عربون کو حیرت تھی کہ فرنگیون مین ایسا استقلال کبھی نہین دیکھا تھا - دیکھیے اس لڑائی کا کیا انجام ہوتا ہی -

لیکن باوجود اس کے عربون کی قوت بہت کمزور پڑ گئی تھی - فرنچ لوگون مین نئے نئے لشکرون کے آکے شریک ہونے کا سلسلہ برابر جاری تھا - اگرچہ پندرہ ہزار سے زیادہ اس میدان مین مارے گئے مگر اس سے دُونے تگنے رات بھر مین اور آگئے - بخلاف اس کے عربون مین سے جو دس ہزار بہادر شہید ہوے اُن کی جگہ پوری کرنے کے لیے ایک سپاہی بھی نہ پہونچ سکا - صبح کو تین مسلمان سردار اپنے لشکرون کو لے کے آگئے - جن مین سے ایک تو کلثوم بن حرب شیبانی تھا - دوسرا عکرمہ بن مجاہد السکسکی - اور تیسرا عامر بن فحل الحمیری - اُن مین سے پہلا چار ہزار مراکشی و جزائری نبرد آزماؤن کے ساتھ مشرق و جنوب فرانس کے ایک قریبی شہر سے آیا تھا - دوسرا مغرب کے ایک شہر سے آیا جو یہان سے ایک ہی منزل پر تھا - تیسرا اگرچہ مغرب جانب یہان سے دو منزل کی مسافت پر تھا مگر امیر عبد الرحمن پر دشمنون کی یورش سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا - اور راتون رات دو منزل طے کر کے تیسرے پہر کے قریب آگیا - مگر دشمنون نے اُن کا راستہ روک دیا - نہ اُن کو عبد الرحمن ہی تک پہونچنے دیا - اور نہ اُن نودار دبہادرون کو ایک دوسرے سے مل کے باہم مجتمع ہونے دیا -

عبد الرحمن اِن لوگون کے پہونچنے کا منتظر تھا - مگر وہ سب اتنی دُور پر روک دیے گئے تھے کہ اسے خبر بھی نہ ہونے پائی - تاہم صبح کو نماز سے فارغ ہوتے ہی جب اس نے دشمنون پر حملہ کیا ہی تو دل مین قوی امید تھی کہ آج میری کمک پر دو چار سردار ضرور آجائین گے - فرنچ لوگون نے بھی آج کل سے زیادہ جوش و خروش سے حملہ کیا - اور آج کی لڑائی کل سے زیادہ سخت تھی - نئی کمک کے پہونچ جانے اور

تازہ دم فوجون کے آنے کا سلسلہ قایم ہونے کی وجہ سے اُن کا حوصلہ بڑھا ہوا تھا۔ اُن کے نائٹ جان توڑ توڑ کے حملے کرتے اور اُن کے نواب اور ڈیوک جوش وخروش سے للکار للکار کے اُنھین لڑاتے۔ اور یاد دلاتے کہ اسی لڑائی پر فیصلہ ہے۔ یا تو فتح اور آزادی۔ یا ہمیشہ کی غلامی وبے عزتی۔

چارلس جو اس لڑائی مین اپنے ہتھوڑے سے آفت بپا کرنے کے باعث "چارلس مارٹل" مشہور ہو گیا تھا جدہر جاتا میدان صاف کر دیتا۔ اگر کسی جگہ فرنچ لوگون کو شکست ہوتی نظر آتی یا وہ پریشان وحواس باختہ معلوم ہوتے تو گھوڑے کو ایڑ بتا کے جا پہونچتا اور اپنے کوہ شکن حربون سے عربون کو پسپا کر کے ہٹا دیتا۔

کلثوم عکرمہ اور عامر نے بڑی کوشش کی کہ طوفان جنگ مین کود کے اور دشمن کی فوج کے دریاے متواج کو پیر کے عبدالرحمن کے لشکر سے جا ملین۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ہر طرف انھین اپنے سے دونا تگنا لشکر دشمنون کا نظر آتا۔ جو نہ اُنھین امیر ہسپانیہ ہی کے علم تک پہونچنے دیتا اور نہ باہم ملنے دیتا کہ ساتھ مل کے زبردست حملہ کرین۔ اور جان پر کھیل کے اپنے امیر سپہ سالار کے پاس پہونچ جائین۔

آج کی لڑائی ابھی آفتاب کے غروب ہونے پر ختم ہوگئی۔ اور روزہ دار مجاہدون نے خیمون مین آ کے روزے افطار کیے۔ اگرچہ سفر اور جہاد مین روزہ چھوڑ دینے کی اجازت تھی مگر اُن کے دلون مین یہ شوق جاگزین تھا کہ اگر یہ زندگی کا آخری دن ہو تو روزہ کی حالت مین شہید ہون۔ خدا کے پاس روزہ دار جائین۔ اور جنت کے میوون اور کوثر کے شربت سے افطار کرین۔ وہ دن کے تھکے ہوئے سپاہیون نے جہانتک بن پڑا رات عبادت وتلاوت مین صرف کی۔ اور صبح کو پھر لڑائی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر اس وقت تک کسی قسم کی مدد نہ پہونچنے کی وجہ سے عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی پریشان خاطر اور مایوس تھا۔ اُسے یقین تھا کہ جب تک مسلمانون کا کوئی بہت بڑا زبردست لشکر کمک کو نہ آ سکے دشمنون کا سیلاب عظیم نہین رک سکتا۔ کوئی کسی کے انتظار مین دن گنتا ہو وہ گھڑیان گن رہا ہے اور اس سے بے خبر ہے کہ دشمنون کے اُس طرف مسلمانون کے کئی لشکر پڑے ہوئے ہین مگر دشمن کی کثرت کی وجہ سے آگے قدم نہین بڑھا سکتے۔

اسی انتظار مین مسلمان مسلسل آٹھ دن تک ایسی ہی خونریز لڑائی لڑتے رہے۔

اور اُن کے استقلال نے دشمنون کو بھی پریشان کر دیا۔ مگر عبد الرحمن کو اب بالکل یاس تھی دل مین کہتا کہ "ان لوگون نے آٹھ دن بھی مقابلہ کیا تو بہت کیا۔ ان کی تعداد روز بروز گھٹتی جاتی ہی۔ افسوس میری فوج کا پانچوان حصہ بھی نہین باقی رہا۔ کیسے کیسے نامور بہادر مارے گئے۔ اور جو ہین اُن مین اب دم نہین ہی۔ آہ! کوئی مدد کو نہ آیا اور یہ قیمتی جانین مفت ضائع ہوئین۔ اس کو مین اب بھی دیکھ رہا ہون کہ اگرچہ ان باقی ماندہ جان بازون کے ہاتھ پاؤن نے جواب دے دیا ہی مگر ہمت نہین ہارے ہین تاہم کب تک؟ معلوم ہوتا ہی ہم سب کا یہین خاتمہ ہونے والا ہی"۔

ان آٹھ دنون کی لڑائی مین خود وہ بھی کئی گہرے زخم کھا چکا تھا۔ مگر محض اس اندیشہ سے کہ مسلمانون کا دل تھوڑا نہ ہو اپنی تکلیف کسی پر ظاہر نہ کرتا تھا۔ آج میدان جنگ مین قدم رکھنے سے پہلے اُس نے اپنے سارے لشکر کو خندقون کے پاس جمع کیا اور کہا "شجاعان عرب! مین تمھاری بہادری اور جان بازی کی داد دیتا ہون۔ تمھاری پامردی نے اس کثرت و قوت پر بھی دشمنون کے حوصلے پست کر دیے ہین۔ مگر افسوس کسی طرف سے کمک نہ آئی کہ اپنی اس بہادری و استقلال کے صلہ مین تم کو فتح حاصل ہوتی جس کے تم مستحق ہو۔ مگر خدا کے یہان تمھارا درجہ بہت بلند ہی۔ اور اُس کے دربار سے تمھین جو صلہ و انعام ملے گا وہ ان دنیوی صلون سے بہت زیادہ قیمتی اور سرمدی ہی"۔ اکثر لوگون نے بیتاب ہو کے نعرہ لگایا "ہم اُسی صلہ کو چاہتے ہین! ہمین نہ زندگی کا شوق ہی نہ دولت و حشمت کا۔ ہم شہادت چاہتے ہین"۔

عبد الرحمن "بے شک یہی چاہنے کی چیز ہی۔ مگر خیال رہے کہ ساعت بہ ساعت زیادہ نازک زمانہ آتا جاتا ہی۔ ایسا نہ ہو کہ تمھارے شوق شہادت اور تمھارے حوصلے مین فرق آئے۔ جب تک دم ہی اسی شان سے مرو۔ اور یونہین مقابلہ کیے جاؤ"۔ سب نے کہا "خدا سے ہمارا یہی عہد ہی! اور اس عہد کے پورا کرنے کو ہم تیار ہین"۔

عبد الرحمن "بس اب چلو حملہ کرین۔ دشمن منتظر اور تمھارے لیے بیتاب ہین"۔ یہ کہہ کے خندقون سے باہر نکل کے تکبیر کہی اور حملہ کر دیا۔

آج کا دن ہر روز سے زیادہ بھاری تھا۔ اور وجہ یہی کہ مسلمان سپاہیون کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی تھی۔ باہر کے سردارون نے بھی ان گذشتہ ایام مین

برابر زور لگایا۔ مگر بالکل کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لیے کہ فرانسیسیون نے بھی اُن کے روکنے کے لیے خندقین کھود لی تھین جن سے نکل کے اُن پر حملہ کرتے۔ مگر اس کا ذرا بھی موقع نہ دیتے کہ وہ آگے قدم بڑھا سکین۔

اسی طرح دونون جانب برابر دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی تھی کہ عدی بن زیان ایک تیر سے زخمی ہو کے گرا۔ اور ساتھ ہی فرانسیسیون نے نرغہ کر کے اُسے نیزون سے چھید ڈالا۔ عدی کے مارے جانے کا عبدالرحمن کو بڑا صدمہ ہوا۔ اُس کے لئے دعاے مغفرت کی۔ اُس پر فاتحہ پڑھی۔ اور دل مین کہا "افسوس عدی اُسی طرح مارا گیا جس طرح اُس نے عثمان بن ابی لیسعہ کی جان لی تھی۔" ساتھ ہی خیال آیا کہ "عثمان بیگناہ مارا گیا۔ تو کیا تقدیر مجھ سے اُس کے خون کا بدلا لے رہی ہو؟" اس خیال کے ساتھ جسم مین لرزہ پڑ گیا۔ اور ایک جھرجھری سی معلوم ہوئی۔ اب اس وقت عثمان کی مظلومانہ صورت اُس کے سامنے تھی۔ خیال کی آنکھون سے دیکھ رہا تھا کہ ایک پُرفضا وادی کوہ مین پھولدار جھاڑیون کے اندر عثمان خاموش بیٹھا ہی اُس کی محبوبہ منینہ کا سر اُس کے زانو پر ہی۔ اور وہ خواب ناز مین ہی۔ اسی حالت مین عدی کا نیزہ اس کے سینے کو چھید کے پیٹھ سے نکل گیا۔ اُس کی یہ مظلومی کی موت دیکھ کے عبدالرحمن نے بے تحاشا چیخ ماری۔ اور ساتھ ہی نظر جو اُٹھائی تو عدی کی نیزون اور تیرون مین چھدی ہوئی لاش نظر کے سامنے تھی۔ مارے خوف کے سہم گیا۔ اور خدا کی طرف رجوع کر کے بڑے خضوع و خشوع سے کہا "خداوندا! اس گناہ کو معاف کر۔ اور اُس کا ناقابل برداشت بوجھ میرے سینے پر سے ہٹا۔ مگر افسوس ہٹنا کیسا وہ پُرالم بوجھ کم بھی نہ ہوا۔

بائیسوان باب

دوسرا مفتوح فاتح

عبدالرحمن پھر دعا مین اصرار کرنے کو تھا کہ ناگہان مسلمانون کی لشکرگاہ مین سے عورتون کے شور مچانے اور آہ و واویلا کا شور بلند ہوا۔ اور ساتھ ہی عبدالرحمن نے دیکھا کہ مسلمان سپاہی اپنے خیمون کی طرف بدحواس بھاگے جاتے ہین۔ اور دشمن زور و

شور سے تعاقب کر رہے ہین - بے اختیار چلا چلا کے کہنے لگا "افسوس! اپنی اُس گھڑی تک کی ثابت قدمی تم نے خاک مین ملا دی - جس منھ کو جہاد سے پھیرا ہی اُسے خدا کے سامنے کیونکر لے جاؤ گے؟" اس کے جواب مین ایک عرب نے رُک کے کہا "ہم بھاگے نہین بلکہ اپنے مال و اسباب کی حفاظت کو جا رہے ہین؟ آپ دیکھتے نہین ہین کہ دشمن دوسری طرف سے خندقون کے اندر گھس پڑے اور ہمارے خیمون کو لوٹ رہے ہین؟"

عبد الرحمن "جو دولت تمھارے سامنے ہی اُس سے بڑی وہ دولت نہین ہی جسے اپنے پیچھے خیمون مین رکھ آئے ہو؟"

عرب "ہمارا سارا مایہ و بساط خیمون مین ہی - اُسے بچانا ضروری ہی - اگر دشمنون کو وہان سے ہٹا نہ سکے تو اپنی گٹھریان بغل مین دبا لین گے - اتنی بڑی دولت اور اپنے سارے جہاد کا کل اندوختۂ غنیمت ہم سے چھوڑا نہین جا سکتا"

عبد الرحمن "افسوس شجاعت کے ساتھ تمھاری نیت بھی بدل گئی" - یہین تک کہنے پایا تھا کہ ایک آہن پوش نائٹ نے بڑھ کے اُس عرب کے سر پر اس زور سے اپنا گرز مارا کہ ایک ہی وار مین وہ گرا اور تڑپ کے مر گیا - یہ دیکھ کے عبد الرحمن کو تاب نہ آئی جھپٹ کے اُس نائٹ پر تلوار کا ایسا زبردست وار کیا کہ زرہ کو کاٹ کے گردن کو بھی کاٹ گیا - نائٹ ایک چیخ کے ساتھ گھوڑے سے گرا - اور اُس کی چیخ سے زیادہ آواز اس کے گرتے وقت فولادی لباس سے بلند ہوئی - اس لیے کہ نرم زمین کے عوض وہ ایک چٹان پر گرا تھا -

عبد الرحمن نے اس نائٹ سے تو انتقام لے لیا مگر غور سے جو دیکھا تو مسلمان بھاگ کے خیمون مین ہو رہے تھے اور وہ یکہ و تنہا دشمنون کے نرغے مین تھا - سب نے آ کے چارون طرف سے گھیر لیا - اور اُسے یقین ہو گیا کہ جام شہادت پینے کا وقت آ گیا - کمال جان بازی سے بڑھ بڑھ کے دشمنون پر حملے کرنے لگا - اور اپنی خارا شگاف تلوار سے بہتون کو کاٹ کے ڈال دیا - مگر جو جو وہ جوش جوانمردی دکھاتا تھا دشمنون مین اور زیادہ گھرتا جاتا تھا - فرانسیسیون کو معلوم تھا کہ یہی مسلمانون کا سردار ہی اور جب تک یہ باقی ہی یہ لڑائی یونہین جاری رہے گی - اور ایک عرب

سپاہی بھی باقی رہے گا تو اُس کی حوصلہ افزائی سے بہتون کو مار کے مرے گا - اس لئے آمادہ ہو گئے کہ جس طرح بنے اُسے مار لین - دیر تک اسی کوشش مین مصروف رہے مگر کامیابی نہ ہوئی - عبدالرحمن صدہا زخمون سے چُور ہو گیا تھا - خون کے بہ کثرت بہ جانے سے ناتوان و مضمحل ہو رہا تھا مگر نہ مقابلے سے ہاتھ روکتا - اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتا -

اب اُسے پیام دیا گیا کہ ہتھیار ڈال دو تو ہم تمھاری جان بخشی اور قدر کرین گے - مگر اُس نے کمال بے پروائی سے جواب دیا کہ "مین نہ جان چاہتا ہون نہ تمھاری مہربانی" یہ کہہ کے پھر زور سے جھپٹ کے ایک ہی وار مین ایک نائٹ کو گھوڑے سے گرا دیا - لیکن اتنی دیر تک لوہا کاٹتے کاٹتے اب اُس کی تلوار اس قدر کُند ہو گئی تھی کہ لوہا تو لوہا گوشت کے کاٹنے مین بھی کمی کرتی - ناگہان اُس کے چہرے پر ایک تیر پڑا جو داہنی آنکھ مین پیوست ہو گیا - چاہتا تھا کہ تیر کو بائین ہاتھ سے کھینچ کے نکالے کہ پیچھے سے کسی نے زور سے ایک نیزہ مارا اور وہ گھوڑے کے نیچے آ رہا - سنبھلنے نہین پایا تھا کہ کئی اور نیزے پڑ گئے - اِن نیزون نے اُسے بالکل چھید ڈالا - اور اب اُس پر سکرات کا عالم طاری تھا کہ غضبناک نائٹون نے گھوڑون سے روند کے خاتمہ کر دیا -

فوراً اس کا سر کاٹ کے نیزے پر بلند کیا گیا جسے دیکھتے ہی تمام مسلمانون کے حواس جاتے رہے - اور عبدالملک بن قطن نام ایک سردار نے للکار کے کہا "بس اب بھاگو" - مگر کسی طرف راستہ نہ تھا - مجبوراً سب جان دینے پر تیار ہو گئے - اور ایک ساتھ مل کے حملہ کیا کہ دشمنون کی صفون مین گھس کے نکل جائین - فرانسیسی اُن کا ارادہ سمجھ گئے اور چارون طرف سے سمٹ کے کوشش کرنے لگے کہ کسی کو زندہ بچ کے نہ جانے دین - بڑی گھمسان لڑائی ہونے لگی - عرب لوگ لڑتے تھے اور آدمیون کا گھنا جنگل کاٹ کاٹ کے اپنا راستہ نکالتے تھے - فرانسیسیون کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ لوگ نکل کے باہر والے مسلمانون سے مل جائین گے تو کسی قدر دشواری پیش آئے گی - چنانچہ قدم قدم پر روکتے اور اُن پر حملے کرتے نتیجہ یہ ہوا کہ صرف گنتی کے چند مسلمان نکل کے اپنے ساتھیون سے جا ملے جو باہر تھے باقی تمام اسی نرغے مین شہید ہوئے -

اب فرانسیسیون نے باہر والون پر بھی سب طرف سے ہجوم کیا۔ اور عبدالرحمن کا سر اُن کے سامنے پیش کیا۔ یہ دیکھ کے اُن کا حوصلہ بھی پست ہوگیا۔ اور سب نے یہی فیصلہ کیا کہ جس طرح بنے بھاگ کے جان بچائین۔ اُن کے سامنے مغرب کا میدان صاف تھا اور رات ہو چکی تھی۔ فوراً باگ اٹھا دی اور فرانسیسیون نے تعاقب کیا۔

اس فتح پر چارلس مارٹل اور اُس کے ہمراہی رفقا کو جس قدر خوشی ہوئی اُس کا بیان نہین ہو سکتا۔ اور یا تو عربون اور ہسپانیہ کے بہادرون کی ایسی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ اُن کے آنے کی خبر سنتے ہی بڑے بڑے سورما نائٹ اپنی جان لے کے بھاگتے تھے یا ایک دم مین ہر طرف چارلس مارٹل کے نام کی دھوم تھی۔ اور جدھر دیکھئے وہی وہ تھا۔ مگر چارلس نے دل مین خیال کیا کہ جب تک ان ہسپانی حملہ آورون کو پورے فرانس سے نہ نکال دیا جائے اطمینان نہین ہو سکتا چنانچہ رات کو فتح کی خوشیان منائین۔ اور صبح ہوتے ہی عربون کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ راستہ کے تمام صوبے اور اکوئی طانی کا سارا علاقہ نیا نیا مسلمانون کے قبضہ مین تھا جہان کی رعایا مسلمانون سے مانوس نہین ہوئی تھی۔ کوہسار پیرے نیز کے اس طرف صرف نربونہ کا علاقہ ہی ایسا مقام تھا جہان اُن بقیۃ السیف مسلمانون کو پناہ مل سکتی تھی۔ چنانچہ کئی سو میل کی مسافت طے کر کے دریاے لوار کے کنارے کے مفرورین بھاگتے ہوئے علاقۂ نربونہ مین آئے۔ اور شہر سے چار فرسخ اُدھر ہی ٹھہر گئے کہ تمام مفرورین جمع ہو لین تو شہر کے اندر جائین۔ مگر ایک شخص کو بھیج کے نربونہ کے والی خلف بن عباس خزاعی کو خبر کر دی۔

خلف اُس عہد کے نامور بہادرون مین تھا۔ تمام بہادری و حملہ آوری کے کامون مین وہ اکثر سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ اور امراے اندلس اسی قسم کی مہمون مین ہمیشہ اُسے اپنے ساتھ لے لیا کرتے تھے۔ چنانچہ عثمان بن ابی لسیعہ نے اکوئی طانی پر حملہ کرتے وقت اُسے دوسری طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور اُس نے اپنی مہم بڑی کامیابی سے پوری کی تھی مگر یہ بالکل اتفاق کی بات تھی کہ عبدالرحمن اُسے اپنے ساتھ نہین لے گیا تھا۔ بلکہ یہین چھوڑ گیا تھا کہ اکوئی طانی

اور تمام مفتوحہ صوبون کا انتظام کرے۔ اور کوئی خود رو دشمن یہان پیدا ہو تو جا کے اُس کا استیصال کر دے۔ اُس نے جو اس شکست کا حال سنا تو بہت ہی پریشان ہوا۔ فوراً تمام مسلمانون کو جمع کر کے عبدالرحمن اور شہدائے طورس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور صبح ہی کو اپنا لشکر لے کے ان مفرور مسلمانون کے استقبال کو نکلا۔

راستہ مین اُسے معلوم ہوا کہ فرانسیسیون کا بڑا بھاری لشکر ان بھاگے ہوئے عربون کے تعاقب مین چلا آتا ہے۔ فوراً نربونہ مین آدمی دوڑائے کہ لوگ مقابلے کے لیے تیار ہو جائین اور نربونہ کے قلعہ کی تیاری کی جائے۔ اس کے بعد لکھا کہ جس طرح بنے مفرور مسلمانون کو جھٹ پٹ شہر مین لے آئے۔ تاکہ وہ اپنے تعاقب کرنے والون کی دست بُرد سے محفوظ رہین۔

وہان پہونچ کے دیکھا تو مسلمانون کو عجب پریشانی و شکستہ حالی مین پایا۔ اُسوقت تک اُن کے حواس نہین درست تھے۔ اتنے مین معزز سرداران عرب کلثوم بن حرب شیبانی۔ عکرمہ بن مجاہد سکسکی۔ عامر بن فحل حمیری یحیی بن علقمہ الطائی اور عبدالملک بن قطن الفہری بڑھ کے اُس سے ملے۔ اور ہمدردی کا شکریہ ادا کیا۔

خلف "اب یہ نہ شکریہ کا وقت ہے اور نہ مزاج پرسی کا۔ خدا کی قسم تمھارا حال اور اس شکست کا ماجرا سننے کے لیے مین جس قدر بیتاب ہون بیان نہین کر سکتا۔ مگر اس کی بھی مہلت نہین۔ مجھے یہان آتے ہوئے راستہ مین معلوم ہوا کہ فرانسیسیون کا بڑا عظیم الشان گروہ آپ کے تعاقب مین چلا آتا ہے۔ اس لیے فوراً نربونہ مین چل کے اطمینان سے بیٹھیے تو آپ کی سرگزشت سنون۔ اور مجھے تعجب ہے کہ آپ بجاے یہان ٹھہرنے کے سیدھے نربونہ مین کیون نہ چلے آئے؟"

کلثوم "ہمین اندیشہ ہوا کہ شاید آپ کو ہمارا وہان آنا ناگوار ہو"

خلف "استغفر اللہ! مین آپ کو پناہ دینے اور آپ کی مدد کرنے کے لیے ہون یا آپ سے مخالفت کرنے کے لیے؟ مگر آپ کے اس وقت کے کہنے کا مضائقہ نہین۔ آپ خوف زدہ اور بدحواس ہو رہے ہین۔ اور ایسی حالت مین انسان کی عقل ٹھکانے نہین رہتی۔ بس اب فوراً سامان اُٹھا کے نربونہ مین چلیے؟"

کلثوم "سامان! ہم کچھ لا بھی سکے جو سامان ہو؟ جو کچھ جہاد مین مال غنیمت ملا

سب اُنہین لوگون کی نذر ہوگیا۔ اسباب تو اسباب افسوس کہ ہم اپنے دیندار سردار عبدالرحمن بن عبداللہ الکلبی کو خاک طوروس پر بے گور و کفن چھوڑ آئے "

خلف " یہ بہت بڑا نقصان ہی۔ سب چیزین پھر مل جائین گی مگر ایسا دیندار راست باز بہادر اور منتظم امیر نہ نصیب ہوگا "

ان دو باتون کے بعد خلف سب لوگون کو نربونہ مین لے گیا۔ اور شہر کے اندر داخل ہی ہو رہا تھا کہ دُور پر دشمنون کا علم دکھائی دیا۔ اُس نے فوراً شہر کے تمام پھاٹک بند کروا دیے۔ فصیل شہر پر تیرانداز کھڑے کر دیے کہ دشمن جیسے ہی تیر کی زد پر آئین اُن پر تیراندازی اور پچکاریون کے ذریعہ سے آتش باری کی جائے۔ پوری فصیل کا چکر لگا کے اور ہر جگہ کی مضبوطی کا اندازہ کر کے اپنے قصر مین آیا۔ اور مفرورین عرب کے لیے وسط شہر کے ایک وسیع میدان مین خیمون کا کیمپ قائم کر کے اُنھین ٹھہرایا۔ اور اُن کی بسر کا بندوبست کیا۔ پھر اُن کے سردارون اور منتخب لوگون کو ساتھ لے کے اپنے قصر مین آیا۔ اور اُن سے کہا "اب بتایئے کہ کیا افتاد پڑی جو ایسی زبردست شکست ہوگئی؟"

کلثوم بن حرب " مجھے تو سوا اس کے کچھ نہین معلوم کہ امیر عبدالرحمن کے حکم سے اُن سے پندرہ فرسخ پر ایک شہر مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک اُن کا حکم آیا فوراً اپنا تمام لشکر لے کے میرے پاس آؤ۔ مین دوسرے ہی دن روانہ ہو کے پہونچا تو اُن کو فرانسیسیون کے بے شمار لشکر مین محصور پایا۔ اور لاکھ کوشش کی اُن تک نہ پہونچ سکا۔ یہی حالت میرے اُن تمام ساتھیون کی ہی جو انہین کے حکم سے جا بجا پھیلے ہوئے تھے۔ اور میری طرح اُن کا حکم پا کے مدد کو آئے۔ اور اُن کے دیدار سے محروم رہے۔ ہم لوگون مین سے صرف آپ (عبدالملک بن قطن کی طرف اشارہ کر کے) اُن کے ہمراہ تھے۔ ہم نے جو کچھ سنا ہی آپ ہی سے سنا ہی۔ آپ بھی انہین سے سُن لیجیے "

خلف - (عبدالملک سے) " آپ ہی فرمائین کہ کیا واقعہ پیش آیا؟"

عبدالملک " مین اُن کے ہمراہ تھا۔ اب بہار کا موسم ختم ہونے کو تھا اور وہ دریائے لوار سے اُترنے کی تیاریان کر رہے تھے کہ یکایک خبر آئی کہ فرانسیسیون کا

ایک بہت ہی بڑا زبردست لشکر چارلس نام ایک نصرانی بادشاہ کے زیر علم مقابلے کو آپہونچا۔ اُن کو بجاے خود سارے ملک کے فتح کر لینے کا اطمینان تھا اور یقین تھا کہ اب کوئی بڑی مہم نہ پیش آئے گی۔ اس خیال سے تمام سردارون اور سارے لشکر کو مشرق سے مغرب تک مختلف شہرون مین پھیلا دیا تھا۔ اس لشکر کے آنے کی خبر سنی تو گھبرا کے سب کو بُلوایا۔ اور سمجھتے تھے کہ دشمنون کو تلوار سے نہ اُترنے دین گے۔ لیکن دوسرے ہی دن صبح کو معلوم ہوا کہ دشمن اُن کے دونون جانب دریا سے اُتر آئے۔ اور ساتھ ہی اُن کے علم نمودار ہوئے۔ انھون نے مقابلہ شروع کر دیا۔ اور اس اطمینان پر کہ عنقریب سب سردار کمک پر آجائین گے استقلال اور پامردی سے لڑنا شروع کیا۔ اسی امید پر انھون نے برابر آٹھ روز تک مقابلہ کیا۔ اور دشمنون کی مزاحمت مین کوئی بات نہین اٹھا رکھی۔ مگر آٹھوین دن مایوس ہو کے میدان مین جاتے وقت مجھ سے کہا "اب مجھے کسی کمک کے آنے کی امید نہین ہو۔ غالباً میری شہادت کا وقت آگیا ہو۔ اور آج کے بعد مین انشاء اللہ اُس عالم آخرت مین تم سب سے ملون گا۔ تم سے اتنی وصیت کئے رکھتا ہون کہ اگرچہ مجھے ان محصور مسلمانون مین سے کسی کے بھی زندہ بچنے کی امید نہین ہو لیکن اگر میرے بعد تم زندہ ہو تو باقی ماندہ مسلمانون کو لے کے کوشش کرنا کہ دشمنون کا حصار توڑ کے نکل جاؤ۔ اور جتنی جانین بچ سکین بچائی جائین" یہ وصیت کر کے میدان مین گئے تو پھر زندہ نہین واپس آئے۔ اُن کے شہید ہوتے ہی مسلمان گھبرا کے بھاگے۔ اور اگرچہ راستہ نہین ملتا تھا مگر مین نے سب کو لے کے مغرب کی طرف کا رخ کیا۔ ہمارا مال و اسباب ہماری عورتین جو ہمراہ تھین اور خیمہ و خرگاہ سب وہین چھوٹا۔ اور ہم سب بھاگتے ہوئے یہان آئے ہین"

خلف "تو جب تک دار الخلافت سے کسی کے نام فرمان امارت نہ آئے آپ ہی والی اندلس ہین۔ اور میرا فرض ہو کہ آپ کی اطاعت کرون"

عبد الملک "نہ میرا یہ منشا تھا اور نہ مین حکومت کا آرزومند ہون"

خلف "ہمین ایسا ہی امیر چاہیے جو امارت کا آرزومند نہ ہو"

عبد الملک "مگر یہ اطمینان کی باتین ہین۔ اس وقت تو اس آفت کو دور کرنا چاہیے جو ہم سب پر نازل ہو۔ اگر ان فرانسیسیون کو پسپا نہ کیا گیا جو نربونہ کا

محاصرہ کئے ہوئے ہین تو یہ قرطبہ تک ہمارا پیچھا کرتے چلے جائین گے اور کسی جگہ ہمارا قدم نہ جمے گا "

خلف "بے شک ۔ کل مین ان کے مقابلے کو جاؤن گا ۔ اور خدا سے امید ہو کہ ہمین فتح ہو ۔ اتفاق سے نربونہ مین اسی ہزار فوج جمع ہو جسے مین نے امیر عبدالرحمن کی کمک کے لیے جمع کیا تھا اور دو ہی چار روز مین روانہ کرنے والا تھا ۔ اس لشکر مین بڑے بڑے جان باز دلیران عرب ہین ۔ آپ سب جو ناکامی کی مصیبت اُٹھا کے شکستہ حال و پریشان واپس آئے ہین شہر مین اطمینان سے بیٹھے ۔ اب ہماری باری ہو کہ ان بیباک دشمنون کا مقابلہ کرین ۔ لیکن آج شب کو ہم سب دعا و عبادت مین بسر کر کے صبح ہوتے ہی درگاہ الٰہی مین دعا کرین گے ۔ اور اُس کے بعد فوراً ہی شہر کے پھاٹک کھول کے نکل پڑین گے ۔ اور اُس رب العزۃ کی درگاہ سے فتح و نصرت کے امیدوار ہون گے "

اس کے جواب مین عبدالملک کلثوم بن حرب اور دیگر نادم و مفرور سرداران عرب نے کہا "اگرچہ ہمین خدا نے اس قابل نہین رکھا ہو کہ آپ کے ساتھ حملہ آوری کا دعوی کرین مگر آپ ہمین ناشکر نہ پائین گے ۔ یہ نہ ہو گا کہ ہمارے بھائی مسلمانان نربونہ مقابلہ کو نکلین اور ہم گھر مین خاموش بیٹھے رہین ۔ آپ کے جھنڈے کے نیچے ہم بھی ہون گے ۔ شاید اسی بہانے سے اور آپ ہی کے طفیل مین خدا ہماری اس ندامت کو دور کر کے ہمین اس قابل کر دے کہ بہادران عرب اور اہل اندلس کو اپنی صورت دکھائین "!

خلف "میرا یہ منشا نہ تھا کہ آپ کی سُبکی کرون ۔ فتح و شکست من جانب اللہ ہو ۔ اس کو نہ بہادری سے تعلق ہو نہ کثرت سے ۔ میرا مطلب فقط یہ تھا کہ آپ صدہا کوس سے بھاگتے آئے ہین پریشان ۔ دل شکستہ ۔ اور خستہ و خراب ہو رہے ہین ۔ ایسی حالت مین مناسب یہ ہو کہ آپ ہمارے گھرون مین آرام سے بیٹھین ۔ اور ہم اس قومی خدمت مین اپنا فرض قومی ادا کر دین ۔ لیکن آپ مقابلے کے لیے تیار ہین تو ہمین کیا عذر ہو سکتا ہو ؟"

سب نے جوش و خروش سے کہا "ہم تیار ہین" اور طے پا گیا کہ کل سب لوگ

ل کے دشمنون پر ایک زبردست حملہ کرین -- اور سب جا جا کے اپنے کامون مین مصروف ہوے -

تیئسوان باب

تیسرا مفتوح فاتح

موسم سرما کا آغاز ہے - اور سبز پوش معشوقان چمن اپنے پرانے کپڑے اُتارنے کو ہین - کوہستان پیرے نیز کے قلون کے سرون پر مشاطۂ قدرت نے جو برف کے سفید عمامے باندھ رکھے ہین وہ بڑے ہوتے جاتے ہین - اور جن چشمون اور ندیون کی اس برف سے آبیاری ہوتی ہے اُن کا پانی کمی کرنے لگا ہے -

اسی زمانے مین ایک رات کو کوہسار پیرے نیز کے مشرقی دامن مین شہر زربونہ کے گرد فرانسیسیون کا زبردست لشکر اُترا ہوا ہے - اور شہر کے شمالی پھاٹک کے محاذی تین میل کے فاصلے پر عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی کا عالیشان خیمہ دریاے لُوار کے کنارے سے اُکھاڑ کے یہان ایک ٹیلے پر نصب کیا گیا ہے - اور اُس مین بہت سے معزز نائٹ اور حکمرانان فرانس جمع ہین - جن کا سرغنا چارلس مارٹل ہے - جو سرتاپا لوہے مین غرق ہے اور اُس کا زبردست حربہ یعنی بھاری ہتوڑا اُس کے سامنے ایک چوکی پر رکھا ہوا ہے - فتح و کامیابی پر سب مسرور و بشاش ہین - اور گزشتہ کامیابی کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے - اتنے مین ایک نیا نائٹ داخل ہوا - اور چارلس اُس کی صورت دیکھتے ہی خوشی سے ہنسا اور کہا "یہ سب فتحمندی تمھاری ہی تحریک کا نتیجہ ہے - اگر تم میرے پاس نہ آتے تو مجھے یہ فتح کبھی نہ حاصل ہوتی"

نائٹ "مگر ہے تو یہ حضور ہی کی شجاعت و اولوالعزمی کی برکت ہے؟ اب کہان ہین وہ جو کہتے تھے کہ عربون کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہے کیا اس سے بھی بڑی کوئی شکست ہوتی ہے جو عربون کو نصیب ہوئی؟"

ایک ڈیوک "ہرگز نہین - یہ وہ شکست ہے جس نے اُن کی قوت کو جڑ پیڑ سے اُکھاڑ کے پھینک دیا - اب اُن کا قدم کہین نہین ٹک سکتا"

چارلس "مین یونہین اِن کا پیچھا کرتا ہوا اندلس مین گھس جاؤن گا اور جب تک

مسلمانون کو اندلس سے نکال کے مراکش مین نہ پہونچا دونگا دم نہ لونگا۔ ہم نے فرانس کو تو اِن لوٹیرون کے ظلم سے بچا لیا۔ اب ہسپانیہ کی مظلوم مسیحی رعایا کی بھی فریاد رسی کرین گے؛ اس نائٹ کی طرف دیکھ کے جس سے گفتگو شروع کی تھی "۔ اب اپنے وعدے کے مطابق اکوئی طانی کے شاہ یودیز کو ڈھونڈھ لاؤ۔ تاکہ مین اس کی تاج بخشی کرون۔ یہان سے چل کے پہلے اُسے بردی غالہ مین تخت پر بٹھاؤن۔ اور پھر سارا ہسپانیہ بھی فتح کر کے اُس کے حوالے کر دون"

نائٹ "۔ مسیح آپ کے بازو مین قوت اور آپ کی ہمت مین برکت دین۔ یودیز کو مین جس وقت حکم ہوگا اُسی دم سامنے لا کے کھڑا کر دونگا"

چارلس "تو کیا یودیز یہان کہین قریب ہی موجود ہی؟"

نائٹ "حضور کے ساتھ ہی ہی"

چارلس "میرے ساتھ ہی! مین نے تو اُسے کہین نہین دیکھا"

نائٹ "حضور نے دیکھا ہی مگر پہچانا نہین"

چارلس تو مجھے فوراً پہچنوا دو۔ مین اُس سے ملنے کا نہایت ہی مشتاق ہون۔ کیا وہ اس خیمے مین موجود ہی؟"

نائٹ۔ (مسکرا کے) "جی ہان یہین موجود ہی"

چارلس۔ (حاضرین مین سے ایک ایک کے چہرے پر نظر ڈال کے) "خدا کے لیے بتاؤ کہ اِن مین سے کون بہادر یودیز ہی؟"

نائٹ (اپنی طرف اشارہ کر کے) "آپ کا یہی خادم جو سامنے دست بستہ کھڑا ہی"

چارلس۔ (سخت حیرت سے) "تم یودیز ہو؟ اس کا کوئی ثبوت؟"

نائٹ "فتح کے بعد حضور بردی غالہ مین رونق افروز ہونے کو فرماتے ہی ہین وہان ہر شخص مجھے پہچان لے گا" اس جواب پر چارلس ایک سناٹے مین آگیا۔ پھر اُس سناٹے کی غفلت سے چونکتے ہی جوش کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھا بے اختیار دوڑ کے اُس نائٹ کے لپٹ گیا۔ اور کہا "آہ میرے دوست شاہ یودیز! کاش مین تمھین پہلے سے پہچان جاتا۔ اور تمھارے ساتھ ویسا برتاؤ نہ کرتا جیسا کہ کرتا رہا ہون"

یودیز "آپ نے میرے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا۔ جیسی عزت آپ نے

مجھے دی دنیا مین اور کہین نہ مل سکتی تھی۔ ایک شکستہ حال جلاوطن کو آپ نے پناہ دی اپنے تقرب سے معزز کیا۔ اُس کی فریاد سُنی۔ مدد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُس خونخوار دشمن کو مارا جس سے ساری دنیا کانپ رہی تھی۔ کیا اِس سے زیادہ بھی کوئی کر سکتا تھا؟ ہرگز نہین "

چارلس "تم اپنی شرافت سے میرے اِن کامون کو ایک احسان خیال کرتے ہو۔ حالانکہ مین نے جو کچھ کیا اپنے لیے کیا۔ اور اس خیال سے کیا کہ فرانس کو اِن خونخوار درندون سے بچا دون۔ لیکن اِس کے اصلی محرک تم تھے۔ اور اُس سے فائدہ اُٹھانا بھی تمھارا ہی حق ہے۔ افسوس بعض وجوہ سے مجھ مین تم مین لڑائی ہوئی۔ اور تمھارے دل مین میری طرف سے ناگوار خیالات پیدا ہو گئے۔ اب اپنے دل کو صاف کرو۔ اکوی طانی کی حکومت اپنے ہاتھ مین لو۔ اور اس کے ساتھ سارے ہسپانیہ پر حکومت کرو "

یودیز "مین اپنے محسن کی طرف سے بالکل صاف ہون۔ اور اب اُس کے اخلاق اور فتوحات دونون نے مجھے اُس کا غلام بنا دیا ہے۔ مین شیر کا پس خوردہ کھاؤن گا اور اُس کے مفتوحہ ملک اور اسکی عطا کی ہوئی سلطنت پر حکومت کرون گا۔ مگر افسوس۔ اب یہ حکومت میری نہ ہوگی۔ بلکہ اُس کی ہوگی جس نے عطا کی ہے۔ اور مین اُس کا ایک ادنیٰ غلام اور تابع فرمان ہون گا "

چارلس " نہین تم مستقل بادشاہ ہوگے۔ اور مین اطاعت کا ہرگز خواستگار نہین۔ فقط باہمی دوستی و محبت چاہتا ہون "

یودیز "میرے لیے اب یہ بات بھی بہت ہے۔ حکومت و بادشاہی کا حوصلہ منینہ کے ساتھ گیا۔ مین اُس کے لیے سلطنت کرتا تھا۔ اور میری ساری مسرت اُس کے پیارے چہرے سے وابستہ تھی۔ اُس کے بعد میرے لیے جینا بے حیائی ہے۔ نہ کہ آزادی و اطمینان سے بیٹھ کے سلطنت کرون! کنواری ماں کے تقدس کی قسم اب یہ نہین ہو سکتا " یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگا۔

چارلس (اپنے رومال سے اُس کے آنسو پونچھ کے) "اپنے دل کو تسلی دو۔ شاید وہ زندہ موجود ہو اور زندہ مل جائے! آپ ہی کہتے تھے کہ ابن ابی نسعہ کی لونڈی

ریحانہ بھاگ کے بچی ہو اور کسی سے کہتی تھی کہ عرب لوگ اُسے زندہ پکڑلے گئے“
یودیز“ہان خبر یہی آئی تھی مگر بھلا ممکن ہی کہ منینہ کی سی نازک مزاج و نازک اندام شاہزادی وحشی عربون کے ہاتھ مین اسیر ہو کے زندہ رہی ہو؟“
چارلس“-مین اندلس مین چل کے پتہ لگاؤن گا- اور اگر وہ زندہ ملی تو جس طرح ممکن ہوگا لا کے تمھارے گلے سے لگاؤن گا- خیر اب کل ہمین نربونہ پر حملہ کر دینا چاہیئے- اور اس شہر کو اِن لوگون سے چھین لیا تو یقین کر لینا چاہیے کہ انھین قرطبہ سے بھی نکال دیا“

اس کے بعد سب سردارون نے جو موجود تھے عہد و پیمان کیا کہ کل کے میدان مین نربونہ کی فصیل پر چڑھ جائین گے- اور چارلس سے رخصت ہو ہو کے اپنے خیمون مین گئے- مگر صبح کو ابھی سب لوگ اٹھ کے تیار نہین ہونے پائے تھے کہ مُنھ اندھیرے ہی عربون نے حملہ کر دیا- گھبرا کے سب نے دوڑ دوڑ کے صفین درست کین- اور اہل نربونہ کے حملے کو بڑی پامردی سے روکا- قیامت خیز لڑائی شروع ہوگئی- اور ہنگامۂ محشر کا سمان نظر کے سامنے قائم ہوگیا-

کئی دفعہ چارلس مارٹل اور اُس کے ہم قسم نائٹ عربون کو فصیل تک پسپا کرلے گئے- مگر دیوار کے قریب تک پہونچتے ہی اُوپر سے تیر اور نفت کی پچکاریون سے گھبرا کے پیچھے ہٹے- اور ساتھ ہی عربون نے ایک تکبیر کے ساتھ ایسا زبردست حملہ کیا کہ کئی میل تک پیچھے ہٹاتے چلے گئے- لیکن آخر چارلس نے بڑھ کے پھر عربون کی یورش کو روکا اور شدت سے قتل و خونریزی کا میدان گرم ہوگیا- شام تک ایسی ہی لڑائی رہی- اور دونون فریق اپنے حریف مقابل کے استقلال کا لوہا مان گئے-

لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کے خلف نے دریا کے راستے سے قریب کے تمام ساحلی شہرون اور قصبون مین آدمی بھیج کے کمک طلب کی- نربونہ بالکل ساحل پر تھا- اور بحری آمد و رفت کا انتظام اچھا تھا- دوسرے ہی دن سے ہزارہا مسلمان آنا شروع ہوگئے- بخلاف اِس کے چارلس تعاقب کرتا ہوا اُس علاقے مین اور اتنی دور آگیا تھا کہ طورس کی طرح یہان اُسے بالکل مدد نہ ملتی تھی- اور ایک ہی دن کی لڑائی مین چوتھائی فوج کٹ گئی تھی-

دوسرے دن کی لڑائی مین چارلس نے اپنے سپاہیون کا ایسا رنگ دیکھا کہ پریشان ہوگیا۔ اور جان پر کھیل کھیل کے اور اُنہین للکار للکار کے اُبھارتا رہا۔ مگر شام کو لڑائی رُکنے کے بعد دیکھا تو وہ بہت ہی پست ہو رہے تھے۔ اور عربون کی تلوار سے خائف تھے۔ تیسرے دن کی لڑائی بڑے بڑے نائٹون اور خود چارلس کی جان بازی سے اُس کے موافق رہی۔ اور اس کا حوصلہ بہت کچھ بڑھ گیا تھا۔ دوپہر تک میدان جنگ کا رنگ فرانسیسیون کے موافق تھا مگر ظہر کے وقت ایک نئے لشکر عرب نے جو مسلمانون کے میدان مین آ چکنے کے بعد دریا کے راستہ سے نربونہ مین آگیا تھا کچھ ایسے جوش وخروش اور ایسی تکبیرون اور نعرون کے ساتھ شہر سے نکل کے حملہ کیا کہ مسیحیون کے حواس جاتے رہے۔ اُنھین بدحواس دیکھ کے خلف نے بھی اپنے حملے مین تکبیرین کہہ کہہ کے نیا زور پیدا کر دیا۔ اور فرانسیسیون کے قدم اُکھڑ ہی گئے۔

چارلس، یوڈیز اور بہت سے ڈیوکون اور نائٹون نے اپنے سپہگرون کو لاکھ سنبھالنا چاہا مگر نہ سنبھل سکے۔ اور آخر چارلس کو بھی مجبور ہونا پڑا کہ اُن کے ساتھ بھاگ کے جان بچائے۔ اُس کو میدان سے پیٹھ پھیرتے دیکھ کے تمام نائٹون نے بھی راہ فرار اختیار کی۔ اور مسلمانون نے تعاقب کیا۔ بھاگنے مین مسیحیون نے مغرب کا رُخ کیا اور اکوئی طانی کی راہ لی جہان کی رعایا نے طوروس مین مسلمانون کے پسپا اور تباہ ہونے کی خبر سُن کے بغاوت کر دی تھی خلف نے صرف ایک منزل تک اُن کا پیچھا کیا۔ اور ہزارون فرانسیسی بھاگتے مین مار ڈالے۔ مگر زیادہ دور جانا خلاف مصلحت سمجھ کے نربونہ مین واپس آیا۔ یہان پہونچتے ہی سب مسلمانون نے بڑی مسرت کے ساتھ نماز شکرانہ ادا کی۔ اور اُس خدائے واحد بے ہمتا کے ثناخوان ہوئے جس نے اُنھین ایسی نمایان فتح عطا کی۔ طوروس کے شکست نصیبون کے آنسو بجھ گئے۔ اور سارے اُندلس مین بڑی بڑی خوشیان منائی گئین۔

عبدالملک بن قطن الفہری عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی کی وصیت کے مطابق حاکم اندلس قرار پا کے قرطبہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہان پہونچتے ہی والی افریقہ اور دارالخلافت دمشق کو اُن دونون لڑائیون کے مفصل حالات لکھے۔ اور

عبدالرحمن کی وصیت کے مطابق عثمان حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کی اطلاع کے ساتھ درخواست کی کہ "اس ملک کے انتظام وحکومت کے لیے کوئی نیا امیر بھیجا جاے۔"

چوبیسوان باب

یُودیز کی دوبارہ تخت نشینی

چارلس مارٹل یُودیز اور اُن کے بقیۃ السیف رفقا و نائٹ نربونہ سے بھاگے تو اُنھون نے بخط مستقیم بُردی غالہ کا رخ کیا۔ اور دریاے غردنہ کے پار اُتر کے جب اطمینان ہوا کہ اب عرب ہمارے تعاقب مین نہین ہین تو سب کو گونہ ڈھارس بندھی۔ اور شہر سوتیوم کی طرف چلے جو قریب ہی تھا۔ سب ایک عبرت خیز خاموشی کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ یُودیز نے جو چارلس کے برابر جا رہا تھا ایک ٹھنڈی سانس لے کے کہا "افسوس! میری بدنصیبی نے حضور کو بھی نقصان پہونچایا۔"

چارلس "مگر ہم پر آپ پر کیا موقوف ہے ہم سب ہی کی بدقسمتی تھی۔"

یُودیز "مگر جب تک آپ کو یا کسی اور کو اس کی خبر نہ تھی کہ اس لشکر مین یہ برگشتہ بخت موجود ہے فتح ہو رہی تھی۔ یُودیز کا نام کھلتے ہی قیامت آگئی۔ کاش اُس شب مین اپنا نام نہ ظاہر کرتا اور سب کو یہی خیال رہتا کہ منحوس یُودیز مر گیا۔"

چارلس "ایسا نہ کہیے۔ آپ منحوس نہین بلکہ فرانس کے حق مین نہایت ہی مبارک ہین۔ گو کہ ہمین بہت بُری طرح سے شکست ہوئی ہے مگر مین ہمت نہین ہارا ہون۔ مین پھر سارے ملک مین دورہ کر کے نیا لشکر جمع کرون گا۔ اور جب تک ہسپانیہ سے اِن لوگون کو نکال نہ دون گا چین نہ لون گا۔ آپ کی تسلی کو یہ بہت کافی ہے کہ فرانس عربون کی تاخت و تاراج سے بچ گیا۔ دین کی بے حرمتی نہین ہونے پائی۔ اور اکوی طانی کے تمام شہر اور گاؤن اپنے فاتحون سے منحرف ہو گئے۔ جو آپ کے پہونچتے ہی سر اطاعت جھکا دین گے۔ کل ہم سوتیوم مین پہونچ جائین گے۔ اور بجاے بُردی غالہ کے وہین آپ کو تخت پر بٹھائین گے۔"

یُودیز "آہ سوتیوم! بُرا بُرا اور نہایت ہی منحوس شہر ہے۔ یہین میری نازپروردہ بیٹی کو عثمان سے ساتھ پڑا تھا۔ اور یہین اُس کی شادی ہوئی تھی جس کا یہ انجام ہوا۔"

چارلس "مگر انسان کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ آپ کا ملک تو مل گیا ہے۔ مسیح کی مہربانی

تو مینُنہ بھی مل جائے گی "

مگران باتون اور سوتیوم کے خیال سے یُودیز کے دل پر کچھ ایسا اثر ڈالا تھا کہ بالکل خاموش ہوگیا اور پھر کوئی لفظ زبان سے نہ نکالا۔ دوسرے روز یہ سب معزز و صاحب تاج مفرور سوتیوم مین داخل ہوئے۔ اور اُسی قصر مین جا کے ٹھہرے جس مین مینُنہ رہتی تھی اور جہان کی ہر چیز یُودیز کے دل پر تیر و نشتر کا کام دیتی تھی۔ شاہ چارلس اور بہت سے ناٹون کے ساتھ ہونے کے خیال سے وہ دیر تک ضبط کرتا رہا مگر آخر دل قابو سے باہر ہوگیا اور زار و قطار رونے لگا۔ چارلس نے اُسے تسلی دی۔ اور کہا "سچ یہ ہو کہ ہمارے لیے دنیا مین رنج ہی رنج ہو اگر غور کیجیے تو آپ کا یہ ذاتی رنج اُس قومی رنج سے نہین بڑھ سکتا جس مین ہم سب مبتلا ہین مگر مسیح کا شکر کرنا چاہیے کہ ان دونون رنجون مین ہم مایوس نہین ہین۔ مینُنہ ابھی زندہ ہو۔ او اُس کی قدرت سے باہر نہین کہ جسطرح آپ کو تخت و تاج دلایا ہو اُسے بھی لا کے آپ کے سینے سے لگا دے۔ آپ پھر یہان کا انتظام اپنے ہاتھ مین لین۔ اور میرے منتظر رہین کہ بھاری لشکر لے کے آؤن اور ہم سب مل کے ہسپانیہ پر حملہ کرین "

یُودیز "مین تو آپ کے حکم پر عمل کرون گا۔ لیکن جب عرب لوگ بھی بیٹھے دین ہ۔ میرے تمام شہر مسلمان حاکمون کے زیر حکومت ہین۔ اور اگر اُن کے نکالنے کی کوشش کی گئی تو عربون کا نیا لشکر ہسپانیہ سے آپہونچے گا "

چارلس "مین آپ کی ساری مملکت کو آپ کے قبضے مین کر کے جاؤن گا۔ اور اگرچہ نربونہ کے سامنے ہمین شکست ہو گئی مگر عرب بھی طوروس مین اتنی بڑی شکست کھا کے گئے ہین کہ مدت تک اِدھر کا رُخ نہ کرین گے "

اب اس وعدے کے مطابق چارلس اکوئی طانی پر قبضہ کرنے مین مصروف ہوا۔ قرب نواح کے شہرون اور گاؤن سے نئے سپاہی جمع کر کے ایک لشکر مرتب کیا۔ اور اپنے ہمراہی ناٹون کو اُن پر سردار مقرر کر کے چھوٹے چھوٹے بہت سے لشکر تمام شہرون پر بھیجے کہ جہان جہان عرب حاکم ملین اُنھین نکال دین اور اُن کی جگہ عیسائی حاکمون کو مقرر کر کے واپس آئین۔ فی الحال عربون مین مزاحمت کی قوت نہ تھی۔ طوروس کی لڑائی اور عبدالرحمن کی شہادت نے اُن کے حوصلے پست کر دیے تھے۔ دشمن فوجون کے آنے کی روانگی کا حال سنتے ہی سب مسلمان حاکم خود ہی بھاگ کے اسلامی قلمرو مین چلے گئے۔ اور اکوئی طانی کا سارا ملک پھر

یودیز کے قبضے مین تھا۔

عثمان بن ابی لیسعہ کی لونڈی ریحانہ کوہسار پیرے نیز کے فردوس منظر شہر انوس ہی مین تھی۔ اور سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کہان جائے اور کس کے پاس رہے۔ شاہ یُودیز کے آنے اور اپنی مملکت پر قابض ہونے کی خبر سُنی تو سفر کر کے سوتیوم مین آئی۔ اور ایک دن یودیز چارلس کے ساتھ گرجے کی طرف جارہا تھا کہ سامنے آکے سلام کیا۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی یودیز نے گھوڑا روک لیا اور کہا "ریحانہ! تم یہین ہو! آج تک مجھ سے کیون نہ ملین؟"

ریحانہ "یہان ہوتی تو ممکن تھا کہ نہ حاضر ہوتی؟ مین انوس مین تھی۔ آپ کے تشریف لانے کی خبر سُن کے آئی ہون کہ اپنی شاہزادی کی یاد مین آپ کے پاس رہون اور یہین اپنی زندگی ختم کر دون"

یودیز۔ (مسرت سے) "تم مسلمان ہو کے میرے پاس رہنا پسند کرتی ہو؟"

ریحانہ (آبدیدہ ہو کے) "میرے آقا عثمان شہید ہوئے۔ اُن کے بعد میرا کون ہے جس کے پاس جاؤن؟ مجھے شاہزادی مینینہ سے محبت ہو گئی تھی۔ اور سمجھتی تھی کہ زندگی بھر اُنھین کے پاس رہون گی۔ مگر قسمت نے بے وفائی کی۔ اب وہ نہین ہین تو چاہتی ہون کہ اُن کے والد کی خدمت مین رہون"

یودیز "آہ! دنیا مین بس ایک تم کو وفادار پایا۔ مین تمھین اپنی بیٹی سمجھ کے رکھون گا۔ اور مینینہ کے عوض تمھاری صورت دیکھ کے میرے دل کو تسلی ہوا کرے گی"

ریحانہ نے اس وعدۂ مرحمت و عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور چارلس نے یُودیز سے پوچھا "یہ کون عورت ہے؟" یودیز نے ریحانہ کا نام لیا ہی تھا کہ چارلس نے پوچھا "یہی وہ عورت ہے جس سے آپ کو مینینہ کے زندہ بچنے کا حال معلوم ہوا تھا؟"

یودیز "جی ہان وہی"

چارلس "اِس سے پوچھیے کہ مینینہ کا کچھ اور حال بھی معلوم ہوا؟ وہ کہان ہین؟۔ اور اُندلس مین پہونچ کے اُن پر کیا گزری؟"

یودیز۔ (ریحانہ سے) "میرے یہ رفیق وہی مشہور شاہ چارلس مارٹل ہین جنھون نے عبدالرحمن بن عبداللہ فہری کو طوروس کے میدان مین قتل کیا۔ اور سارے عربی لشکر کو تہ و بالا کر دیا۔ مگر افسوس کہ نربونہ مین ہم سب کو شکست ہو گئی۔ یہ پوچھتے ہین کہ مینینہ کا کچھ اور حال معلوم ہوا ہو تو بتاؤ"

ریحانہ "آہ! اسی بات کا صدمہ ہے کہ وہ زندہ ہین - میرے آقا عثمان کے شہید ہوتے ہی انھون نے ارادہ کیا تھا کہ پہاڑ سے گر کے جان دے دین - اور بہت اچھا ہوتا اگر اُسو قت مر گئی ہوتین - مگر عدی نے ہاتھ پکڑ لیا - اور گرفتار کر کے امیر عبدالرحمن کے پاس قرطبہ مین بھیج دی گئین - انھون نے اُنھین ایک زبردست حراست مین ارض شام کی طرف روانہ کر دیا کہ دمشق مین ہمارے امیر المومنین ہشام بن عبدالملک کے دربار مین پیش ہون - اور وہ چاہین اپنے محل مین رکھین یا کسی اور شخص کے حوالے کر دین"

چارلس - (غیظ و غضب کے لہجے مین) "شاہزادیون کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے؟ خیر مین اِس کا بدلہ لون گا - عبدالرحمن سے تو سمجھ ہی چکا - اب ہسپانیہ کے تمام عربون سے سمجھون گا - اور اُس کے بعد بنا تو خود تمھارے خلیفہ ہشام سے بھی سمجھ لون گا؟"

چارلس کے یہ الفاظ ریحانہ کو ناگوار گزرے - اور اُس کی طرف برہمی کی چشم و ابرو سے دیکھ کے بولی "خود فراموش بادشاہ! غصہ نہ کر - اور زیادہ جوش مین نہ آ - تربونہ مین کیا تجھے کافی سبق نہین ملا کہ اس طرح بڑھ بڑھ کے باتین بنانے سے زبان روکے؟ مین نے اِن چند روز کے اندر ایسے ایسے تماشے دیکھے ہین کہ میری نظر مین نہ فتح و نصرت کی قدر باقی رہی ہے نہ شکست و ناکامی کا خوف اندیشہ - یہان تک کہ خود اپنی زندگی کی بھی پروا نہین ہے - میری نظر مین کوئی فاتح نہین جو مفتوح نہ ہو - اور ہر فتحمند کو یاد دلاتی ہون کہ فتح و اقبالمندی کے وقت ہی اپنے آپ کو ذلیل و خوار اور شکست خوردہ و ناچار سمجھ لے - پہلے فاتح میرے آقا عثمان بن ابی لسعہ تھے جو پورا برس بھی نہ گزرا تھا کہ بُری طرح مفتوح ہو کے مارے گئے - دوسرے زبردست فاتح امیر عبدالرحمن بن عبداللہ کلبی تھے جو بڑے کروفر سے فتح و نصرت کے پھریرے اُڑاتے ہوئے گئے - اور فاتح ہونے کے انتہائی کمال پر پہونچ کے اے بادشاہ چارلس تیرے ہاتھ سے مفتوح ہوئے اور مارے گئے - تیسرا فاتح تو ہے؟ اُس گھڑی کو یاد کر جب تو نے دریاے لوار کے کنارے مجاہدین اندلس کا قلع و قمع کیا ہے اور عبدالرحمن کو شربت مرگ پلایا ہے اور پھر اُس گھڑی کو یاد کر جب تربونہ کے سامنے اپنے ہزارون رفیقون کو خاک و خون مین غلطان چھوڑ کے بھاگا ہے اور اپنے زندہ بچ آنے کو بھی غنیمت جانتا ہے - اور ایک بیکس عورت کے سامنے کھڑے ہو کے فضول ہوسین ظاہر کر رہا ہے - اس لیے سب سے پچھلا مفتوح فاتح تو ہے - مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہی عدی جیسے نیزے سے

عثمان کی جان لیتے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا یہان سے جا کے بعینہ اسی طرح طوروس مین نیزون مین چھد کے مرا۔ اس لیے اپنی فتح پر غرور نہ کر۔"

چارلس کو ریحانہ کی بیباکانہ گفتگو بہت بُری معلوم ہوئی مگر عورت سمجھ کے خاموش ہو رہا اور کہا "اچھا تو دیکھنا کہ مین پارسال موسم بہار مین کتنا بڑا لشکر لے کے آتا اور اندلس والون کے ساتھ کیا کرتا ہون؟"

ریحانہ "بادشاہ جا! اور اپنا لشکر لا۔ مین منتظر ہون اگرچہ امید نہین کہ تجھے پھر دیکھون!"

چارلس۔ (بڑے طیش سے) "تیرا جھوٹ ثابت کرنے کے لیے مین جلدی آؤن گا۔"

اس گفتگو نے چارلس مارٹل کو کچھ ایسا جوش دلا دیا تھا کہ اُسی دن روانہ ہو گیا اور بلندی فرانس مین لشکر جمع کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر فوج اور حملے کے لیے روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ اُس نے حکم دیا کہ گرجے کا سرمایہ اور دولت مند پادریون اور اسقفون کی دولت اِس دینی جہاد کے لیے لی جائے۔ اس پر پادریون اور مقتداؤن نے مخالفت شروع کر دی۔ یہان تک کہ وہ ناکام مرگیا۔ اُس کے بعد پادریون نے اُس کے بارے مین یہ دینی منشور شایع کیا کہ "چارلس مارٹل کی قبر سے ایسی تعفن نکلی کہ اُس کے دوزخی ہونے کا یقین ہے۔" اور ایک بڑے ولی اللہ اُسقف نے خواب مین دیکھا ہے کہ "وہ آتش جہنم مین جل رہا ہے اور ابد الآباد تک جلتا رہے گا۔"

ریحانہ مرتے دم تک یودیز کے پاس عزت سے رہی مگر منینہ ارض شام کی اسلامی دنیا مین ایسی غائب ہوئی کہ پھر کبھی اُس کا نام نہ سُنا گیا۔ یودیز آخر تک اپنے ملک پر حاکم رہا۔ مسلمانون نے مدت تک فرانس کا رخ نہ کیا۔ اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ شہدائے طوروس کے گنج شہیدان پر جا کے چراغ جلائے۔ لہٰذا ہم اپنے ناول کو ختم کرتے وقت اُن پر فاتحہ پڑھے دیتے ہین۔

مہذب بک ایجنسی

تصانیف مولٰنا شبلی نعمانی مرحوم

الفاروق	؏
سیرۃ النعمان	عہ/۴
الغزالی	؏
اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	۸
رسائل شبلی	عہ/۸
مقالات شبلی	۱۲/
سوانح عمری مولانا روم	عہ/۵
المامون	عہ/۲
سفرنامہ شام و روم	عہ/۵
صبح امید	۲/

تصانیف مولٰنا نذیر احمد صاحب

توبۃ النصوح	۷/
ابن الوقت	۱۲/
اجتہاد	عہ
بنات النعش	۵/
چند پند	۲/

تصانیف مولٰنا شرر صاحب

ماہ ملک	؏/
یوسف نجمہ کامل	عہ/۴
مخدرات	صہ/
فلورا فلورنڈا معمولی	۱۰/
ملک العزیز ورجنا	۵/
حسن انجلینا	۵/
منصور موہنا	۵/
درگیش نندنی	۵/
فردوس برین معمولی	۴/
شہید وفا	۴/
دلکش کامل	۵/
دلچسپ کامل	۳/
میوہ تلخ	۲/
زمانہ اور اسلام	۳/
ڈاکو کی دلہن	۲/
شب غم	۱/

تصانیف حکیم محمد علیخانصاحب

عبرت ہر سہ حصہ	ے/
حسن سرور ۲	ے/
اختر و حسینہ	؏/۸
گورا	؏/۳
دیول دیوی	عہ/۹
جعفر و عباسہ	عہ/۹
نیل کا سانپ	عہ/۹
تقدیر	۲/
اہرام مصری	۲/

تصانیف رتن ناتھ سرشار

فسانۂ آزاد کامل ۴ جلد	عـہ/
خدائی فوجدار	؏/
سیر کوہسار کامل ۲ جلد	صہ/
جام سرشار باتصویر	عہ/
کامنی	عہ/۴
کڑم دہم	۵/
پی کہاں	۴/
بچھڑی ہوئی دلہن	۴/
ہشو	۳/

تصانیف مولوی سجاد حسین صاحب

احمق الذین	۴/
طرحدار لونڈی	۵/
میٹھی چھری	۴/
پیاری دنیا	۴/
حاجی بغلول	۵/
دھوکا یا طلسمی فانوس	؏/

تصانیف عاشق حسین صاحب

تارا کامل	؏/۸
نشیب و فراز	۸/
افشائے راز	۴/
سلطان ناز کی ادا	۶/
مشتاق وند مہرہ	۶/
مظفر و رامابائی	۶/

کلیات و دیوان

کلیات ظفر کامل	؏/۴
کلیات صفدر	صہ/
دیوان امیر مراۃ الغیب	۱۱/
دیوان خواجہ وزیر	۱۲/
کلیات سودا	صہ/۴
کلیات نظیر اکبرآبادی	؏/
دیوان داغ	عہ/
دیوان رند	۷/
کلیات میر تقی میر	عہ/۴
کلیات ناسخ	۱۰/
آفتاب داغ	۱۲/
دیوان میر حسن	۸/
کلیات آتش	۹/
کلیات انشاء اللہ خان	عہ/
گلزار داغ	عہ/
دیوان غالب	۴/

ان مذکورہ بالا کتابون کے علاوہ اور بھی ہر قسم کی کتابین روانہ ہوسکتی ہین۔

المشتہر محمد صدیق حسن پروپرائٹر مہذب بک ایجنسی کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ

تصانیف مولٰنا عبدالحلیم صاحب شرر

تاریخ

(۱) جنید بغدادی - حضرت جنید کے حالات ؏

(۲) ابوبکر شبلی - حضرت شبلی کے حالات - ؏

(۳) تاریخ سندھ - عرب کے فتوحات سندھ کی محققانہ تاریخ جلد اول عہ/ جلد دوم ۱۴؍

(۴) عصر قدیم - اقوام سلف کی نہایت واضح تاریخ (لائبریری ایڈیشن نمبر ۴) ۱۴؍

(۵) حروب صلیبیہ انگریزی سے ترجمہ اور عربی سے تحشی - ۶؍

(۶) حسن بن صباح - باطنیہ اسماعیلیہ کا بانی اور بمبئی کے خوجون کی اصلیت (لائبریری ایڈیشن نمبر ۳) ۱۴؍

(۷) سکینہ بنت حسین - جناب سکینہ کے حالات زندگی ۶؍

(۸) خواجہ معین الدین چشتی - ۶؍

(۹) ملکہ زنوبیہ - سلف کی ایک عربی نژاد ملکہ ۳؍

(۱۰) آغائی صاحب رئیس مرحوم کے حالات ۴؍

ناول

(۱۱) فلورا فلورنڈا - اندلس مین سلطنت عرب یعنی (لائبریری ایڈیشن نمبر ۶) ۱۴؍

(۱۲) فلپانا - عہد صحابہ کا ایک سچا واقعہ یعنی (لائبریری ایڈیشن نمبر ۷) ؏

(۱۳) رومتہ الکبریٰ - روم پر گاتھ لوگون کا حملہ ۱۴؍

(۱۴) زوال بغداد دولت عباسیہ کا استیصال ۱۴؍

(۱۵) ماہ ملک - غوریون کا عروج ۶؍

(۱۶) یوسف نجمہ کامل جگ بیتی نہین آپ بیتی ۱۴؍

(۱۷) فتح اندلس - اسپین پر عربون کا حملہ ۶؍

(۱۸) غیب دان دولھن حیرت انگیز غیب دانی ؏

(۱۹) فردوس برین جیتے جی جنت کی سیر - ؏

(۲۰) حسن کا ڈاکو - حرام پور کے نواب کی گزشتہ حصہ اول ۱۲؍ حصہ دوم ..... ۱۲؍

(۲۱) اسرار دربار حرام پور - حرام پور کے نواب کے اور حالات نمبر (۱) ۵؍ نمبر (۲) ۵؍

متفرق

(۲۲) الحکم الرفاعیہ - معرفت مین سید احمد رفاعی کا ایک پرمغز رسالہ کا ترجمہ ۳؍

(۲۳) سرسید کی دینی برکتین ۲؍

دلگداز کی جلدین

(۲۴) جلد سنہ ۱۹۰۰ء	۱۴؍	(۳۰) جلد سنہ ۱۹۱۱ء	۱۴؍
(۲۵) جلد سنہ ۱۹۰۱ء	۱۴؍	(۳۱) جلد سنہ ۱۹۱۲ء	۱۴؍
(۲۶) جلد سنہ ۱۹۰۵ء	۱۴؍	(۳۲) جلد سنہ ۱۹۱۳ء	۱۴؍
(۲۷) جلد سنہ ۱۹۰۶ء	۱۴؍	(۳۳) جلد سنہ ۱۹۱۴ء	۱۴؍
(۲۸) جلد سنہ ۱۹۰۷ء	۱۴؍	(۳۴) جلد سنہ ۱۹۱۵ء	۱۴؍
(۲۹) جلد سنہ ۱۹۱۰ء	۱۴؍		

متفرق مطبوعات دلگداز پریس

معاشرت - انگریزی کی گلستان - سرجان لبک کی مشہور کتاب "یوز آف لائف" کا ترجمہ - ۶؍

بیوفا - مشہور مصنف مولوی سید برکات احمد صاحب کا ایک اخلاقی ناول - ۱۲؍

پاداش عمل - ایک نہایت ہی دلچسپ ناول ہے "کنفتھ" کا ترجمہ جسے مولوی محمد صدیق حسن صاحب نے نہایت ہی خوبی و فصاحت سے ترجمہ کیا ۱۹۱۵ء کے دل افروز مین شائع ہوا - ۱۴؍

جمیلہ - مصنفہ مولٰنا صاحب موصوف - ۱۲؍

المشتہر حکیم محمد سراج الحق مینجر دلگداز گڑھ بزن بیگ خان لکھنؤ